ماہنامہ

المعصوم

کراچی

ربیع الاول ۱۴۱۱ھ اکتوبر ۱۹۹۰ء

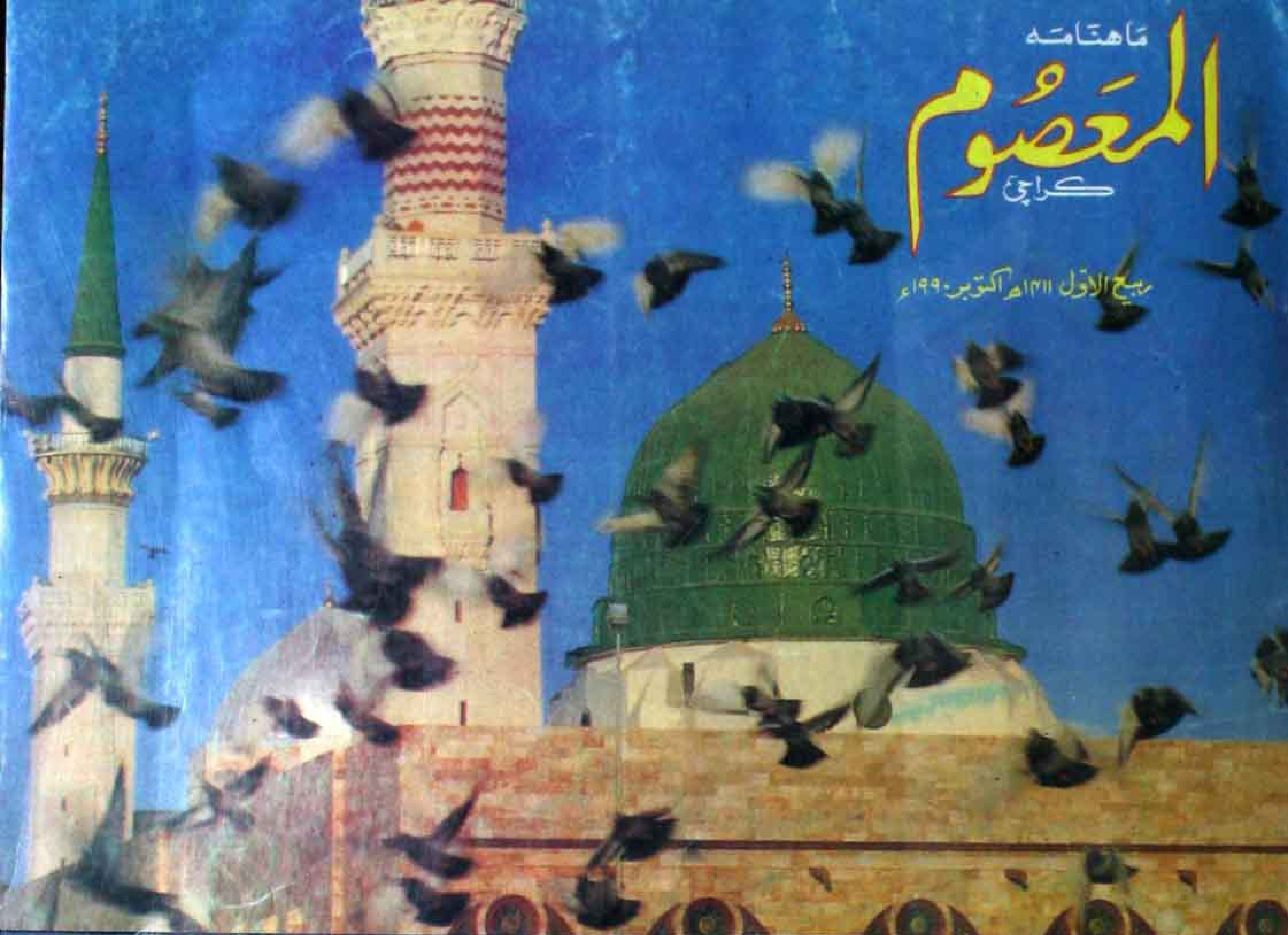

عید میلاد النبیؐ کے آداب،

رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے

داتا گنج بخشؒ کے عرسِ پاک کی مکمل رپورٹ،

اور

نظمیں، غزلیں، سوشل راؤنڈاپ،

مزارِ پُرانوار حضرت الحاج خواجہ صوفی نواب الدینؒ

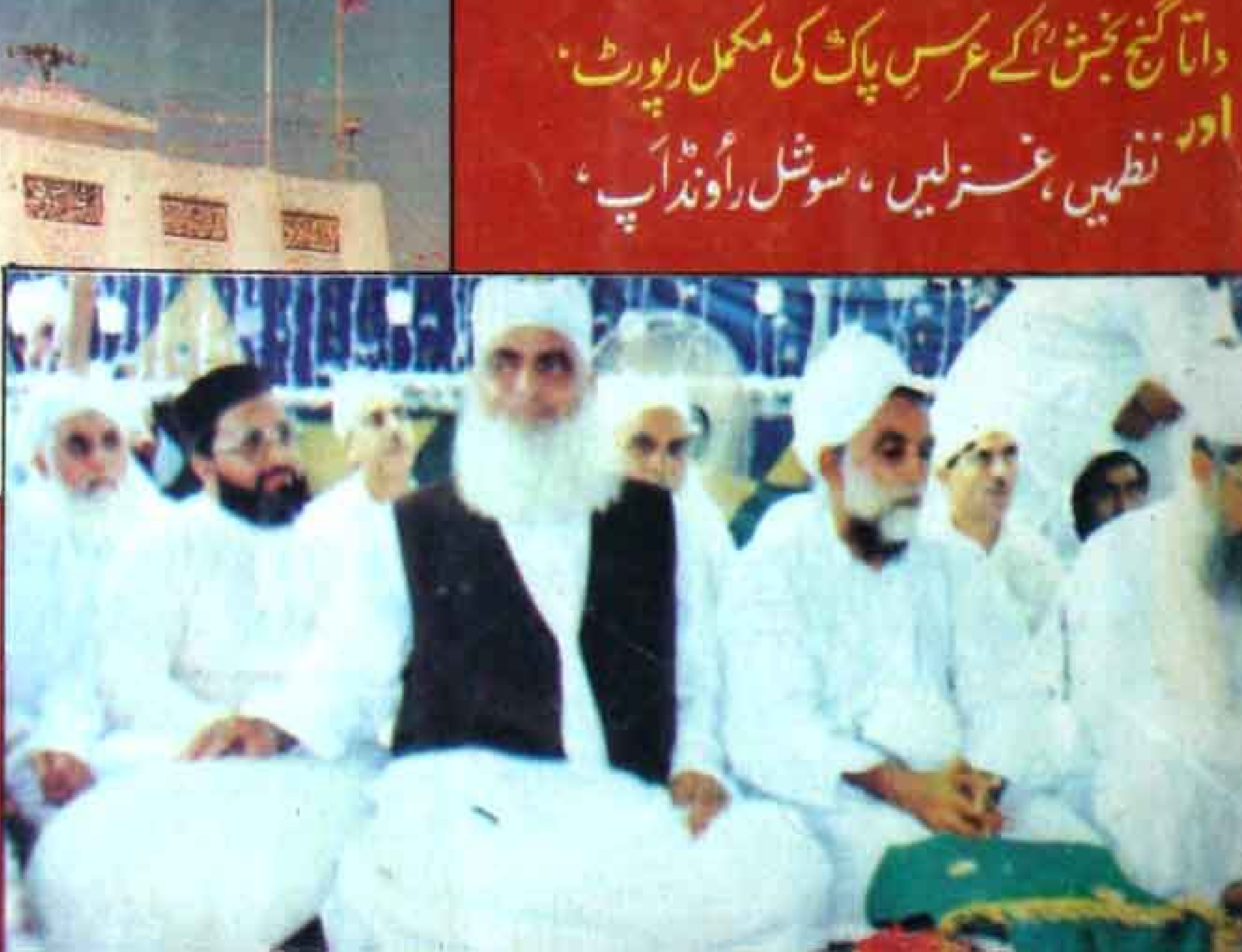

قیمت ۸ روپے

حسبُ الارشاد

حضور خواجہ خواجگان امیرِ شریعت شہبازِ طریقت ثانی زریں زر بخت شہنشاہ نقشبند
مبلغ عالمِ اسلام داعی ذکر با الجہر قبلہ عالم حضرت الحاج **خواجہ محمد معصوم** صاحب مدظلہ العالی
سجادہ نشین دربارِ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ لوابیہ معصومیہ موہری شریف تحصیل کھاریاں (گجرات)

حضور کی خصوصی نگاہِ کرم کا صدقہ کراچی شہر میں ماشاء اللہ ہر روز سلسلۂ عالیہ کا ختم خواجگان و حلقہ ذکر حسب ذیل مقامات پر باقاعدگی سے زیرِ قیادت حضرت صوفی **محمد اسلام خان لودھی** (خلیفہ مجاز، کراچی) منعقد ہوتی ہے

لہٰذا تمام حلقہ اپنے قریب ترین مقامات پر جاکر محافل پاک میں شریک ہوکر ثوابِ دارین حاصل کریں۔

ماہِ اکتوبر کے پروگرام

تاریخ	بروز	مقامِ محفل	تاریخ	بروز	مقامِ محفل
یکم اکتوبر ۹۰ء	پیر	محمد ہاشم گھانچی گلی نمبر ۲ جناح آباد نمبر ۲ کراچی	۱۷ اکتوبر	بدھ	محترم محمد صادق معصومی بفرزون نارتھ کراچی
۲	منگل	محترم صوفی عبدالقدیر المعصوم مری ہوٹل شیر شاہ	۱۸	جمعرات	محترم محمد خورشید غوری موسیٰ کالونی کراچی
۳	بدھ	محترم حاجی محمد عمر محمد یوسف قاسمانی بلوچ بلڈنگ	۱۹	جمعہ	محترم ڈاکٹر عبدالستار مرحوم کے ایم سی کوارٹر نمبر ۷
۴	جمعرات	محترم محمد اسلم (پی آئی اے) و حافظ محمد اسد گلی نمبر ۹ جناح آباد ۲	۲۰	ہفتہ	راجہ رب نواز کیانی و آدم علی بلاک نمبر ۱۸ کیماڑی
۵	جمعہ	محترم ڈاکٹر عبدالستار مرحوم کے ایم سی کوارٹر نمبر ۷	۲۱	اتوار	محترم محمد شعیب نزد بغدادی مسجد تین ہٹی
۶	ہفتہ	محترم عبدالحمید گھانچی سینٹر گھانچی جماعت خانہ	۲۲	پیر	محترم محمد ہاشم گھانچی گلی نمبر ۲، جناح آباد نمبر ۲
۷	اتوار	محترم محمد اکرم نزد بغدادی مسجد تین ہٹی کراچی	۲۳	منگل	محترم عبدالقیوم خان مکان نمبر ۲۳۵ اے اللہ ہو چوک نارتھ کراچی
۸	پیر	محترم محمد ہاشم گھانچی دفتر المعصوم گلی نمبر ۲ جناح آباد نمبر ۲	۲۴	بدھ	محترم احمد علی احمد منزل گلی نمبر ۱۳ جناح آباد نمبر ۲
۹	منگل	محترم ممتاز پاشا صاحب نیو کراچی والے یوپی سوسائٹی	۲۵	جمعرات	محترم محمد عباس پنجاب کلب کھارادر کراچی
۱۰	بدھ	محترم حاجی محمد عمر محمد یوسف قاسمانی بلوچ بلڈنگ	۲۶	جمعہ	محترم ڈاکٹر عبدالستار مرحوم کے ایم سی کوارٹر نمبر ۷
۱۱	جمعرات	محترم کریم اللہ قریشی موسیٰ نگر نزد خلافت چوک	۲۷	ہفتہ	محترم عبدالغفور صاحب الفلاح سوسائٹی ملیر ہالٹ
۱۲	جمعہ	محترم ڈاکٹر عبدالستار مرحوم کے ایم سی کوارٹر نمبر ۷	۲۸	اتوار	محترم عاشق، محترم محمد رفیق نزد بغدادی مسجد تین ہٹی
۱۳	ہفتہ	محترم عبدالکریم نزد تھانہ مومن آباد کشمیر کالونی	۲۹	پیر	محترم محمد ہاشم گھانچی گلی نمبر ۲، جناح آباد نمبر ۲
۱۴	اتوار	محترم محمد صدیق ڈوگر نزد بغدادی مسجد تین ہٹی	۳۰	منگل	محترم محمد علیم حبیب بینک نزد ڈی سی آفس
۱۵	پیر	محترم محمد ہاشم گھانچی گلی نمبر ۲ جناح آباد نمبر ۲	۳۱	بدھ	نثار المعصوم باٹا والے مکان ۱۱۴ گلی نمبر ۵ اعظم بستی
۱۶	منگل	محترم صوفی محمد شریف نزد المعصوم مری ہوٹل شیر شاہ			نالہ پار محمود آباد کراچی نمبر ۴۴

marfat.com

ماہنامہ
المعصوم
کراچی

ربیع الاول ۱۴۱۱ھ اکتوبر ۱۹۹۰ء

بفیضان کرم { خواجہ خواجگان عالمی مبلغ اسلام، تاجدار تصوف
حضرت الحاج خواجہ محمد معصوم صاحب مدظلہ العالی

زیر سرپرستی: حضرت الحاج صاحبزادہ محمد حفیظ الرحمٰن معصومی
دربارِ عالیہ۔ موہڑی شریف

جلد ① شمارہ ⑤ قیمت: ۸ روپے

زرِ سالانہ:
پاکستان، ———— ۱۰۰/- روپے
ایران، عراق، کویت، یو اے ای، سعودی عرب، انڈیا ۲۴۰/- روپے
تمام یورپی اور افریقی ممالک ———— ۳۰۰/- روپے
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا ———— ۳۲۰/- روپے

اس شمارے میں

اداریہ
حمد باری تعالیٰ
نعت رسول مقبولؐ
قولِ رسولؐ
اطاعتِ رسولؐ
علم القرآن
قرآن حکیم اور ہماری زندگی
رسولِ اکرم محمدؐ ہمارے
جشنِ عید میلاد النبیؐ کا فلسفہ
عید میلاد النبیؐ اور آدابِ محفل سے لڑائی
قرآنی سزائیں
حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ
حضرت صوفی نواب دین قدس سرہ } حضرت داتا گنج بخشؒ اور حضرت مجدد الف ثانیؒ کے عرس پاک
لیاقت علی خان
سوشل راؤنڈ اپ
اکتوبر کے خاص خاص واقعات
نظمیں غزلیں
آپ کے خطوط
اسلامی معلومات

استاد قمر جلالوی ۶
صفت برقی ۷
سید قاسم محمود ۸
زاہدہ ملک ۹
سید قاسم محمود ۱۰
حکیم محمد سعید ۱۱
سید خورشید عالم ۱۴
مولانا معراج الاسلام ۱۶
مولانا کوثر نیازی ۱۸
مہرون عالم علیگ ۲۱
ضیاء تسنیم بلگرامی ۲۵
محمد صادق قصوری ۲۹
صوفی محمد اسلام خان لودھی ۳۳
کریم بخش خالد ۳۸
عابد حسین صدیقی ۴۳
عاطف حسین ۴۶
ادارہ ۴۷
- ۴۸
- ۵۰

خط و کتابت
ماہنامہ المعصوم
پوسٹ بکس نمبر ۵۸۶ کراچی

نگران:
صوفی محمد اسلام خان لودھی
خلیفہ مجاز کراچی۔ دربار عالیہ موہڑی شریف

مدیر:
محمد شفیع

نائب مدیر:
عابد حسین صدیقی
محمد حنیف
ایم۔ ایم۔ عالم

بزنس منیجر:
محمد ہاشم گھانچی

سرکولیشن:
محمد اسلم

اشاعت:
احمد صالح محمد

قانونی مشیر
سید خضر عسکر زیدی (ایڈوکیٹ)

مشیر انکم ٹیکس:
یونس عبداللہ اینڈ کمپنی

خط و کتابت: المعصوم منزل۔ اسٹریٹ ۳ جناح آباد ۲ صدیق وہاب روڈ۔ نزد اسپنسرز آئی ہسپتال۔ کراچی

ایڈیٹر پبلشر و پرنٹر محمد شفیع نے شفیع برادرز پرنٹرز، ۸۳-۸۲ ہاکی اسٹیڈیم کراچی سے چھپوا کر ۴۰۔ نور بیگم منزل۔ نور الٰہی روڈ، لیاری کراچی سے شائع کیا۔

marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

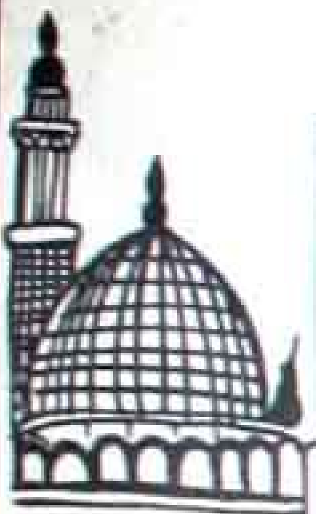

یا اللہ جل جلالہٗ — یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

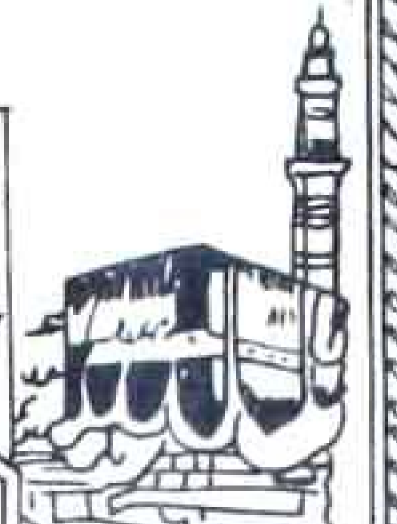

مری سے واپسی برائے دربار عالیہ موہری شریف

۱۶ ستمبر ۱۹۹۰ء بروز اتوار

جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم
۱۱-۱۲ ربیع الاول شریف ۱۴۱۱ھ
چاند کے حساب سے

سالانہ ختم پاک زریں زربخت
سلطان الاولیاءؒ رحمتہ اللہ علیہ وماہانہ محفل پاک
۱۱-۱۲ ربیع الاول شریف چاند کے حساب سے

مخلصی فی اللہ محترم ____________________ سلمہ الرحمٰن

سلام مسنون :۔ بعد از خیر و عافیت جانبین۔ دعا ہے مولا کریم آپ کو اپنے عطیات و نوازشات سے مالا مال فرمائے۔ آمین!

مخلصی :۔ ذکر خدا بہت بڑی دولت ہے۔ اسے غنیمت جانیں اور جتنا ہو سکے۔ یاد الٰہی پر پابندی کریں تاکہ حالات مزید بہتر ہو جائیں۔

حضور خواجہ خواجگان اعلیحضرت صاحب مدظلہ العالی دعا گو ہیں۔

الحمد للہ حضور خواجہ خواجگان اعلیحضرت الحاج **خواجہ محمد معصوم صاحب** مدظلہ العالی۔ مری کے قیام کے دوران تمام پروگرام و بالخصوص جشن نزول قرآن پاک درج بیت اللہ شریف زیارت روضہ اطہر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بخیر و عافیت فارغ ہو کر واپس مری جلوہ افروز ہو گئے ہیں۔

اگلا پروگرام حسب ذیل ہے

ان شاء اللہ! حضرت صاحب مدظلہ العالی ۱۶ ستمبر ۱۹۹۰ء بروز اتوار شام ۵ بجے تک مری سے واپس دربار عالیہ موہری شریف جلوہ افروز ہوں گے۔ اس کے بعد دربار شریف قیام رہے گا۔ ان شاء اللہ جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم و سالانہ ختم پاک جناب زریں زربخت سلطان الاولیاءؒ حضور قبلہ عالم رحمتہ اللہ علیہ و ماہانہ محفل پاک بمطابق ۱۱، ۱۲ ربیع الاول شریف چاند کے حساب سے دربار عالیہ موہری شریف تحصیل کھاریاں ضلع گجرات ہونا قرار پائی ہے۔

لہٰذا تمام دوست چاند کے حساب سے ۱۱ ربیع الاول شریف شام یا ۱۲ ربیع الاول شریف صبح ۹ بجے دربار شریف پہنچ جائیں۔

نوٹ :۔ ان شاء اللہ ۱۲ ربیع الاول شریف صبح ۱۰ بجے حضور قبلہ عالم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار شریف کی رسم چادر پوشی ادا کی جائے گی۔ اس کے بعد محفل پاک اور آخر میں صلوٰۃ والسلام اور لنگر عام ہوگا۔ اس کے بعد تمام دوستوں کو اجازت عام ہوگی۔

جس دوست نے پروگرام لینا ہو وہ واپس دربار شریف کے پتہ پر اطلاع کریں تاکہ پروگرام ترتیب دیتے وقت

آپ کو پروگرام دیا جائے

دیگر :۔ آئندہ ٹیلیفون و خط و کتابت دربار عالیہ موہری شریف کے پتہ پر کریں۔ دربار شریف کے فون نمبر درج ذیل ہیں۔ اگر آپ ڈائریکٹ ڈائلنگ سے فون کریں تو اس نمبر پر ہر وقت بات ہو سکتی ہے۔ کھاریاں ایکسچینج 2253 _ 05771 ، باقی ترتیب اس طرح ہے۔ 04331-4223 EXT_1-30

اگر آپ کال بک کرائیں تو ایکسچینج دربار عالیہ موہری شریف، فون نمبر 1 یا 30

دیگر خط کو سنجیدگی بڑے غور سے پڑھا کرے۔ بہت ضروری ہے۔ پروگرام کی تمام دوستوں کو اطلاع کریں واپس جواب دربار شریف کے پتہ پر دیں۔ والسلام مع الاکرام

جملہ احباب کو نام بنام السلام علیکم

حسب الارشاد

حضور خواجہ خواجگان اعلیحضرت مدظلہ العالی سجادہ نشین دربار موہری شریف ضلع گجرات

الراقم: سلطان سکندر معصومی — طالب دعا: حلقہ احباب جھنگ

marfat.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

اداریہ

اکتوبر کا شمارہ پیش خدمت ہے۔

ماہِ ربیع الاوّل تاریخِ اسلام میں انتہائی اہمیت کا حامل اور فیوض و برکات سے معمور مہینہ ہے۔ اس ماہ مبارک میں آفتاب رسالت طلوع ہوا، انسانیت کو رفعت وعظمت کی معراج عطا ہوئی۔ اور دانائے سُبل، ختم الرسل، خیرالبشر، سیدالمرسلین، خاتم النبیین، رسالت مآب حضور پُر انوار حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس دُنیا میں تشریف لائے۔

حضور پُر انوار صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت و عقیدت اور ماہ ربیع الاوّل کی اہمیت وعظمت کو مدنظر رکھتے ہوئے سید خوشنود عالم کی غیرمنقوط تحریر پر مبنی ایک مضمون رسول مکرم محمدؐ ہمارے، مولانا معراج الاسلام کا جشن میلادالنبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فلسفہ اور مولانا کوثر نیازی کا مضمون عید میلادالنبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آدابِ محفل سے لاپروائی خصوصی طور پر شاملِ اشاعت ہیں۔

اس کے علاوہ حضرت خواجہ صوفی نواب دین رحمۃ اللہ علیہ اور خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کے عرسِ مبارک کے موقع پر خصوصی مضامین، حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے عرس مبارک جس کی صدارت خواجۂ خواجگان حضرت خواجہ محمد معصوم صاحب مدظلہ العالی سجادہ نشین دربار عالیہ موہڑی شریف نے فرمائی، کی خصوصی رپورٹ بھی اس شمارے کا حصہ ہے۔ قائدِ ملت لیاقت علی خان جن کی تاریخ ولادت اور تاریخِ وفات اکتوبر کے مہینے میں ہے، پر بھی ایک خصوصی مضمون شامل ہے۔

ان تمام تحریروں پر ہم نے انتہائی محنت کی ہے اور کوشش کی ہے کہ آپ تک مصدقہ اور معیاری تحریریں پہنچیں۔ ہم اپنی محنت میں کتنے سرخرو اور کوشش میں کہاں تک کامیاب رہے اس کا فیصلہ قارئین پر ہے۔ آپ کی آراء کے منتظر رہیں گے۔

مدیر

marfat.com

حمد باری تعالیٰ

قمر جلالوی

تنہائی میں بیٹھے بیٹھے سوچ سمجھ کر کام کیا
پہلے بنایا نورِ محمد ﷺ روشن جس نے نام کیا

چرخ و زمیں بھی شام و سحر بھی ظاہر بے تاخیر ہوئے
تیرے اک "کُن" کہہ دینے سے دونوں جہاں تعمیر ہوئے

عالم تجھ کو دیکھ رہا ہے کوئی کب پہچانے ہے
ذرّے تک میں تُو ہی تُو ہے خاک زمانہ چھانے ہے

تیرے حکمِ سحر گاہی پر شاخیں جھومیں پیڑ ہلے
بادِ صبا گُلشن میں آئی غنچے چٹکے پھُول کھِلے

صدقے تیرے رحم و کرم کے دُنیا شاد آباد رکھی
اپنی عطا کا ذکر نہیں، بندے کی عبادت یاد رکھی

تو نے دے کر نور قمر کو چرخ پہ جلوہ بار کیا
تاروں کی کثرت نے تیری وحدت کا اقرار کیا

marfat.com

نعت
رسولِ مقبولؐ

صفت بونی

اس کی نظر میں کون درخشاں
صلّی اللہ علیہ وسلّم

میری نظر میں کون مسلماں
صلّی اللہ علیہ وسلّم

عشقِ صلیبی کس پہ نمایاں
صلّی اللہ علیہ وسلّم

شرفِ آدم کون ہے سلطاں
صلّی اللہ علیہ وسلّم

عرشِ علیٰ پہ کون تھا مہماں
صلّی اللہ علیہ وسلّم

جبرائیلؑ تھے کس کے درباں
صلّی اللہ علیہ وسلّم

راز ہوئے تھے کس پہ افشاں
صلّی اللہ علیہ وسلّم

سینہ بہ سینہ، تاباں بہ تاباں
صلّی اللہ علیہ وسلّم

اور صفت اب کس سے بیاں ہو
صلّی اللہ علیہ وسلّم

marfat.com

قولِ رسولؐ

مرتب : سیّد قاسم محمود

سفیان بن عبداللہ الثقفی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا- "اے اللہ کے رسولؐ! مجھے اسلام کے بارے میں ایسی بات بتلا دیجیے کہ آپؐ کے بعد مجھے کسی سے دریافت نہ کرنا پڑے-" اس پر آپؐ نے فرمایا- "کہو میں اللہ پر ایمان لے آیا- پھر اس پر ثابت قدم رہو-"

رسالت

"تم میں سے کوئی ایماندار نہ ہوگا، یہاں تک کہ میں اس کے نزدیک اس کے والد، اس کی اولاد اور دوسرے تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہوجاؤں-"

تقدیر

"اللہ کو قوی مومن، ضعیف مومن سے زیادہ پیارا ہے اور ہر ایک میں خیر ہے- جو چیز تمہیں نفع دے اس کی تمنا کرو اور اللہ سے مدد چاہو اور ہمت نہ ہارو- اگر تمہیں کوئی تکلیف پہنچے تو یوں مت کہو کہ اگر میں ایسا کرتا تو یوں ہوجاتا بلکہ یوں کہو کہ اللہ نے اندازہ کیا، جو چاہا، اس نے کر ڈالا-"

آخرت

"قیامت کے دن انسان کے قدم اپنی جگہ سے ہٹ نہ سکیں گے، یہاں تک کہ اس سے پانچ باتوں کی باز پرس نہ ہوجائے-

1- عمر کن کاموں میں گنوائی؟

2 - جوانی کی توانائیاں کہاں صرف ہوئیں؟

3- مال کہاں سے کمایا؟

4- کہاں خرچ کیا؟

5- جو علم حاصل کیا اس پر کہاں تک عمل کیا؟

اخلاص

"اللہ تعالیٰ تمہاری شکل و صورت اور دولت کو نہیں دیکھتا بلکہ تمہاری نیت اور عمل کو دیکھتا ہے-"

نیکی

"ایک بار سبحان اللہ کہہ دینا صدقہ ہے- ایک بار اللہ اکبر کہہ دینا صدقہ ہے- ایک بار الحمدللہ کہہ دینا صدقہ ہے- ایک بار لاالٰہ الا اللہ کہہ دینا صدقہ ہے- بھلائی کا حکم دینا صدقہ ہے- برائی سے روکنا صدقہ ہے- اپنی خواہش پوری کرنا صدقہ ہے-"

لوگوں نے دریافت کیا- "ہم میں سے ایک شخص اپنی خواہش پوری کرتا ہے- کیا اس پر اجر و ثواب کا مستحق ہوگا؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا- "ہاں- اگر وہ اپنی خواہش ناجائز طور پر پوری کرتا تو کیا وہ گناہ گار نہ ہوتا؟ اسی طرح جبکہ اس نے اپنی خواہش جائز طور پر پوری کی ہے تو وہ اجر کا مستحق ہوگا-"

دنیا

دنیا مٹھاس والی اور سرسبز و شاداب ہے اور اللہ تعالیٰ اس میں تمہیں خلافت کا منصب دیتا ہے تاکہ دیکھے تم کیسے عمل کرتے ہو-"

علم

"ایک سمجھدار عالم، شیطان پر ہزار عابدوں سے زیادہ بھاری ہے-"

غیر ذمہ دارانہ کلام

"جس نے بغیر علم کے فتویٰ دیا تو اس کا گناہ فتویٰ دینے والے پر ہے- اور جس نے اپنے بھائی کو ایسے کام کا مشورہ دیا، جس کے بارے میں اسے علم ہے کہ بھلائی کسی دوسرے کام میں ہے تو بلاشبہ اس نے خیانت کی-"

جہاد

"دو آنکھیں ہیں جو جہنم کی آگ سے محفوظ رہیں گی- وہ آنکھ جو اللہ کے خوف سے اشکبار ہو- وہ آنکھ جو رات بھر اللہ کی راہ میں پہرہ دے-"

نماز

"جس میں امانت نہیں، اس میں ایمان نہیں- اور جس میں طہارت نہیں، اس میں نماز نہیں- اور جس میں نماز نہیں اس کا دین نہیں- دین میں نماز کا وہی مقام ہے جو جسم کے اندر سر کا ہے-"

روزہ

"جس نے جھوٹ بولنا اور اس پر عمل کرنا نہ چھوڑا تو اللہ کو کچھ حاجت نہیں کہ انسان روزہ رکھ کر کھانا پینا چھوڑ دے-"

زکوٰۃ

"جس دولت میں مالِ زکوٰۃ کی ملاوٹ ہو تو وہ تباہ و برباد ہوتی ہے-"

حج

"جس نے بیت اللہ کی زیارت کی اور فسق و فجور میں مبتلا نہیں ہوا تو وہ پاک صاف ہوکر اس طرح لوٹتا ہے جس طرح اس کی ماں نے جنا تھا-"

ذکر و تلاوت

"قرآن پڑھو، جب تک تمہارے دل کا میلان اس کی طرف باقی رہے، اور جب اکتا جاؤ تو اٹھ کھڑے ہو-"

دعا

"بندے کی دعا قبول ہوتی ہے جب تک کہ اس میں گناہ اور قطع رحمی کی کوئی بات نہ ہو اور جلدی نہ مچائی جائے-" عرض کیا گیا- "یا رسول اللہؐ جلدی سے کیا مراد ہے؟ فرمایا- "بندہ کہتا ہے کہ میں دعا کرتا رہا مگر دعا قبول نہ ہوئی- اس کے بعد آدمی اکتا جاتا ہے اور دعا چھوڑ دیتا ہے-"

قناعت

"جو اسلام لایا اور اسے گذارے کے مطابق روزی میسر آگئی اور اللہ تعالیٰ نے اسے اپنی دی ہوئی روزی پر قناعت کی توفیق بخشی تو وہ فلاح و کامرانی سے ہمکنار ہوا-"

marfat.com

اطاعتِ رسولؐ کے بارے میں قرآنِ پاک میں مختلف جگہوں پر جتنی آیات کا نزول ہوا، اُن کو ذاہد ملک نے یکجا کیا ہے، اُن آیات کا ترجمہ اس صفحے میں پیش کیا جا رہا ہے

اطاعتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

۱۔ (اے پیغمبر لوگوں سے) کہہ دو کہ اگر تم خدا کو دوست رکھتے ہو
تو میری پیروی کرو خدا بھی تمہیں دوست رکھے گا اور تمہارے
گناہ معاف کر دے گا اور خدا بخشنے والا مہربان ہے ○
کہہ دو کہ خدا اور اُس کے رسول کا حکم مانو۔ اگر نہ مانیں
تو خدا بھی کافروں کو دوست نہیں رکھتا ○

—— سورۃ آل عمران آیت ۳۱ تا ۳۲ ——

۲۔ اور ہم نے جو پیغمبر بھیجا ہے اس لئے بھیجا ہے کہ خدا کے
فرمان کے مطابق اُس کا حکم مانا جائے۔ اور یہ لوگ
جب اپنے حق میں ظلم کر بیٹھے تھے اگر تمہارے پاس آتے اور
خدا سے بخشش مانگتے اور رسولِ خدا بھی اُن کیلئے بخشش
طلب کرتے تو خدا کو معاف کرنے والا اور مہربان پاتے ○
تمہارے پروردگار کی قسم یہ لوگ جب تک اپنے تنازعات
میں تمہیں منصف نہ بنائیں۔ اور جو فیصلہ تم کر دو اُس سے
اپنے دل میں تنگ نہ ہوں بلکہ اُس کو خوشی سے مان لیں
تب تک مومن نہیں ہوں گے ○

—— سورۃ النساء آیت ۶۴، ۶۵ ——

۳۔ (اے محمدؐ) کہہ دو کہ لوگو میں تم سب کی طرف خدا کا بھیجا ہوا
ہوں (یعنی اُس کا رسول ہوں) (وہ) جو آسمانوں اور زمین کا
بادشاہ ہے اسکے سوا کوئی معبود نہیں وہی زندگانی بخشتا ہے اور
وہی موت دیتا ہے تو خدا پر اور اسکے رسول پیغمبر اُمّی پر جو خدا پر اور
اُس کے تمام کلام پر ایمان رکھتے ہیں ایمان لاؤ اور اُن کی
پیروی کرو تاکہ ہدایت پاؤ ○

—— سورۃ الاعراف آیت ۱۵۸ ——

۴۔ مومنو! خدا اور اسکے رسول کا حکم قبول کرو جبکہ رسولِ خدا تمہیں
ایسے کام کیلئے بلاتے ہیں جو تم کو زندگی (جاوداں) بخشتا ہے اور جان
رکھو کہ خدا آدمی اور اسکے دل کے درمیان حائل ہو جاتا ہے
اور یہ بھی کہ تم سب اسکے روبرو جمع کئے جاؤ گے ○

—— سورۃ الانفال آیت ۲۴ ——

۵۔ مومنوں کی تو یہ بات ہے کہ جب خدا اور اسکے رسول کی طرف
بلائے جائیں تاکہ وہ اُن میں فیصلہ کریں تو کہیں کہ ہم نے حکم سُن لیا
اور مان لیا۔ اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں ○
اور جو شخص خدا اور اُسکے رسول کی فرمانبرداری کریگا اور اُس سے ڈریگا
تو ایسے ہی لوگ مُراد کو پہنچنے والے ہیں ○

—— سورۃ النور آیت ۵۱، ۵۲ ——

۶۔ کہہ دو کہ خدا کی فرمانبرداری کرو اور رسولِ (خدا) کے حکم پر چلو اگر
منہ موڑو گے تو رسول پر (اس چیز کا ادا کرنا) ہے جو اُنکے ذمے ہے
اور تم پر (اس چیز کا ادا کرنا) ہے جو تمہارے ذمے ہے اور اگر تم اسکے
فرمان پر چلو گے تو سیدھا رستہ پا لو گے اور رسول کے ذمے
تو صاف صاف (احکامِ خدا کا) پہنچا دینا ہے ○

—— سورۃ النور آیت ۵۴ ——

۷۔ تم کو پیغمبرِ خدا کی پیروی (کرنی) بہتر ہے (یعنی) اس شخص کو
جسے خدا (سے ملنے) اور روزِ قیامت (کے آنے) کی اُمید ہو
اور وہ خدا کا ذکر کثرت سے کرتا ہو ○

—— سورۃ الاحزاب آیت ۲۱ ——

۸۔ اور کسی مومن مرد اور مومن عورت کو حق نہیں ہے کہ جب
خدا اور اس کا رسول کوئی امر مقرر کر دیں تو وہ اس کام میں
اپنا بھی کچھ اختیار سمجھیں۔ اور جو کوئی خدا اور اُسکے رسول کی
نافرمانی کرے وہ صریح گمراہ ہو گیا ○

—— سورۃ الاحزاب آیت ۳۶ ——

۹۔ اے اہلِ ایمان! اپنی آوازیں پیغمبر کی آواز سے اُونچی نہ کرو۔
اور جس طرح آپس میں ایک دوسرے سے زور سے بولتے ہو
(اس طرح) اُن کے روبرو زور سے نہ بولا کرو (ایسا نہ ہو) کہ
تمہارے اعمال ضائع ہو جائیں اور تم کو خبر بھی نہ ہو ○
جو لوگ پیغمبرِ خدا کے سامنے دبی آواز سے
بولتے ہیں خدا نے اُن کے دل تقوے کے
لئے آزما لئے ہیں۔ اُن کے لئے بخشش اور
اجرِ عظیم ہے ○
جو لوگ تم کو حجروں کے باہر سے آواز دیتے ہیں اُن میں
اکثر بے عقل ہیں ○
اور اگر وہ صبر کئے رہتے یہاں تک کہ تم خود نکل کر اُن
کے پاس آتے تو یہ اُن کے لئے بہتر تھا۔ اور خدا تو
بخشنے والا مہربان ہے ○

—— سورۃ الحجرات آیت ۲ تا ۵ ——

۱۰۔ سو جو چیز تم کو پیغمبر دیں وہ لے لو اور جس سے منع کریں
(اُس سے) باز رہو۔ اور خدا سے ڈرتے رہو بیشک خدا سخت
عذاب دینے والا ہے ○

—— سورۃ الحشر آیت ۷ ——

marfat.com

علم القرآن

علم القرآن سید قاسم محمود کی کاوش اور عرق ریزی کا نتیجہ ہے، جس میں ترجمہ مولانا فتح محمد جالندھری اور متعدد مفسرین کی نہایت جامع اور سلیس انداز میں تفاسیر شامل کی گئی ہیں، تفسیر کے لیے صرف ان آیات کا انتخاب کیا گیا ہے جس میں ایک عام قاری کو تشریح کی ضرورت ہوسکتی ہے

ترجمہ، تفسیر

مرتب: سید قاسم محمود

آیات ۲۱ تا ۲۹

(۲۱) .... لوگو! اپنے پروردگار کی عبادت کرو جس نے تم کو اور تم سے پہلے لوگوں کو پیدا کیا، تاکہ تم اس کے عذاب سے بچو۔

(۲۲) .... جس نے تمہارے لیے زمین کو بچھونا اور آسمان کو چھت بنایا اور آسمان سے مینہ برسا کر تمہارے کھانے کے لیے انواع و اقسام کے میوے پیدا کیے۔ پس کسی کو خدا کا ہمسر نہ بناؤ۔ اور تم جانتے تو ہو۔

(۲۳) .... اور اگر تم کو اس کتاب میں، جو ہم نے اپنے بندے محمدؐ عربی پر نازل فرمائی ہے، کچھ شک ہو تو اسی طرح کی ایک سورت تم بھی بنا لاؤ اور خدا کے سوا جو تمہارے مددگار ہوں، ان کو بھی بلالو، اگر تم سچے ہو۔

(۲۴) .... لیکن اگر ایسا نہ کر سکو اور ہرگز نہیں کر سکو گے تو ڈرو اس آگ سے جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہوں گے اور جو کافروں کے لیے تیار کی گئی ہے۔

(۲۵) .... اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے، ان کو خوشخبری سنا دو کہ ان کے لیے نعمت کے باغ ہیں، جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں۔ جب انہیں ان میں سے کسی قسم کا میوہ کھانے کو دیا جائے گا تو کہیں گے، یہ تو وہی ہے جو ہم کو پہلے دیا گیا تھا۔ اور ان کو ایک دوسرے کے ہم شکل میوے دیئے جائیں گے اور وہاں ان کے لیے پاک بیویاں ہوں گی اور وہ بہشتوں میں ہمیشہ رہیں گے۔

رکوع ...3

پہلے اور دوسرے رکوع کی ابتدائی بیس آیات میں قرآنی ہدایات کو ماننے یا نہ ماننے کی بنیاد پر انسان کو تین گروہوں (متقین، کفار اور منافقین) میں تقسیم کر کے ہر ایک کا کچھ حال بیان کیا گیا۔ اس طرف بھی اشارہ کیا گیا کہ انسانوں کی گروہی اور قومی تقسیم نسب، وطن، زبان، اور رنگ کی بنیادوں پر معقول نہیں، بلکہ اس کی صحیح تقسیم مذہب کی بنیاد پر ہے کہ اللہ تعالےٰ اور اس کی ہدایات کو ماننے والے ایک قوم، اور نہ ماننے والے دوسری قوم، جن کو سورہ حشر میں "حزب اللہ" اور "حزب الشیطان" کا نام دیا گیا۔

اب پیرایہ اظہار بدل کر تینوں گروہوں کو بیک وقت خطاب کر کے وہ دعوت دی گئی ہے جس کے لیے قرآن نازل ہوا۔ اس میں مخلوق پرستی سے باز آنے اور ایک خدا کی عبادت کرنے کی طرف دعوت دی گئی ہے۔ پہلی آیت میں "یاایھا الناس" سے خطاب شروع ہوا۔ لفظ "الناس" عربی زبان میں مطلق انسان کے معنی میں آتا ہے۔ گویا اب خطاب پوری نوع انسان، عالمگیر انسانیت سے ہے، اور یوں مذکورہ تینوں گروہ خود بخود مخاطب ہوگئے ہیں۔ ہر مخاطب کے لیے اس جملے کا معنی و مطلب جدا ہے۔ مثلاً جب کہا گیا کہ اپنے رب کی بندگی کرو تو کفار کے لیے اس خطاب کے معنی یہ ہوئے کہ مخلوق پرستی چھوڑ کر توحید اختیار کرو۔ منافقین کے لیے اس کے یہ معنی ہوئے کہ نفاق چھوڑ کر اخلاص پیدا کرو۔ مومنین کے لیے اس جملے کے یہ معنی ہوئے کہ اپنی عبادت و طاعت پر ہمیشہ قائم رہو اور اس میں ترقی کی کوشش کرتے رہو۔

اس رکوع میں اسلام کے تینوں بنیادی عقائد۔ توحید، رسالت اور آخرت کی بعض دلیلیں بیان ہوئی ہیں۔ آیت 21 اور 22 میں توحید کی دلیل ہے۔ آیات 23 اور 24 میں رسالت محمدیؐ کا اثبات ہے۔ آخری دو آیات میں قیامت کی دلیل دی گئی ہے۔

(15) .... اس سے پہلے مکے میں کئی بار یہ چیلنج دیا جا چکا تھا کہ اگر تم اس قرآن کو انسان کی تصنیف سمجھتے ہو، تو اس کے مانند کوئی کلام تصنیف کر کے دکھاؤ۔ اب مدینے پہنچ کر پھر اس کا اعادہ کیا جارہا ہے۔

(16) .... دوزخ میں صرف بُرے اور نافرمان انسان ہی ایندھن نہ بنیں گے، بلکہ پتھر کے وہ بت بھی ان کے ساتھ موجود ہوں گے جن کو انھوں نے اپنا معبود بنا رکھا ہے۔ اس وقت تمھیں خود ہی معلوم ہو جائے گا کہ خدائی میں یہ کتنا دخل رکھتے تھے۔

(17) .... "پاکیزہ بیویوں" کی تشریح میں مولانا عبدالماجد دریا آبادی لکھتے ہیں: "بعض روشن خیالوں" کو پاکیزہ بیویوں کے نام سے خدا معلوم کیوں اتنی شرم آئی کہ انھوں نے اس معنی ہی سے انکار کر دیا اور "ازواج مطہرہ" کی تفسیر عجب طرح توڑ مروڑ کر کی ہے۔ گویا بہشت میں رضائے الٰہی کے مقام میں، ہر قسم کی انتہائی لذت، مسرت اور راحت کے موقع پر، بیویوں اور پھر پاکیزہ بیویوں کا ملنا کوئی بڑی ہی شرم و غیرت کی بات ہے۔ جنت کے وجود ہی سے اگر کسی کو انکار ہے، جب تو خیر بات ہی اور ہے۔ ایسے مخاطب کے سامنے پہلے جنت کا اثبات کیا جائے گا، لیکن اگر جنت کا اقرار ہے، تو پھر وہاں کی کسی لذت، کسی نعمت، کسی راحت سے انکار کے کوئی معنی نہ نقل کے لحاظ سے صحیح ہیں نہ عقل کے اعتبار سے۔ جنت کے تو معنی ہی یہ ہیں کہ وہ مادی اور روحانی ہر قسم کی لذتوں، مسرتوں، راحتوں کا گھر ہوگا۔

اسلام تو حسی اور معنوی، مادی اور روحانی، جسمانی اور عقلی ہر قسم کی نعمت کی قدر کرنے کی تعلیم دیتا ہے۔

marfat.com

حکیم محمد سعید

رسول اللہؐ قرآن کے آئینے میں

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت دو گروہ ایسے موجود تھے جو خود کو اہلِ کتاب کہتے تھے۔ ان کے اس بیان کی تصدیق قرآنِ حکیم نے بھی فرمائی ہے۔ قرآن ان دونوں اہلِ کتاب گروہوں کی بعض خرابیاں وضاحت سے بیان کرتا ہے، جن کے مطالعے سے اندازہ ہوتا ہے کہ انھوں نے جہاں بہت سی دوسری بُرائیوں کو اپنے عقائد میں داخل کر رکھا تھا، وہاں ان میں سب سے بڑی خرابی یہ تھی کہ انھوں نے نبوت اور رسالت کے تصور کو بھی مسخ کر دیا تھا۔ اس جگہ یہ بات لائقِ غور ہے کہ انبیا اور رسولوں کے بارے میں ان دونوں گروہوں کے تصورات ایک دوسرے کی ضد واقع ہوئے تھے۔

ان میں سے پہلا گروہ بنی اسرائیل کا ہے۔ قرآنِ حکیم ان کے بارے میں بتاتا ہے کہ ان کا رویہ اپنے انبیا کے ساتھ معاندانہ اور سخت گستاخانہ تھا۔ قرآنِ حکیم میں ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو جہاد کا حکم دیا تو انھوں نے آپ کو یہ جواب دیا کہ:

"موسیٰ، تم اور تمھارا رب ہی لڑے، ہم تو یہاں بیٹھے رہیں گے۔"

فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَاۤ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ ٥ (المائدہ: ۲۴)

بنی اسرائیل نے اپنے انبیا کی کھلی نافرمانی کی، ان کے ساتھ گستاخی سے پیش آئے، یہاں تک کہ انبیا کو قتل بھی کیا۔ ان کے مقابلے میں اہلِ کتاب کے دوسرے گروہ کا حال یہ تھا کہ اس نے نبوت و رسالت کے تصوّر کو تصوّرِ الوہیت کے ساتھ خلط ملط کر دیا تھا۔ نبی کو، معاذاللہ، اللہ کا جز سمجھنے لگے تھے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور آپ کی والدۂ محترمہ حضرت مریم علیہا السلام کے بت بنا کر انھیں پوجنے لگے تھے۔

اسلام، جو انسانوں کے عقائد، افکار و اعمال اور تصورات کی اصلاح کا پیغام لے کر آیا تھا، اس نے وضاحت اور قطعیت کے ساتھ نبی کی حیثیت متعین کر دی۔ ایک طرف تو اس بات پر زور دیا کہ اللہ کا رسول انتہائی احترام، تعظیم اور محبت کا حق دار ہے۔ قرآنِ حکیم میں رسول کی اطاعت کی بھی اللہ کی اطاعت کے ساتھ تاکید کی گئی ہے:

اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ (آلِ عمران: ۳۲)

یعنی: "تم اطاعت کرو اللہ کی اور اس کے رسول کی۔"

قرآن نے رسولؐ سے ادب و تعظیم کے ساتھ پیش آنے کی تاکید و ہدایت یہاں تک فرمائی ہے کہ:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ

جھکو — وقار کے ساتھ
جانچو — فراخ دلی کے ساتھ
مقابلہ کرو — احتیاط کے ساتھ
عبادت کرو — محبت کے ساتھ
سنو — توجہ کے ساتھ
ادا کرو — عجلت کے ساتھ
دیکھو — دلچسپی کے ساتھ
انتظار کرو — صبر کے ساتھ
منصوبہ بناؤ — فراست کے ساتھ
کھاؤ — اعتدال کے ساتھ
نہاؤ — پابندی کے ساتھ
سانس لو — روانی کے ساتھ
آرام کرو — وقفوں کے ساتھ
عطا کرو — فیاضی کے ساتھ
جیُو — حوصلے کے ساتھ
خرچ کرو — سمجھ کے ساتھ
بولو — اختصار کے ساتھ
غور کرو — گہرائی کے ساتھ
خدمت کرو — آمادگی کے ساتھ
تمنا کرو — استحقاق کے ساتھ
اعتماد کرو — یقین کے ساتھ
سفر کرو — تیاری کے ساتھ
عمل کرو — بے خوفی کے ساتھ
بحث کرو — دلیل کے ساتھ
پڑھو — انتخاب کے ساتھ
سوچو — جذبۂ تعمیر کے ساتھ
پیُو — آہستگی کے ساتھ
ورزش کرو — باقاعدگی کے ساتھ
کام کرو — خوش اسلوبی کے ساتھ
کھیلو — فرصت کے ساتھ
ہنسو — متانت کے ساتھ
چلو — اعتماد کے ساتھ

حکیم محمد سعید

marfat.com

كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ○ (الحجرات: ۲)

یعنی: "اے مومنو! اپنی آواز نبی کی آواز سے اونچی نہ کرو، اور جب ان سے بات کرنی ہو تو اس طرح زور سے نہ بولو جیسے تم آپس میں ایک دوسرے سے بولتے ہو۔ کہیں اکارت نہ ہو جائیں تمھارے کام اور تمھیں خبر بھی نہ ہو۔"

اس ہدایت سے بخوبی اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ قرآن نے نبی کو کس مقام عظمت و رفعت پر فائز کیا ہے، اس کی تکریم اور عقیدت کو کتنی اہمیت دی ہے۔ قرآن کہتا ہے کہ رسول کی اطاعت مثل اطاعتِ الٰہی کے ہے۔ رسول کی محبت، حبِ الٰہی کے برابر ہے اور مسلمانوں کے ایمان کا جز ہے۔ اسی کے ساتھ قرآن یہ بھی بتاتا ہے، اور پوری وضاحت اور قطعیت کے ساتھ بتاتا ہے کہ نبی بھی ایک انسان ہے اور اسی طرح کا انسان ہے جس طرح دوسرے انسان ہیں۔ اسلام سے پہلے یہ تصور راسخ تھا کہ انسان کبھی اللہ کا خلیفہ اور نائب نہیں ہو سکتا۔ مصلحین، ہادیین اور انبیا کو ایک مافوق الفطرت، ہستی سمجھا جاتا تھا۔ عام انداز فکر یہ تھا کہ ایک آدمی جو عام آدمیوں کی طرح کا ہو، انھی کی طرح چلتا پھرتا، کھاتا پیتا، سوتا جاگتا ہو، نبی کیسے ہو سکتا ہے۔ اسی بنا پر حضرت موسیٰؑ اور حضرت ہارونؑ کی بات ماننے سے بھی فرعون نے انکار کر دیا تھا اور کہا تھا کہ کیا ہم اپنے ہی جیسے دو آدمیوں پر ایمان لے آئیں: سورۂ مومنون میں ہے:

اَنُؤْمِنُ لِبَشَرَيْنِ مِثْلِنَا (مومنون ۴۷)

لیکن قرآن نے ان تصورات کو غلط قرار دیا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے خود ایک سے زیادہ بار یہ کہلوایا کہ میں بھی تمھاری ہی طرح انسان ہوں:

اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ (الکہف: ۱۱۰)

حضورؐ کو اس اعلان کا حکم دے کر قرآن نے یہ بات صاف کر دی ہے کہ رسول اللہؐ بھی ایک انسان ہیں، ایک بشر ہیں، وہ بھی عام انسانوں کی طرح ہاتھ پاؤں رکھتے ہیں، شادی بیاہ کرتے ہیں، ملتے جلتے ہیں، جذبات و احساساتِ انسانی سے مملو ہیں۔ ایک انسان پر جس طرح رنج و غم اور مسرت و راحت وارد ہوتی ہے اسی طرح نبی اکرمؐ پر بھی ان کا اثر ہوتا ہے، اس لیے کہ اسلام دینِ فطرت ہے، انسانوں کے لیے ہے، انسانوں کی فلاح کے لیے، دنیا میں عمل کرنے کے لیے، دنیا سدھارنے کے لیے ہے یہ دین نبیؐ کے ذریعے نازل ہوا ہے اور اس لیے نبی کا انسان ہونا لازمی ہے۔

قرآن نے یہ بات بھی واضح کی ہے کہ نبی اکرمؐ بھی اللہ کے بندے اور اس کے حکم کے تابع ہیں۔ وہ جو کچھ کر سکتے ہیں وہ اللہ کی مرضی سے ہی کر سکتے ہیں۔ بطور خود ان کی کوئی طاقت نہیں۔ ان کو خدائی میں کوئی دخل نہیں، وہ بھی مشیتِ ایزدی کے اتنے ہی پابند ہیں جتنا دوسرا کوئی انسان ہو سکتا ہے۔ وہ کسی کو حکمِ الٰہی کے بغیر نہ نقصان پہنچا سکتے ہیں اور نہ نفع۔ قرآن حکیم میں ارشاد باری ہے کہ "کہہ دیجیے کہ میں تو اپنی ذات کے لیے بھی نفع یا نقصان کی طاقت نہیں رکھتا، سوائے اس کے کہ جو اللہ چاہے۔"

قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ○ (الاعراف: ۱۸۸)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے جب پوچھا گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کیسے تھے، تو آپ نے فرمایا کہ کیا تم نے قرآن نہیں پڑھا ہے۔ اس بلیغ جملے میں حضرت ام المومنین رضہ

کراچی سے

ماہنامہ المعصوم

کا اجراء باعثِ صد افتخار ہے

حضور خواجہ سرکار

مدظلہ العالی سجادہ نشین دربارِ عالیہ موہری شریف (گجرات) کی سرپرستی ہم سب کے لیے خوش بختی ہے۔

نثار المعصوم

(باٹا والے)

رہائش گاہ:

مکان نمبر ایکس ۱۱۴ گلی نمبر ۵

اعظم بستی نالہ پار محمود آباد

کراچی نمبر ۴۴

فون:

۵۴۶۶۱۳

۵۴۸۷۵۱

marfat.com

نے بہت بڑی بات فرمادی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ حضورؐ کی زندگی وہی تھی، جو قرآن کے لائے ہوئے دین کے مطابق ہونی چاہیے۔ آپؐ کے اخلاق ایسے ہی تھے جیسے قرآن پر پوری طرح عمل کرنے والے کسی فرد کے ہو سکتے ہیں۔ آپؐ کا اسوۂ حسنہ اور قرآن کا معیارِ عمل ایک ہی چیز ہے۔

قرآنِ حکیم میں آپؐ کی بعض اخلاقی صفات بیان کی گئی ہیں اور بتایا گیا ہے کہ آپ اخلاق کے اعلا درجے پر تھے:

وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ (القلم: ۴)

حضورؐ اپنوں کے لیے ہی نہیں غیروں کے لیے بھی، اپنے ماننے والوں ہی کے لیے نہیں جھٹلانے والوں کے لیے بھی سراپا شفقت تھے۔ آپؐ نے اپنے بدترین مخالفوں کے لیے بھی بخشش کی دعا کی تو اللہ تعالیٰ کو یہ فرمانا پڑا کہ تم چاہے ان کے لیے معافی مانگو یا نہ مانگو، اگر تم ستر بار بھی ان کے لیے مغفرت طلب کرو گے تو بھی اللہ ان کو معاف نہیں کرے گا:

اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ۭ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ۭ

(التوبہ: ۸۰)

سورۂ توبہ ہی میں ایک جگہ اور فرمایا گیا ہے:

"تمھارے پاس ایک ایسا رسول آیا ہے جو تم ہی میں سے ہے، تم پر جو تکلیف گزرتی ہے وہ اس پر بھی بھاری ہوتی ہے، اس کو تمھاری بھلائی کی حرص ہے، وہ مومنوں پر بہت شفیق اور مہربان ہے۔"

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝ (التوبہ: ۱۲۸)

اسی طرح سورۃ الکہف، سورۂ انبیا، سورۂ آلِ عمران، سورۂ مزمل، سورۂ احزاب، سورۂ النجم اور دوسری سورتوں میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعدد اوصاف اور خصوصیات کی طرف نہایت بلیغ اور واضح اشارات ملتے ہیں، جن کے مطالعے سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ حضورؐ اللہ پر بھروسا رکھنے والے، مستقل مزاج، عزمِ صمیم کے مالک، نرم خو، اصلاحِ حال کے سچے طالب، گم راہی سے خائف، رحمت کے خواہاں، سچائی کے پرستار، عبادت گزار، مغفرت کے لیے دعاگو، سیدھی راہ کے داعی، عذابِ الٰہی سے پناہ مانگنے والے اور تمام انسانوں کے لیے، تمام زمانوں کے لیے، تمام خطوں کے لیے نمونۂ کامل تھے۔ قرآن کا جتنا مطالعہ کرو گے شارحِ قرآن کا اسوۂ حسنہ روشن ہوتا جائے گا اور قرآن کے آئینے میں سیرتِ نبیؐ کی منور تصویر نمایاں ہوگی۔

خدا کی رحمت ہو نبی اعظم و آخر پر، جس نے ہمیں کتابِ مبین سے نوازا اور حق و صداقت، عظمت و سرفرازی اور فلاح و سعادت کا راستہ دکھایا۔ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔

بلغ العلےٰ بکمالہٖ — کشف الدجےٰ بجمالہٖ
حسنت جمیع خصالہٖ — صلوا علیہ وآلہٖ

نت نئے ڈیزائن
امریکن کچن،
پینل ڈور اور
چوکھٹے وغیرہ
کے لیے

محمد ہاشم

فرنیچر ورکس

سے رابطہ قائم کریں

حاجی علی محمد بلڈنگ
میمن سوسائٹی نیا آباد
نزد او کھائی جماعت خانہ
کراچی
فون نمبر
۷۴۴۹۵۸

marfat.com

رسولِ مکرمؐ محمدؐ ہمارے

یوں تو رسول مکرم محمدؐ پر بے شمار تحریریں لکھی جا چکی ہیں لیکن زیرِ نظر مضمون کی انفرادیت یہ ہے کہ ابتدا سے انتہاء تک پورے مضمون میں کسی حرف پر کوئی نقطہ نہیں ہے، اسکے باوجود بیان یا ربط میں کہیں کوئی جھول نہیں ہے

تحریر: سید خوشنود عالم

اِسم اللہ ہے کہ عام رحم والا اور کمال ہی رحم والا ہے۔ اور محمدؐ اللہ کا رسول ہی ہے۔

دو عالم کے والی محمدؐ ہمارے
رسولِ مکرم محمدؐ ہمارے
اللہ کے دِلدار رسولوں کے سردار
رسولِ دو عالم محمدؐ ہمارے

عالم امکاں کالی گھٹاؤں سے گھرا ہوا، لوگ طلوعِ سحر سے محروم، رحم و کرم سے محروم، حرام وحلال کے علم سے محروم، ہر طرح کے علم سے محروم، سلسلہ در سلسلہ لوگ لڑائی، مار کٹائی، مکر، دھوکہ دہی، لوٹ مار، حسد اور حرام کاری سے ہوئے اسم محمد صلی اللہ علیٰ رسولہ وآلہ وسلم اور اللہ کے وحی کردہ اسم احمد صلی اللہ علیٰ رسولہ وآلہ وسلم سے سارا عالم دمک اٹھا۔ ہر روح مسرور ہوگئی، ہر دردِ دل دور ہوگئی، احمر و اسود مساوی ہوگئے، رسول مکرم کی آمد سے کرم کے گل کِھل گئے اور رحم کے در کُھل گئے۔

رسولؐ طاہر و مطہر دو عالم کی اصلاح کے لیے آئے، اللہ کا رسولؐ رحم و کرم کا رسولؐ ہے ہم کو اسلام ملا محمدؐ الرسول اللہ سے اور واسطہ محمدؐ صلی اللہ علیٰ رسولہ وآلہ وسلم سے ہم کو دردوالم سے آرام ملا، دکھوں کا مداوا ہوا، اللہ کے کرم کا

> گلوں کی اداؤں کا رسولؐ، امراء و گداؤں کا رسولؐ، ملائکہ کا رسولؐ
> مہرومہ کا رسولؐ، لوح و کرسی کا رسولؐ

سروکار رکھے ہوئے، الحاصل ہر سو گمراہی گھر کیے ہوئے کہ اس حال سے آگاہ اک دم اللہ کا رحم و کرم درِ حرم سے اٹھا اور رسولوں کے رسول، امام الرُسل، سرورِ عالم، رحم و اکرام کے محرم، رسولِ مکرم اللہ کے دلدار، دو عالم کے سردار، کامل و اکمل، اسلام کے داعی، سدرہ کے راہی، اسریٰ کے دولہا، محمدالرسول اللہ صلی اللہ علیٰ رسولہ وآلہ وسلم رحم و کرم کا ماہ کامل ہو کر طلوع ہوئے۔ آمدِ رُسول اللہ سے سارا عالم مہک اٹھا۔ کلی کلی مہک اٹھی، گلی گلی مہک اٹھی، دادا کے رکھے دعوی ہوا۔ محرومی دور ہوگئی، محکومی دور ہوگئی، لاعلم دلوں کی وادی علم کا طور ہوگئی، محمد صلی اللہ علیٰ رسولہ وآلہ وسلم آگئے، لعل و گوہر لٹے، عاصی لوگوں کے لیے درِ کرم کُھلے، گُل گُل کی صداؤں کو اسی کا آسرا ملا، گُلوں کی اداؤں کو اُسی کا سہارا ملا، دم کو دم ملا، ہمدم کو ہمدم ملا، مسلم کو اسلام کا عَلَم ملا، سہمی ہوئی روح علم کو آرام ملا، لوگوں کو دور دورہ الحاد سے رہائی مل گئی، محمدالرسول اللہ کی آمد سے سارے اِلٰہ مٹ گئے۔ لڑائی، مار کٹائی، لوٹ مار، حسد، دھوکہ دہی، مکاری، ساری کی ساری حرام کاری مٹ گئی۔

رسول ھدیٰ محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیٰ رسولہ وآلہ وسلم اللہ کے احکام لے کر آئے اور لوگوں کو راہ ھدیٰ دکھلائی، محمدالرسولؐ اللہ ہادی دوعالم کہلائے۔ ہر کسی کو علم ہے کہ رسل کا اصل کام اہل عالم کی اصلاح ہے اور سردار رسل محمدالرسول اللہ صلی اللہ علیٰ رسولہ وآلہ وسلم رسولوں کا رسول ہے۔ ہم کو محمدؐ الرسول اللہ ہی کے اعلیٰ کمال اور اعلیٰ کردار سے راہ ھدیٰ ملی ہے۔ کلام الٰہی گواہ ہے اور حکم دے رہا ہے کہ:

"اللہ کے رسولؐ کے ہر اس امر کو لے لو کہ وہ حکم دے اور ہر اس امر سے دور رہو کہ اللہ کا رسولؐ روکے"۔

رسولؐ اللہ کے واسطہ سے ہم کلام الٰہی سے آگاہ ہوئے۔ احکام الٰہی سے عالم کے علماء و حکماء کو کمال حاصل ہوا۔ اس سے گم کردہ راہوں کو راہ ھدیٰ ملی، گمراہوں کی اصلاح ہوئی، رسول اللہ صلی اللہ علی رسولہ وآلہ وسلم کی ساری عمر کا اک اک لمحہ، اک اک گھڑی، اعمال صالحہ کو احاطہ کیے ہوئے ہے۔ کلام الٰہی کہہ رہا ہے کہ:

"اے محمدؐ! لوگوں سے کہہ دو کہ اے لوگو! اللہ کا رسول ہوں"۔

اللہ واحد ہے، محمدؐ اللہ کا رسول ہے، اللہ کا رسول سارے عالم کے لیے رسول ہے، ہواؤں کا رسول، گُل گُل کی صداؤں کا رسول، گلوں کی اداؤں کا رسول، امرا و گداؤں کا رسول، ملائکہ کا رسول، مہرومہ کا رسول، لوح و کرسی کا رسول، دوعالم کی ساری ارواح کا رسول، لولاک کا رسول،

marfat.com

ادراک کا رسول، علم و حلم کا رسول، ملک عدم کا رسول، ساری امم کا رسول، عدل کا رسول، موالی و سلوک کا رسول، عامی و ملکی کا رسول، آری و ساہی کا رسول، حرم کا رسول، معمار حرم کا رسول، علی اور ولی کا رسول، کالے اور گورے کا رسول، کوہ طور و مکہ کا رسول، احمر و اسود کا رسول، درود و سلام کا رسول، حرا و مروی کا رسول، ارم کا رسول، رحم و کرم کا رسول، آدم و حوا کا رسول، داؤدؑ و موسیٰ کا رسول، ہر کسی کا رسول، ہمارا رسولؐ اور سارے رسولوں کا رسولؐ ہے۔

محمد صلی اللہ علیٰ رسولہ وآلہ وسلم اللہ کا رسول ہے، وہ اعلیٰ و اولیٰ ہے، لولاک لما کا مالک ہے، مرسلِ مرسلاں ہے، سرور سروراں ہے، حور و ملائک اسی کے مداح اور محمدؐ ہر درد کا درماں ہے۔ "لاالٰہ الاّ اللہ محمد الرسول اللہ" اللہ واحد ہے، محمدؐ اللہ کا رسول ہے، اللہ واحد ہے، احد ہے، وہ اللہ الصمد ہے، وہ مالک ہے، وہ سلام ہے، وہ مصور ہے، وہ ہادی و والیٔ دوعالم ہے، وہ عادل و حاکم ہے، وہ واسع ہے، وہ مالک الملک ہے، وہ دوعالم کو دے رہا ہے، اللہ عطا کر رہا ہے، محمدؐ سدرہ کا راہی ہے، اسلام کا داعی ہے، محمد صلی اللہ علیٰ رسولہ وآلہ وسلم رسولِ اُمی ہے، وہ کامل و اکمل ہے، وہ حامی ہے، وہ ساحی ہے، وہ مکرم ہے، وہ مطہر ہے، وہ ہر دل کا محرم ہے، وہ عادل ہے، ہر کوئی کہہ رہا ہے کہ محمدؐ ہمارا ہے۔

رسول اللہ کا اسم گرامی محمد صلی اللہ علیٰ رسولہ وآلہ وسلم سارے عالم کے لیے رحم و کرم کا گہوارہ ہے۔ اس اسم گرامی کے کمال لامحدود، اس کی محامد لامحدود، اس کے اکرام لامحدود اور اس کی عطا لامحدود ہے، اسم محمدؐ صلِ علیٰ، احمد مرسل صلِ علیٰ ہادیٔ اکمل ہے، ہر معمہ کا حل ہے، وہ سراحد ہے، وہ مکمل و مدلل ہے، وہ طاہر و اطہر ہے، وہ اکرم و مسعود ہے، وہ محمدؐ ہے، احمدؐ ہے، حامدؐ ہے، محمودؐ ہے۔

محمد صلی اللہ علیٰ رسولہ والہٖ وسلم حاصل اسرار کل ہے، محمدؐ سرکار و سردار کل ہے، محمدؐ عالم کی روحِ رواں ہے، وہی مولا وہی سرکار کل ہے، سہرا اسم کا محمد صلی اللہ علیٰ رسولہ وآلہ وسلم کے سر ہے، محمد کا در رحم و کرم کا در ہے، محمد کا گھر علم و حکم کا گھر ہے، محمدؐ کا در ملائکہ کی سلامی کا در ہے، محمدؐ کا گھر ملائکہ کی گدائی کا گھر ہے، محمدؐ کا ارادہ اللہ کا ارادہ ہے، محمدؐ کا کلام اللہ کا کلام ہے، دوعالم کے سلطان محمدؐ کے گدا اور ہر دکھی دل کا سہارا محمدؐ ہے، ہر ٹوٹے ہوئے دل کی ڈھارس محمدؐ ہے، در محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دراصل درگاہ الٰہی ہے ارم ہے کہ سرکار دوعالم کی گلی ہے، محمدؐ کا ہمدم اللہ کا ولی ہے ہمارے دل کی کلی سرور عالم کی مدح سرائی ہے ہمارے سر سے اسم محمدؐ کے کرم سے درد والم کی گھٹا ٹلی ہے، اور واسطہ محمدؐ سے ہم کو علم کے در، اللہ کے ولی، محمدؐ کے وصی، علیؑ کی ولا ملی ہے۔

محمدؐ سدرہ کا راہی ہے، اسلام کا داعی ہے
وہ کامل و اکمل ہے، وہ حامی ہے، وہ
ساحی ہے، وہ مکرم ہے۔

سارا عالم محمد صلی اللہ علیٰ رسولہ وآلہ وسلم کے در کا سوالی ہے اس کی سرکار عالی ہے اس کی کملی کالی ہے، اس کا ورد کر رہی ڈالی ڈالی ہے محمدؐ دوعالم کا والی ہے، اے محمد صلی اللہ علیٰ رسولہ وسلم للّٰلہ کرم دے، ہم کو مدد درکار ہے، ہمارا دل درد سے لوٹ رہا ہے، ہمارے دلوں کو سُرور دوامی عطا کر دے، اے اللہ کے رسول ہر کوئی صلی علیٰ محمد کہہ رہا ہے کلامِ الٰہی کہہ رہا ہے کہ اللہ کا درود و سلام ہے محمدؐ کو، ملائکہ کا درود و سلام ہو محمدؐ کو، ہمارا درود و سلام ہو محمدؐ کو، ہمارا درود و سلام ہو آلِ محمدؐ کو، اے الٰہی ہمارا ہر کام در محمدؐ سے ہو۔ اے اللہ ہمارا ہر عمل محمد الرسول اللہ کے عمل کی طرح ہو۔ دم مرگ ہمارا سر ہو محمد کا در ہو اور ہمارا ورد کلمہ لاالٰہ الااللہ محمد الرسول اللہ ہو۔

محمدؐ الرسول اللہ صلی اللہ علیٰ رسولہ وسلم دو عالم کا سلطان ہے ہم کو محمدؐ الرسول اللہ سے اسلام ملا ہے، اللہ کا کلام ملا ہے، اللہ کا کرم ہر گام ملا ہے ہر درد کا درماں اور ہر دل کا ارماں ملا ہے، درد عاصی کا مداوا محمدؐ ہے، سکوں کا ساماں محمدؐ ہے دوعالم کی روح رواں محمدؐ ہے، ادھر محمدؐ ہے ادھر محمدؐ ہے، ہر سو محمدؐ ہے اور ہمارا دارالاماں محمد ہے۔

ہر وہ کہ اسم محمدؐ کا ورد کر رہا ہے اسے سرور دوامی مل رہا ہے اللہ اور حور و ملائک کا سلام آ رہا ہے ہمارا ہر کام اسی اسم محمدؐ کے واسطہ سے ہو رہا ہے اسی سے عالم دمک رہا ہے اسی اسم محمدؐ سے ہم کو ہر دلی مراد مل رہی ہے اور دلوں کی کلی کھل رہی ہے۔

اے لوگو آؤ کوئے رسولؐ آ کر صدا دو، در رحم و کرم کھٹکھٹا دو، اے محمدؐ عاصی کی دعا ہے کہ ہم کو کمالِ الٰہی دو، ہمارے دلوں کے گُل کِھلا دو، اور دکھائی دے کر ہم کو مسکرا دو۔ اے رحم و کرم

سکوں کا ساماں محمدؐ ہے
دوعالم کا روحِ رواں محمدؐ ہے

کے رسول ہمارے سروں سے دُکھوں کو ٹال دو۔ اور ہم کو اس طرح کا کمال دو کہ ہم ہر دم، ہر لمحہ، ہر گھڑی، ہر سو، دہر کو اسم محمد اور اسم اللہ سے مہکا کر اللہ اور رسول اللہ کے کرم سے لو لگا کر سوئے حرم رواں دواں ہوں۔ اے الٰہی رحم کر رحم، کرم کر کرم، ہماری مدد کر، ہمارے دل مسرور کر دے، ہمارے ادارے کوہ طور کر دے اور ہمارے دکھوں کو واسطہ محمدؐ دور کر دے۔

السّلام اے احمدؐ و سالار ما
السّلام اے محمدؐ و سردار ما
السّلام اے حامی و سرکار ما
السّلام اے ہادی و دلدار ما

○○○○○

marfat.com

جشنِ میلاد النبیؐ کا فلسفہ

تحریر: مولانا محمد معراج الاسلام

جشنِ عید میلاد سے مراد، بارہ ربیع الاول شریف کا روز سعید ہے۔ جسے اہلِ ایمان، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کے حوالے سے مناتے ہیں اور اظہار مسرت کے لیے خیرات وصدقات اور تبادلہ تحائف کے علاوہ ذکر و نعت نبیؐ پر مشتمل جلوس بھی نکالتے ہیں۔ فضائل و کمالات رسالت بیان کرنے کے لیے محفلیں منعقد کرتے ہیں اور درود و سلام کی مجلسیں سجاتے ہیں۔

اظہار مسرت اور جشن منانے کا یہ طریقہ، اہلِ اسلام میں صدیوں سے مروج ہے۔ دور عروج اسلام میں، صحابہ کرام بھی یہ دلنواز اور ایمان پرور دن مناتے رہے۔ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پیارے دن کو اسی نسب و حوالے سے منایا بلکہ اگر ذرا گہری نظر سے دیکھا جائے تو اس جشن مسرت کے ڈانڈے ابتدائے آفرینش آدم سے ملتے نظر آتے ہیں جب کہ تخلیق آدم کے قصے چل رہے تھے اور ابتدائے آدمیت کے مشورے ہو رہے تھے۔

یہ الگ بات ہے کہ ہر دور کے تقاضے الگ ہوتے ہیں۔ ایک ہی عمل مختلف زمانوں اور وقتوں میں بالکل مختلف شکل اختیار کر لیتا ہے۔ مگر بنیادی روح تو کارفرما رہتی ہے۔ اس قانون کی روشنی میں دیکھا جائے تو بے شک اظہار مسرت کے طریقوں میں تبدیلی آگئی ہے۔ وقت کے ساتھ ساتھ ان میں تنوع اور ارتقاء پیدا ہو گیا ہے اور اس میں نمود اجلال و شوکت کے ایسے عناصر شامل ہو گئے ہیں جو پہلے کبھی نہیں تھے۔ مگر اصل روح وہی موجود ہے جو روز اول اس کے پس پردہ کارفرما تھی۔ اس لیے اس تبدیلی سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

حکم قرآن پاک ہے:

"اے مسلمانو! دشمن اسلام قوتوں کو سراسیمہ اور خوفزدہ کرنے کے لیے تم اپنی دفاعی اور فوجی قوت کو جس قدر مضبوط بنا سکتے ہیں بناؤ!"

مطلب یہ کہ اس میدان میں تمہیں تواضع و عاجزی برتنے کی ضرورت نہیں۔ لہذا تم اس معاملے میں کسی قسم کی کوتاہی نہ کرو بلکہ بڑھ چڑھ کر فنون حرب میں مہارت اور جنگی ساز و سامان سے لیس ہونے کا مظاہرہ کرو تاکہ دشمن کو تمہاری طرف نگاہ اٹھا کر دیکھنے کی جرات نہ ہو اور وہ ہمیشہ مرعوبیت ہی کا شکار رہے۔

ماضی بعید میں فوجی قوت کے اظہار کا ذریعہ تیغ و سنان، تیر کمان، بھالے کلہاڑے گھوڑے اور خچر وغیرہ تھے۔ اس قسم کے سامان جنگ کی فراوانی دشمن پر ہیبت طاری کر دیتی تھی پھر قلعہ شکن دماموں اور کوہ پیکر منجنیقوں کا دور آیا اس کے بعد توپیں ایجاد ہوئیں۔ نتیجہ یہ نکلا کہ ان جدید آلات کے مقابلے میں دور قدیم کے آلات بے بس ہو کر رہ گئے اس قوم کے دلوں پر دھاک بیٹھ گئی جو قدیم سامان حرب سے آراستہ تھی اب جدید ترین دور میں وہ تمام آلات فرسودہ و بے معنی ہو کر رہ گئے ہیں جن کا کبھی چلن تھا اور وہ اپنی فراوانی اور بہتات کے باعث دوسروں پر خوف و دہشت طاری کر دیا کرتے تھے۔

اگر کوئی شخص اصرار کرے کہ آج بھی شوکت اسلام اور فوجی قوت کا مظاہرہ کرنے کے لیے پرانی طرز کے برچھے، لٹھ، تیر کمان، تیغ و تفنگ، کلہاڑیاں اور نیزے ہی کافی ہیں، کیونکہ قرآن پاک پر عمل کرتے ہوئے صحابہ کرام نے انہی چیزوں کو اپنایا، اور دشمنوں کو خوف زدہ کیا، ان کے سوا عسکری قوت کے مظاہرے اور اپنی دفاعی لائن مضبوط بنانے کے لیے کسی جدید سامان کی ضرورت نہیں، بحریہ کی آبدوزیں، جنگی بیڑے، حساس آلات، بمبار طیارے، ایف 16، میزائل، جدید توپیں، ٹینک، کلاشنکوف، ریڈار، دشمن کی بو سونگھنے اور اس کی نقل و حرکت سے باخبر کرنے والے جاسوسی کے آلات اور اس سلسلے کا حساس نظام سب بیکار ہیں۔ کیونکہ صحابہ کرام نے انہیں استعمال نہیں کیا، اس لیے اسلامی فوجی قوت کے اظہار کے یہ تمام ذرائع حرام اور ناقابل قبول ہیں۔

تو ایسی سوچ رکھنے والے شخص کی ذہنی تسلی کے لیے یہ کہا جائے گا کہ یہاں قانون ارتقاء کارفرما ہے۔ دور جدید نے ضرورت بدل دی ہے، اصل روح وہی موجود ہے، اس لیے ناجائز و حرام نہیں، بلکہ ضروری اور فرض ہے، اسے نہ اپنانا اپنی ہلاکت اور خدا کے غضب کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔ کیونکہ اس جدید عسکری نظام کو اپنائے بغیر خدا کے اس حکم پر عمل ہی نہیں ہو سکتا۔

اسی طرح دور جدید نے اظہار مسرت کے طریقے بدل دیئے ہیں حضرات صحابہ نے مدینہ طیبہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد پر جو جلوس نکالا، وہ اس دور کے لحاظ سے بے مثال اور عظیم الشان تھا۔ حالانکہ اظہارِ شوکت و فرحت کے لیے اس وقت ان کے پاس صرف تلواریں تھیں۔ گاڑیاں کاریں، ہوائی جہاز، بندوقیں اور توپیں نہ تھیں ورنہ وہ توپوں کی سلامی دیتے، ہوائی جہاز سے پتیاں نچھاور کرتے، بندوقیں داغتے اور کاروں کے بیڑے کے ساتھ چلتے۔

اس لیے دور جدید کا مسلمان اگر انہی کی یاد میں جلوس نکالتا ہے۔ اور اظہار مسرت کے لیے ان جدید ترین ایجادات کو استعمال کرتا ہے، یا سرکاری اور قومی سطح پر اس دن کو مناتا ہے، تو اس میں سعادت ہے، کسی قسم کی قباحت نہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دن اس حیثیت سے منایا کہ ہمیشہ روزہ رکھا۔ لوگوں نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس معمول

marfat.com

مبارک کو بھانپ لیااور ایک دن پوچھ ہی لیا کہ آقا! آپ پیر کے دن ہمیشہ روزہ رکھتے ہیں، اس میں کیا حکمت ہے؟ فرمایا! یہ وہ مقدس دن ہے جس دن ہم اس دنیامیں تشریف لائے۔

دور مابعد میں جب اسلامی فتوحات کا دائرہ وسیع ہوا۔ اور مسلمان، پیغام اسلام لے کر دنیا کے کونے کونے تک پہنچ گئے اور نئی نئی اقوام سے رابطہ پڑا تو انہوں نے دیکھا کہ غیر مسلم لوگ اپنے بڑوں کا دن مناتے ہیں۔ اس سلسلے میں عیسائی بہت آگے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دن اتنی دھوم دھام سے مناتے ہیں کہ ان میں جذبہ تفاخر پیدا ہو جاتا ہے۔ گویا عملی زبان سے یہ کہہ رہے ہوتے ہیں کہ اے مسلمانو! ٹھیک ہے تم اپنے نبی کو سب سے افضل سمجھتے ہومگر ہمارے نزدیک حضرت عیسیٰ سے بڑھ کر کوئی نہیں۔ دیکھو تو ہمارے دلوں میں ان کی کتنی قدر و منزلت ہے، کہ صدیاں بیت گئیں مگر ہم انہیں نہیں بھولے، اور ہر سال ان کی یاد تازہ کرتے ہیں۔

کچھ سادہ مزاج لوگ، دوسروں کی شان و شوکت دیکھ کر احساس کمتری کا شکار ہو جاتے ہیں، اسلامی ممالک میں کچھ اسی قسم کی کیفیت پیدا ہونے لگی، تو اسلام کا حقیقی درد اور اس کی سربلندی کی خواہش رکھنے والے مسلمان تڑپ اٹھے، اور مسلمانوں کو مرعوبیت سے بچانے کے لیے سر جوڑ کر بیٹھے۔ بالآخر انہوں نے اس کا حل یہی نکالا کہ اہل اسلام کے لیے سب سے مقتدر اور عالی پایہ ہستی، سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک ہے اس لیے آپ کی ولادت باسعادت کے دن کو انفرادی سطح پر غیر منظم طریقے سے منانے کی بجائے کہ لوگ صرف روزہ رکھ لیں، درود و سلام ہی پڑھتے رہیں یا صدقات وخیرات کرلیں اور غریبوں کا پیٹ بھر دیں .... اس روز سعید کو سرکاری سطح پر منظم طریقے سے منانے کا اہتمام کرنا چاہیے تاکہ اس سے مختلف فوائد حاصل ہوں۔

پہلا یہ کہ مسلمانوں کے سامنے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پاک کے نئے نئے گوشے آئیں۔ اور وہ علماء کے بیانات سے اپنے دلوں کو گرمائیں۔

دوسرا یہ کہ نئی نسل، عملی مظاہروں کی صورت میں اپنے پاک نبیؐ کے مقام و مرتبہ سے آگاہ ہو، جبکہ سرکاری سطح پر عظیم الشان اہتمام دیکھے، گھروں میں چہل پہل، غیر معمولی رونق مسرتوں اور تحائف کے تبادلے ہوتے دیکھے تو یہ نقش اس کے ذہن میں جاگزیں ہو جائے اور وہ اسی تصور کے سائے میں پروان چڑھے۔

تیسرا یہ کہ غیر مسلموں میں تبلیغ کے لیے ایک نیا میدان وجود میں آجائے، وہ جو کوچہ و بازار میں تزک و احتشام، شوکت و احترام اطاعت اور نیکی اور سچائی کے یہ غیر معمولی

مسلمان اپنے نبیؐ کے سچے شیدائی اور عظیم و زندہ اور بیدار قوم ہے۔

مظاہرے دیکھیں تو ایک دفعہ سوچنے پر مجبور ہو جائیں۔ اور بالآخر اسلام کو تسلیم کر کے ہمیشہ کے لیے اس کے دین رحمت میں آجائیں۔

اگر یہ مقصد حاصل نہ ہوسکے تو کم ازکم ان غیر مسلموں میں احساس مرعوبیت پیدا ہو جائے، اور وہ مسلمانوں کی اپنے پاک نبیؐ کے ساتھ والہانہ عقیدت و محبت دیکھ کر، یہ باور کرنے پر مجبور ہو جائیں کہ مسلمان، اپنے نبی کے سچے شیدائی، اسلام کے فدائی، اور پرجوش طاقتور قوم ہیں۔ کمزور و ناتواں نہیں کہ جن کا ماضی ومستقبل نہ ہو اور وہ حال مست ہوں۔ بلکہ عظیم اور زندہ بیدار قوم ہیں، جن کا اپنے نبی پاکؐ کے ساتھ مضبوط رشتہ ہے، اور وہ ایک خاص منزل اور باقاعدہ پروگرام رکھتے ہیں، جو کسی بھی قوم کو زندہ رکھنے کا ضامن ہوتا ہے۔

چوتھا یہ کہ جو کمزور طبع مسلمان ہیں، وہ مرعوبیت کی دلدل سے نکلیں، ولادت باسعادت کے دن وہ عام مسلمانوں کو ایک دوسرے کے سامنے بےپناہ جذبات سے مسرت کا اظہار کرتے دیکھیں اور اسلامی شان و شوکت، خیر و صداقت، ہمدردی، خلوص ووفا اور اطاعت و تواضع کے وہ مظاہرے دیکھیں جو ان کی نگاہوں سے اوجھل تھے، اور اب منظم شکل میں سامنے آگئے ہیں تو مسرت سے ان کی باچھیں کھل جائیں اور انہیں پتہ چل جائے کہ ان کا ماضی کتنا تابناک اور مستقبل کتنا روشن ہے۔ اور یہ کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی کے ذریعہ دونوں کے ڈانڈے آپس میں ملے ہوئے ہیں۔

اہل نظر نے اس تجویز کو بے حد سراہا، علماء نے اس کے حق میں فتاوی جاری کئے۔ مستند کتب لکھیں، اور اہل اسلام کے ایمان و جوش اور جذبہ وولولہ کو قائم رکھنے کے لیے اسے ضروری اور وقت کی ضرورت قرار دیا۔

پھر جب اس عمل سے جمہور مسلمانوں میں جذبہ تفاخر و برتری پیدا ہوا۔ اور وہ بت پاش پاش ہوا۔ جو احساس کمتری کی صورت میں سامنے آکھڑا ہوا تھا۔ اور اس جشن مسرت کے نتائج و ثمرات سامنے آئے۔ تو تمام مسلمانوں نے اللہ کا شکر ادا کیا، اور اس جشن کو ہمیشہ کے لیے اسلامی شوکت کے مظاہرے کا دن بنا دیا۔

اس سے وہ تمام فوائد و مقاصد آج بھی حاصل ہوتے ہیں۔ جو روز اول حاصل ہوئے تھے۔ نئی نسل کے نوجوان نیا جوش و جذبہ حاصل کرتے ہیں، اپنے پاک نبی کے ساتھ ان کی دل میں محبت پیدا ہوتی ہے اور وہ تمام مسلمانوں کو ایک ہی رنگ میں رنگا ہوا دیکھ کر احساس برتری محسوس کرتے ہیں، اور شکر کرتے ہیں کہ وہ اس عظیم مسلم برادری کے فرزند ہیں۔ جس کے سربراہ، صدر نشین اور قائد، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، ان کی ذات گرامی آج بھی مسلمانوں کی اجتماعیت کی ضامن اور ان کی محبت تمام کدورتوں کا علاج ہے۔ اگر دل کی گہرائیوں سے انہیں سینے میں بسا لیا جائے تو آج بھی انتشار و افتراق کا خاتمہ ہوسکتا ہے۔ اور مسلمان ایک نئی قوت بن کر ابھر سکتے ہیں۔ یہی ایک جشن کا بنیادی فلسفہ ہے، ایمان پرور بھی اور اجتماعیت آفرین بھی۔

OOOOO

marfat.com

عید میلاد النبیؐ اور آدابِ محفل سے لاپروائی

تحریر: مولانا کوثر نیازی

بعض افسوسناک اور انتہائی طور پر قابلِ مذمت رجحانات کے اظہار نے عید میلاد کی طہارت و عظمت کو بے داغ نہیں رہنے دیا لیکن اس کا نوٹس لینے اور اسے خاص طور پر نشان زد کرنے کے بعد یہ بات شکر و اطمینان کے ساتھ کہی جا سکتی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یوم ولادت کو کتمِ عدم سے منصۂ شہود پر آنے والے کے شایانِ شان منانے کی پوری کوشش کی گئی۔ یہ شان بہت اونچی ہے اور اس کی گردِ پا تک پہنچ جانے کی سعادت حاصل کرلینا اتنا کٹھن راستہ ہے کہ بڑے بڑے اس کا دعویٰ نہیں کرسکتے۔ اس صورت حال میں ہم عاصی شفاعت کے طلب گار اور امیدوار یہ دعویٰ کس زبان سے کرسکتے ہیں کہ ہم بہت پیچھے رہ گئے اور ہماری کوششیں بارآور نہ ہوسکیں۔ تاہم ہم نے کوشش ضرور کی ہے اور اس امید کے ساتھ کہ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دربار میں سب کو بار ہے۔ شاید ہماری یہ داغ داغ کوششیں ہی شرفِ قبول کو پہنچ جائیں۔ یقین ہے کہ حضور رسالت پناہی میں ہماری لاج رکھ لی جائے گی اور شرمساروں کو دامانِ رحمت میں پناہ مل جائے گی۔ اس سلسلے میں بعض معروضات کی طرف خاص طور پر توجہ دلانا ضروری ہے۔

ہر محفل کے کچھ آداب ہوتے ہیں اور ان آداب کا ملحوظ رہنا صرف مستحسن ہی نہیں بلکہ شرکاء اور انجمن دونوں کے لیے ضروری بھی ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر اگر ہم کسی تفریح گاہ میں جائیں اور وہاں پہنچ کر صمٌ بکمٌ بن کر بیٹھ جائیں تو ہم دوسرے شرکاء کے لیے مسئلہ بن جائیں گے۔ اسی طرح عام خوشی کی تقریب میں شامل ہونے کے کچھ آداب اور آزادیاں ہوتی ہیں۔ گپ شپ، قہقہے، لطیفہ بازی وغیرہ۔ اس محفل کے آداب میں شامل سمجھی جاتی ہے لیکن تفریح گاہ کے مقابلے میں اس پر کچھ پابندیاں عائد ہوتی ہیں۔ گھر اور سینما ہال کا فرق بہرحال ملحوظ رکھنا پڑتا ہے۔ ٹھیک اسی طرح جب ہم کسی بڑے آدمی کی محفل میں شامل ہوں یہ پابندیاں کچھ زیادہ ہوجاتی ہیں۔ یہاں لطیفہ بازی میں ایک ٹھہراؤ، گپ شپ میں ایک خاص متانت اور حفظ مراتب کا خاص اہتمام فرض قرار پاتا ہے، اور اس فرض کی بجاآوری میں کوتاہی نامعقولیت سمجھی جاتی ہے۔ اس کو ذرا آگے بڑھایئے اور ذرا یہ سوچیے کہ جب محفل ایسی ہو جس میں کوئی نہایت ہی معزز مہمان تشریف لایا ہو تو اظہار مسرت و شادمانی پر حدود و قیود کس درجے پر جا پہنچیں گی اور محفل کا کیا رنگ ہوگا؟

اس قیاس کو ذہن میں رکھ کر یہ اندازہ کرنا شاید مشکل نہ ہو کہ جب محفل سرور دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نامِ نامی اور اسمِ گرامی کے زیر سایہ منعقد ہورہی ہو اور مقصد یہ ہو کہ دنیا کے عظیم ترین انسان کو خراجِ عقیدت پیش کرنا ہے، ایسے افضل البشر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکرِ جمیل سے دل و جان کو تازہ کرنا ہے جو محض عقیدت مندوں کے زور پر افضل البشر نہیں بلکہ جو تاریخ کی تیز ترین روشنی میں موجود ہے اور ہر پہلو سے افضل البشر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ ایسی محفل میں کیا حدود و قیود ہوں گے اور اس مقصد کے حصول کے لیے ہمیں کیا کچھ کرنا چاہیے اور اخلاق کے کن دائروں میں اپنے آپ کو محدود کرنا چاہیے۔ ظاہر ہے ایسی محفلوں کا انعقاد کرتے وقت ہمیں یہ محسوس کرنا چاہیے کہ ہم ایک بہت بڑی ذمہ داری اٹھا رہے ہیں۔ یہ دین و دنیا اور اس زندگی اور عقبیٰ کی زندگی کا سوال بن جاتا ہے جس کی طرف توجہ دیے بغیر ہمیں اس ذمہ داری کو قبول کرنے سے احتراز کرنا چاہیے۔

اخباری رپورٹروں اور رپورتاژوں کی روشنی میں جو باتیں سامنے آتی ہیں ان سے محسوس ہوتا ہے کہ ہم میں سے اکثر نے اس عظیم ذمہ داری کے پورے احساس کے بغیر اپنے آپ کو اس ذمہ داری کا اہل سمجھ لیا تھا۔ اس کا ایک نتیجہ یہ ہوا کہ اتنی بڑی اور عظیم محفل میلہ بن کر رہ گئی۔ اس میں کوئی کلام نہیں کہ ہمارے یہاں ایسے لوگوں کی یقیناً کمی نہیں رہی جنہوں نے اس کام کی جملہ ذمہ داریوں کو محسوس کیا اور ان کو پورا کرنے کی پرخلوص کوشش کی لیکن ان کے پہلو بہ پہلو ایسے منطقے بھی موجود تھے جن میں اس کا قطعی فقدان تھا۔

1۔ بعض حضرات نے بھیس بدل کر نقالی کے فن کا ثبوت دینے کی کوشش فرمائی اور ہمیں حضور پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سخت نادم کیا۔ اسلام مردانہ وجاہت اور طنطنے کا خالق ہے۔ نقالی اور رام لیلا ہمارے یہاں پسندیدہ نہیں سمجھی جاسکتی۔ یہ رسمِ بد کئی سال سے عیدِ میلاد کو داغ داغ کررہی ہے۔ اسے فوراً بند ہونا چاہیے اور علماء کو بالخصوص اس کی طرف توجہ کرنی چاہیے۔

2۔ جوشِ مسرت میں آپے سے باہر ہوجانا مسلمانوں کا شیوہ نہیں اور ایسی مسرت یقیناً اس دن کے شایانِ شان نہیں جس مسرت سے تنظیم اور ضبط و جذب کے فقدان کا اظہار ہو۔ ہمارے نوجوانوں کو بالخصوص اس طرف توجہ کرنی چاہیے۔ یہ ان کا کام ہے۔ انہیں ثابت کرنا چاہیے کہ وہ ایک منظم اور بااخلاق قوم کے نونہال ہیں اور آنے والی دنیا آج سے زیادہ منظم اور بااخلاق ہوگی۔

3۔ اسلام میں ہر کام اسلام کے تابع ہوتا ہے اور جو کام اخلاق کی اساسی قدروں کے تابع ہو وہ عبادت بن جاتا ہے۔ یہاں تک کہ اچھا کھانا، اچھا کپڑا پہننا، شادی بیاہ کرنا، بچوں کی پرورش اور نگہداشت کرنا، ایسے اعمال ہیں جو دوسرے مذاہب میں دُنیوی فرائض سمجھے جاتے ہیں

marfat.com

لیکن جب یہی فرائض اسلامی اخلاقی اقدار کے تابع کردیے جائیں تو عبادت بن جاتے ہیں۔ اس لیے ہم جوان ہوں، بوڑھے ہوں یا بچے ہمیں یہ نہیں بھولنا چاہیے کہ زندگی کے ہر عمل میں اگر ہم ضابطۂ اخلاق کی پابندی کا اہتمام کرلیں تو دُنیوی فائدے کے علاوہ آخرت کا ثواب بھی ہمارا حق قرار دیا جاتا ہے۔ دہرے منافع کا یہ سودا مہنگا نہیں ہے۔ ہمیں اس بات کو کبھی اور کہیں نظر انداز نہیں کرنا چاہیے۔ ہمیں یقین ہے کہ ہمارے نوجوان، ہمارے بزرگ، ہماری مائیں بہنیں اور بیٹیاں اس آسان سی بات کو قبول فرمالیں گی اور ثوابِ دارین کا حق دار بننے کی کوشش کریں گی۔

ایک توجہ طلب سوال

عید میلادالنبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تقریبات کے مواقع پر سرورِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات سے اظہارِ محبت کے نام پر بعض ایسی باتیں بھی کی جاتی ہیں جو معیوب اور ملت کے سب افراد کے لیے انتہائی توجہ کی طالب ہیں، مثلاً:

--- خواتین کو پریشان کرنے کی وحشیانہ حرکتیں کرنا۔

--- بھنگڑا یا اس قسم کے دوسرے ناچ ناچنا اور مبتذل فلمی ریکارڈ بجانا۔

--- جلوس میں علمائے کرام اور قائدینِ شہر کی موجودگی کے باوجود جلوس میں نظم وضبط اور ترتیب وتہذیب کا نہ ہونا۔

--- جوشیلے نوجوانوں کی طرف سے گھڑدوڑ کی سی کیفیت پیدا کرکے بعض لوگوں کے لیے باعثِ تکلیف ہونا۔

--- اتنا شوروغل کہ امتحان کی تیاری کرنے والے طلباء اور مریض پریشان ہوجائیں۔

--- بلاوجہ اور بلاضرورت سڑکوں کی توڑپھوڑ۔

سرورِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یومِ ولادت منانے کے یہ انداز کسی بھی طریقے سے جائز اور مستحسن نہیں سمجھے جاسکتے اور محبت اور عشق کی کوئی وارفتگی اس بے ہودگی اور کج رفتگی کا جواز قرار نہیں پاسکتی۔ لیکن یہ بات کوئی ایسی ڈھکی چھپی نہیں جس کا علم ہمارے سوا کسی دوسرے کو نہ ہو۔ ہم اس حقیقت سے باخبر ہیں کہ کوئی متین، شریف اور سنجیدہ شہری اس حماقت کی معقولیت کا قائل نہیں۔ جلوسوں کے منتظمین اس سے نالاں ہیں۔ شہروں کی انتظامیہ اس سے پریشان ہے۔ شریف اور متین شہری اس کو ناجائز، ناروا، نادرست اور نامعقول سمجھتے ہیں۔ یہی وجہ تھی کہ عید میلاد سے قبل ہر قابلِ ذکر حلقے کی طرف سے اس مضمون کی اپیلیں کی گئیں کہ اس مقدس اور محبوب دن کے منانے کے لیے وہ طریقے اختیار کیے جائیں جو اس دن کے شایانِ شان ہیں۔ علمائے کرام کی دستخطی اپیلیں شائع ہوئیں۔ قومی اخبارات نے عوام کو اس حقیقت کی طرف بار بار متوجہ کرنے کی کوشش کی۔ انتظامیہ کی طرف سے ہر ممکن کوشش کی گئی کہ یہ ناقابلِ قبول باتیں نہ ہوں اور مسلمان ان حرکات کے مرتکب نہ ہوں جو اسلام کی فطرت کے منافی ہیں۔ لیکن ان تمام باتوں اور کوششوں کے باوجود وہی ہوا جسے نہیں ہونا چاہیے تھا اور جس کے متعلق سب چاہتے تھے کہ نہ ہو۔

سوال یہ ہے کہ اتنی عظیم اور بسیط رائے عامہ اور تلقین وتشہیر کی اس ملک گیر آواز کے باوجود یہ سب کچھ کیوں ہوا اور رائے عامہ کا یہ زور اور تلقین وتشہیر کی یہ آواز ان ناروا، ناجائز، نامعقول اور غیر اسلامی حرکات کو روک دینے میں کیوں ناکام ہوگی۔

اس کی بے شمار وجوہ بیان کی جاسکتی ہیں، مثلاً پوری سنجیدگی اور سچائی کے ساتھ کہا جاسکتا ہے کہ ہم صدیوں سے بزرگوں کے عرس اور میلے کچھ اس انداز میں منانے کے عادی ہیں اور غیر شعوری طور پر عید میلادالنبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی ہم نے اسی قسم کے میلوں میں سے ایک میلہ سمجھ لیا ہے۔ یہ بات بھی کہی جاسکتی ہے کہ عید میلاد کا جلوس حال ہی کی پیداوار ہے اور بانیٔ جلوس کے بقول یہ ہندوؤں کی رام لیلا کے جواب میں ایجاد کیا گیا تھا۔ اس لیے جوش وخروش، شان وشوکت اور دبدبے و طنطنے کے لیے اس میں کچھ باتیں شامل ہوگئیں جو اسلام کے مزاج کے موافق نہ تھیں لیکن جنھوں نے اب روایت کی شکل اختیار کرلی ہے۔ یہ وجہ بھی پوری سنجیدگی کے ساتھ بیان کی جاسکتی ہے کہ جذبات کے اخراج کے لیے کوئی نہ کوئی راستہ ملنا چاہیے۔ اتنے بڑے ہجوم پر قابو پانا اور اسے نظم وضبط کا پابند بنانا ممکن نہیں ہوتا۔ تفریح کے بھوکے اور ہاؤ ہو کے ذریعے جذبات کے اخراج کے متلاشی لوگ اس موقعے کو غنیمت سمجھتے اور اس قسم کی حرکتیں کرجاتے ہیں۔

لیکن ان تمام وجوہ کا تجزیہ کیا جائے تو یہ سب مٹ کر ایک نقطے پر مرکوز ہوجاتی ہیں کہ صبح وشام اسلام کے غلغلۂ بلند کے باوجود ہم اپنے آپ کو اسلام کے مزاج مطابق منظم نہیں کرسکے۔ ہم کلمہ طیبہ پڑھنے، پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت و حرمت پر قربان ہوجانے کے لیے ہردم تیار رہنے اور پورے فخر کے ساتھ سینہ تان کر اپنے آپ کو مسلمان کہنے کے باوجود ان ذمہ داریوں اور فرائض کو نہیں سمجھ سکے جو یہ دعوے اور یہ جذبات ہم پر عائد کرتے ہیں۔

اور پھر ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر یہ تجزیہ درست اور یہ نقطہ حقیقی ہے تو اس کی ذمہ داری کس پر عائد ہوتی ہے؟ اس سوال کی اہمیت کو چند سوالات کی شکل میں سمجھا جاسکے گا۔

1 ۔ دین دار طبقہ اگر صرف کفر کے فتوے جاری کرنے اور فاسق وفاجر جیسی گالیاں دینے پر اکتفا کرے تو اسلام کی صحیح راہ سمجھانے کے لیے آگے کون بڑھے گا؟

2 ۔ اگر تفریح کی انسانی اور فطری خواہش کی تکمیل کے لیے ہم وہی طریقے اختیار کریں جو ہم کرتے ہیں تو اس کے ذریعے قائم ہونے والی عادت یا مزاج کو مقدس ایام پر روکنے کی کون سی ترکیب کامیاب ہوگی؟

3 ۔ اگر تعلیم کا نصاب، نظام اور طریقِ امتحان ایسا ہو جو ہمیں محض "دانشور" بنائے اور

marfat.com

نظم و ضبط سے دور لے جائے تو ہمارے ذہن کی تربیت کون کرے گا؟

یہ سوال ہم ان تمام شعبوں کے عمائدین کی خدمت میں بصد احترام پیش کرتے ہیں اور ان کے متوقع جواب کے پیشِ نظر پوچھتے ہیں کہ اس کے بعد وہ رائے عامہ انتظامیہ کی وہ کوشش، اخبارات کا وہ انتباہ جو عید میلاد سے قبل کی چیزیں تھیں اس یومِ سعید پر بھی کارآمد ہو سکتی تھیں؟

آؤ اپنے ضمیر کی گہرائیوں میں اتر کر دیکھیں!

جس وقت یہ سطور قارئین کی نظروں سے گذریں گی، میلادالنبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تقریبات بے پناہ عقیدت کو جلو میں لیے جلوہ افروز ہوں گی۔ اکابر کے پیغامات، عوام کے جلوس، محبانِ رسالت کے جلسے، علماء کے وعظ، جرائد کے خاص نمبر، پھولوں کے گجرے، شیرینیوں کے طشت، کھانوں کی بہاریں، غرض کہ مسرت، محبت اور عقیدت کا ایک سیلِ بے پناہ 12 ربیع الاول کو اس طرح امڈ آئے گا کہ ربیع الاول کا بقیہ حصہ بھی اس کے اثر سے شاداب رہے گا۔

مگر سرکارِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عقیدت مندو! آؤ ذرا اپنے کردار کی گہرائیوں اور ضمیر کی خلوتوں میں اتر کر یہ دیکھیں کہ اس مظاہرۂ عقیدت کے بعد ہمارا کیا حال ہوتا ہے؟

ہم میں سے کتنوں کا عشقِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اتنی روح اور اخلاص رکھتا ہے کہ وہ اپنی زندگیوں کے موجودہ غلط نقشے پر احساسِ ندامت کے ساتھ نظرِ ثانی کریں اور پھر اس کی ترمیم و تطہیر کی فکر کریں؟ کتنے ہوں گے جو رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یاد تازہ کرنے کے بعد اس کلیہ کو اپنے لیے راہنما اصول بنالیں گے کہ:

"جو کچھ تمہیں رسولؐ کی طرف سے ملے اسے قبول کرو اور جس چیز سے تمہیں رسولؐ روکے اس سے رک جاؤ"۔ (القرآن)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زندگی کا ایک خاص تصور ہمیں دیا ہے۔ حقائق کے متعلق ایک خاص شعور ہمیں عطا کیا ہے۔ کردار کا ایک نقشہ ہمارے لیے متعین فرمایا ہے۔ سیاست و تمدن کا ایک ضابطہ ہمارے سامنے رکھا ہے۔ حکومت چلانے کا ایک طریقِ کار وضع فرمایا ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ انسانیت کا مطلوبہ نمونہ اپنی کامل اور معیاری شکل میں خود اپنی ذات کے اندر جلوہ گر کیا ہے اور اس نمونے پر لاکھوں صحابہؓ کی زندگیاں قرآنی سانچے میں ڈھال کر دکھائی ہیں۔ آخر ہم میں کتنے دیوانگانِ نبوتؐ ایسے ہوں گے جو اپنی زندگی کو اس مقدس سانچے میں ڈھالنے کا عزم باندھ لیں اور اپنے وجود میں ایک نئے انسانی کردار کی تربیت کا آغاز کردیں؟

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ آپ نے انسان کو انسان کی خدائی اور قاہری سے نجات دلائی اور اس کی ایک ایک مشکل کا خاتمہ کردیا۔

دوسرے انسانوں کی جانوں، مالوں اور عزتوں پر کسی بڑے سے بڑے انسان کے ہاتھ میں کوئی کھلا اور بے قید اختیار باقی نہیں رہنے دیا۔ سیاسی، قانونی، سماجی اور اخلاقی مساوات عملاً قائم فرمادی۔ کچلے اور پسے ہوئے انسانوں، صحرائی بدوؤں بلکہ لونڈیوں اور غلاموں تک کو اٹھا کر پرانے اکابر اور فرمانرواؤں اور سرداروں اور آقاؤں کے ہمدوش کردیا۔

سوال یہ ہے کہ ہم میں سے کتنے مسلمان ہیں جو آج یادِ رسالت تازہ کرنے کے بعد اپنے ان قاہرانہ مرتبوں کو چھوڑنے کا تہیہ کرلیں جو انہیں کسی نہ کسی دائرے میں دوسروں کے بالمقابل حاصل ہیں اور اس طرح ہم میں سے سماجی جبر و ظلم اور سیاسی و معاشی استبداد کے مارے ہوئے کتنے افراد ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیغام و کردار سے درسِ ہمت لے کر انسانیت کا مساویانہ مقام حاصل کرنے کے لیے سرگرم عمل ہوجائیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رنگ و نسل، زبان اور محض جغرافیہ کی بنیاد پر قائم ہونے والی باطل ثقافت کے ایک ایک نقش کو ایوانِ تمدن سے محو فرماکر نئی نظریاتی ثقافت کی بنیاد رکھی تھی۔ آج ہم میں سے ایسے مسلمانوں کی تعداد کتنی ہوگی جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کارنامۂ حیات کی روئداد ذہنوں میں تازہ کرنے کے بعد ایک بار پھر جاہلی ثقافت کے بت کدۂ رنگین کے اصنام کو توڑنے کے لیے اٹھ کھڑے ہوں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعمیر کردہ ثقافت کا احیاء کرنے پر آمادہ ہوں؟ کتنوں سے امید کی جاسکتی ہے کہ انہیں دورِ حاضر کی اخلاق باختہ تہذیب نے جن جن روگوں میں مبتلا کر رکھا ہے ان سے نجات پانے کے لیے وہ اپنی پوری قوت صرف کردیں گے؟

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے پیروکاروں کو مساواتِ محمدیؐ کا عملی نمونہ دیا۔ آپؐ نے بتایا کہ ظلم و غیر منصفانہ معاشی نظام کے خلاف جدوجہد جہاد کا درجہ رکھتی ہے۔ آپؐ نے حقوق العباد ادا نہ کرنے والوں کو اپنی شفاعت سے محروم ہونے کی وعید سنائی ہے۔ بہت سی چیزوں کو روحانی ہلاکت کا موجب قرار دیا ہے، بعض کو سببِ لعنت ٹھہرایا ہے دیکھنا یہ ہے کہ ان شاندار مظاہرہ ہائے عقیدت کے بعد ان برائیوں کو ترک کرنے کے لیے ہم لوگ کہاں تک تیار ہوتے ہیں؟

یہ چند ٹھوس اور صاف سوالات ہیں جو ہم میں سے ہر ایک کے ضمیر سے جواب مانگتے ہیں۔ ان سوالوں کے جواب میں اگر ہم اجتماعی پیمانے پر معاشرہ میں تبدیلی کی کوئی لہر پیدا کرسکیں تو پھر یقیناً ہم نے یادِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مناکر ایک کارنامہ انجام دیا لیکن اگر ان سوالوں کے جواب میں کوئی تعمیری جذبہ ہمارے اجتماعی ماحول میں نہیں ابھرتا تو کہنا چاہیے کہ:

"گر یہ نہیں تو بابا پھر سب کہانیاں ہیں"

OOOOO

marfat.com

قرآنی سزائیں

مہر وز عالم علیگ

اسلام انسانی فطرت کا دوسرا نام ہے۔
اس حقیقت کی وضاحت ہادی دو عالم نے چودہ سو برس قبل واضح الفاظ میں فرمادی۔ ماحول، حالات، معاشرہ سیاسی محرکات اور کئی دیگر عناصر انسانی فطرت پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ جس کے نتیجہ میں انسان اپنی فطرت کی نفی کرتا ہے تو بلاشبہ وہ سزا کا حقدار ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ان اللہ کان علیماً حکیما۔ یدخل من یشاء فی رحمتہ والظلمین اعدلھم عذاباً الیماً۔

بلاشبہ اللہ علم و حکمت والا ہے جس کو چاہے گا اپنی آغوشِ رحمت میں لے لے گا۔ اور ظالموں کے لیے اس نے بڑی دردناک سزا تیار کی ہوئی ہے۔

یعنی اس کی مشیت علم و حکمت پر مبنی ہے۔ جبکہ علم و حکمت اور عدل کا تقاضا ہے کہ ہر ایک کو اس کے مطابق صلہ دیا جائے۔ ایمان والے فرماں بردار، رحمت کی آغوش میں ہوں اور ظالم قرار واقعی سزا پائیں۔ چنانچہ قرآن حکیم میں ارشاد ہوا ہے۔

ترجمہ: "اور جن لوگوں نے برائیاں کمائیں وہ اپنے جرم کے مطابق سزا پائیں گے"۔ (یونس 27)

قرآن حکیم میں دو قسم کی سزاؤں کا ذکر واضح طور پر موجود ہے۔ ایک یہ کہ احکام الٰہی کی نافرمانی پر آخرت میں بدترین سزا سے ہمکنار کیا جائے گا۔ معراج النبیؐ کی مقدس شب فرماں روائے کائنات نے ان سزاؤں کی تمثیل بھی نبی آخرالزماںؐ کے سامنے پیش فرمائی تاکہ کائنات کا سب سے صادق اور امین، انسان اعظم نوع انسانی کے سامنے اپنے عینی مشاہدے کو نشر کرے کہ جزا و سزا کا نظام آخرت تخیلاتی نہیں بلکہ ایک ٹھوس حقیقت ہے۔ لہذا انسان کی فلاح و نجات کے لیے ناگزیر ہے کہ وہ اپنے دنیاوی افکار و اعمال کو وحی الٰہی کی ان ہدایات اور احکامات کے مطابق ڈھالے جو قرآن حکیم اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں موجود ہیں۔

قرآن حکیم میں مذکور سزاؤں کی دوسری قسم وہ ہے جس کا اطلاق دنیاوی زندگی میں ہوگا۔ یعنی ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ قرآن حکیم کی متعین کردہ اقسام کی سزاؤں میں سے ایک کا تو اطلاق آخرت میں اور دوسری کا دنیاوی زندگی ہی میں ہوتا ہے۔ فقہ میں لفظ "حدود" جو حد کی جمع ہے اور جس کے معنی رکاوٹ مخالفت اور ممانعت کے ہیں ان سزاؤں کے لیے مخصوص ہے جن کا ذکر قرآن مجید میں آیا ہے۔ لیکن دیگر سزائیں حاکم وقت کے تعین پر چھوڑ دی گئی ہیں۔ ان کا نام "تعزیر" ہے۔ قرآن مجید نے صرف ایسے بڑے جرائم کے لیے سزائیں مقرر کی ہیں جن سے انسان تکریم اور خاندانی و معاشرتی نظام تباہ و برباد ہوجاتا ہے۔ ایسی سزائیں صرف پانچ قسم کے مجرموں کے لیے مقرر ہیں جو انسانی وجود کے غیر متغیر امور سے متعلق ہیں جبکہ متغیر پہلو کے لیے رہنما اصول متعین کرنے کے لیے حکام وقت کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ وہ جرم کی نوعیت، مجرم کی حالت اور ماحول کا لحاظ رکھتے ہوئے مناسب سزائیں تجویز کریں۔ قرآن مجید نے جن پانچ قسم کے مجرموں کے لیے سزاؤں کا اعلان کیا ہے وہ درج ذیل ہیں۔

(1) .... وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کرتے ہوں۔ اور زمین پر فتنہ و فساد کرتے ہوں۔ ایسے مجرم رہزن کہلاتے ہیں۔

(2) .... وہ لوگ جو کسی کو ناحق قتل کریں۔

(3) .... وہ لوگ جو شریف اور پاک دامن خواتین پر تہمت لگائیں۔

(4) .... وہ مرد و عورت جو بدکاری کے مرتکب ہوں۔

(5) .... وہ مرد و عورت جو چوری کا ارتکاب کریں۔

(1) فتنہ و فساد کرنے والے اور رہزن

پہلا جرم کرنے والوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ ترجمہ: "یہی سزا ہے ان کی جو اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کریں یا جو ملک میں فساد پھیلانے کی کوشش کریں۔ کہ ایسوں کو قتل کر دیا جائے، یا سولی دی جائے یا ان کے ہاتھ پاؤں مخالف طرف سے کاٹ دیئے جائیں۔ یا ملک سے جلاوطن کر دیا جائے۔

یہ ان مجرموں کے لیے دنیا میں رسوائی ہے۔ اور ان کے لیے آخرت میں بھی بڑا عذاب ہے۔ (المائدہ 33)

مفسرین اور فقہائے کرام نے کہا ہے کہ اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کرنا، یا زمین پر بدامنی اور فساد پھیلانے میں کفار کے حملے، ارتداد کا فتنہ، رہزنی، ڈکیتی، خون ناحق بہانا، مجرمانہ سرگرمیاں اور باغیانہ پروپیگنڈہ وغیرہ شامل ہیں۔ مندرجہ بالا آیات کریمہ کے ترجمے کی روشنی میں ان سزاؤں اور مجرموں کی تقسیم اس طرح کی ہے۔

(1) وہ رہزن جنہوں نے قتل کیا مگر مال لینے کی نوبت نہ آئی۔ قتل کی سزا کے موجب ہوں گے۔

(2) وہ لوگ جنہوں نے قتل بھی کیا اور مال بھی لوٹا، ان کو بر سر عام سولی پہ لٹکایا جائے۔ تاکہ دوسروں کو عبرت ہو۔

(3) وہ لوگ جنہوں نے مال تو لوٹ لیا۔ مگر قتل نہیں کیا۔ مخالف اطراف سے ان کے

marfat.com

ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے جائیں۔

(4) جو نہ مال لوٹ سکے نہ قتل کیا۔ مگر مقصد اور تیاری کرنے کے بعد اس نیت سے گرفتار ہوگئے۔ ایسے مجرموں کو جلاوطنی کی سزا دی جائے۔

اس سلسلے میں اگر چند احادیث کا مطالعہ بھی کرلیا جائے تو بات قطعی واضح ہوجاتی ہے۔

(1) ہر گناہ کی سزا آخرت کے لیے رکھی گئی ہے مگر بغاوت اور قطع رحم کی سزا دنیا ہی میں شروع ہوجاتی ہے۔ (ابن ماجہ)

(2) باغی اور قاطع رحم کو سزا دینے میں اللہ تعالیٰ جلدی کرتا ہے۔ (بیہقی)

(3) وہ لوگ جو حکمران سے محض دنیا کے لیے بیعت کرتے ہیں کہ ان کو کچھ نفع ہوگیا تو وفادار رہے، اور اگر ان کی توقعات اور خواہشات پوری نہ ہوسکیں تو باغی ہوگئے ایسے لوگوں سے اللہ تعالیٰ نہ تو قیامت میں بات کرے گا اور نہ ان کی طرف نظر بھر کر دیکھے گا۔ (بخاری و مسلم)

قتل

دوسرا جرم خونِ ناحق ہے۔ یعنی ناحق قتل کرنا۔ جس کے بارے میں قرآن حکیم میں صاف صاف بتایا گیا ہے:

ترجمہ: "اے مومنو! مقتولوں کے بارے میں تمہارے لیے قصاص کا حکم لکھ دیا گیا۔ آزاد آدمی نے قتل کیا ہو تو اس آزاد ہی سے بدلہ لیا جائے۔ غلام قاتل ہو تو وہ غلامی ہی میں قتل کیا جائے، عورت ہو تو اس عورت ہی سے قصاص لیا جائے۔ البتہ اگر کسی قاتل کو اپنے انسانی بھائی کی طرف سے کچھ معافی مل جائے تو معروف دستور کے مطابق "خون بہا" کا تصفیہ ہونا چاہیئے۔ اور قاتل کے لیے لازم ہے کہ وہ خوبی اور دستور کے مطابق خون بہا ادا کرے۔ یہ تمہارے رب کی طرف سے تخفیف اور رحمت ہے اور اب اس کے بعد بھی جو کوئی زیادتی کرے تو اس کے لیے دردناک سزا ہے۔ اور اے عقل والو! قصاص میں تمہاری زندگی ہے تاکہ تم (خونریزی سے) بچے رہو۔ (البقرہ 178-179)

دراصل قتل و غارت گری کے ہولناک نتائج سے معاشرے کو بچانے، خونریزی کے رجحانات کو مٹانے اور انسانی جان کا احترام پیدا کرنے کے لیے قصاص کا قانون سراسر حکمت اور انصاف کا قانون ہے۔ انسانی جان اللہ جل شانہ کے نزدیک اس قدر مقدس و مکرم ہے کہ نہ صرف دوسرے کو قتل کرنا بلکہ خود کو بھی ہلاک کرنا یعنی خودکشی کرنا بھی حرام قرار دیا گیا ہے۔ ارشاد باری ہے۔

"اور اپنی جانوں کو قتل نہ کرو، اللہ تم پر بڑا مہربان ہے"۔ (النساء 29)

ایک اور موقع پر فرمان صادر ہوا "اور اس نفس کو قتل نہ کرو جس کو اللہ نے حرام قرار دیا ہے مگر حق کے ساتھ"۔

ایک اور موقع پر فرمان صادر ہوا "اور اس نفس کو قتل نہ کرو جس کو اللہ نے حرام قرار دیا ہے مگر حق کے ساتھ"۔ (ترجمہ الاعراف 152)

انسان نے اپنے جسم کا ایک حصہ بھی تخلیق نہیں کیا۔ اس لیے اس کی زندگی اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمت اور امانت ہے۔ خالق اپنی تخلیق کے ساتھ کسی بھی زیادتی کو برداشت نہیں کرسکتا۔ اللہ تعالیٰ کا منشاء یہ ہے کہ انسان دنیاوی کشمکش سے، یا غم و آلام اور زندگی کے مصائب سے ہراساں ہوکر زندگی سے فرار اختیار نہ کرے۔ بلکہ صبر و ثبات اور ایمان محکم کے ساتھ تمام مسائل کا مقابلہ کرے۔ ایک حدیث ہے۔ جس نے خود کو پہاڑ سے گرا کر خودکشی کرلی وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جہنم کی آگ میں گرتا رہے گا اور جس نے زہر کھا کر خودکشی کی۔ وہ جہنم کی آگ میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اپنے ہاتھ سے زہر کھاتا رہے گا۔ اور جس نے لوہے کی کسی چیز سے خودکشی کی وہ جہنم کی آگ میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے لوہے کی اس چیز سے خود کو زخمی کرتا رہے گا۔ (متفق علیہ)

کراچی اور حیدرآباد میں وقفہ وقفہ سے ہونے والی خونریزی کا جائزہ لیا جائے، جس میں بھائی نے بھائی کے خونِ ناحق میں ہاتھ رنگے، اندھا دھند فائرنگ سے درجنوں اشخاص جاں بحق ہوگئے۔ نہ مارنے والے کو یہ معلوم کہ وہ کس کو مار رہا ہے کہ نہ مقتول کو یہ معلوم ہے کہ کس جرم میں قتل کیا جارہا ہے۔ انسانی جان کا احترام ختم ہوگیا ہے۔ جبکہ انسانی جان کی عظمت اور احترام کے بارے میں فرمان الٰہی ہے "جس شخص نے کسی کو خون کے بدلے، یا زمین میں فساد پھیلانے کے سوا کسی اور وجہ سے ناحق قتل کیا تو گویا اس نے پوری انسانیت کو قتل کردیا۔ اور جس نے کسی کی زندگی بچائی اس نے تمام نوع انسانی کی زندگی بچالی"۔ (ترجمہ المائدہ 32)

سبحان اللہ! ذرا غور تو کیجیے اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ جس نے کسی کی زندگی بچائی اس نے تمام عالم اسلام کی زندگی بچالی۔ بلکہ واضح فرمایا کہ تمام نوع انسان کی زندگی بچالی۔ اور نوع انسانی کا مطلب کہ ہر بشر، ہر انسان، چاہے وہ کسی بھی مذہب سے تعلق رکھتا ہو۔ اللہ تعالیٰ نے تو سب ہی کو پیدا کیا ہے۔ اور خالق کو تو اپنی تخلیق سے لگاؤ ہوتا ہی ہے یہ دوسری بات ہے کہ اس کی وحدانیت پر ایمان لانے والے اس کی رحمت کے مستحق ہیں۔ اور نافرمانی کرنے والے اس کے قہر و غضب کے۔ مگر سزا و جزا کا یہ حق اس نے انسان کو نہیں دیا۔ تو اندازہ کیجیے کہ جن نوع انسانی کے لیے اس کے یہ جذبات ہیں تو اس کی وحدانیت پر یقین رکھنے والے، کلمہ گو مومن کی ہلاکت پر اس کے قہر کا کیا عالم ہوگا۔ "اور جو کوئی کسی مومن کو دانستہ قتل کرے گا تو اس کی سزا جہنم ہے جہاں وہ ہمیشہ رہے گا۔ اس پر اللہ کا غضب اور اس کی لعنت ہے۔ اور اللہ نے اس کے لیے شدید عذاب تیار کر رکھا ہے"۔ (ترجمہ النساء 93)

خود سرکار دو عالمؐ نے ارشاد فرمایا ہے۔ "دنیا کا زوال اللہ کے نزدیک ایک مسلمان کے قتل کے مقابلے میں کمتر درجے کا ہے"۔ (مسلم، نسائی، ترمذی)

ایک اور حدیث شریف ہے "مسلمان کو گالی دینا فسق اور اس سے قتال کرنا کفر ہے"۔ (متفق علیہ)

نیز ارشاد ہوا "جب دو مسلمان ایک

marfat.com

دوسرے پر ہتھیار اٹھاتے ہیں تو وہ جہنم کے کنارے پر کھڑے ہوجاتے ہیں۔ جب ایک شخص دوسرے کو قتل کرتا ہے تو دونوں جہنم میں داخل ہوتے ہیں"۔ کسی شخص نے کہا۔ "یا رسول اللہ! قاتل کا معاملہ تو سمجھ میں آتا ہے لیکن مقتول کیوں دوزخ میں داخل ہوگا؟" فرمایا "وہ بھی اپنے ساتھی کو قتل کرنا چاہتا تھا"۔ (متفق علیہ حدیث)

ایک اور متفق علیہ حدیث کے مطابق مسلمانوں کا خون حلال نہیں، بجز تین صورتوں کے، یعنی جان کے بدلے جان، شادی شدہ ہونے کے باوجود زنا کا مرتکب اور دین کو ترک کرکے جماعت سے الگ ہونے والا۔ تاہم ان صورتوں میں بھی اس کے حق کی ذمہ داری صرف حکام کو ہے۔

تہمت

فرمان الہیٰ ہے:

"اور جو لوگ پاک دامن خواتین پر تہمت لگائیں اور پھر اس کے ثبوت میں چار گواہ نہ پیش کرسکیں تو اس بہتان تراشی کی پاداش میں ان کو 80 کوڑوں کی سزا دیا کرو۔ اور آئندہ کے لیے ان کی گواہی کبھی بھی قبول نہ کی جائے۔ اور یہی فاسق ہیں۔ البتہ جنھوں نے اس کے بعد توبہ کرلی اور اپنی اصلاح کی تو بے شک اللہ غفور الرحیم ہے"۔ (النور 4-5)

قرآن حکیم کے نزدیک بے گناہ پر بہتان اور الزام عائد کرنا بہت بڑا جرم ہے۔ کیونکہ اس گناہ کا مجرم انسانیت کی تذلیل کرتا ہے۔ عام معاملات میں دو گواہ طلب کئے جاتے ہیں۔ لیکن تہمت کے لیے چار گواہ کا پیش کرنا لازمی قرار دیا جاتا ہے تاکہ خواتین کو بدنام کرنے کا سدباب ہو اور اگر چار مرد گواہوں کی تعداد میں ایک کی بھی کمی ہوئی تو تہمت لگانے والا جھوٹا قرار دیا جائے گا۔ اور مندرجہ بالا آیت کریمہ کی روشنی میں اس کے خلاف 80 کوڑوں کی حد کا اجراء ہوگا۔ اس حد کو اصطلاح میں "قذف" کہا جاتا ہے۔ جرم "قذف" قابل راضی نامہ نہیں ہے۔ اگر عدالت میں دعویٰ دائر کرنے سے قبل ہی مقذوف معاف کردے تو یہ علیحدہ بات ہے۔ ورنہ عدالت میں مقدمہ پیش ہونے کے بعد قاذف کو اپنا الزام ثابت کرنا ہوگا۔ اور الزام ثابت نہ ہونے کی صورت میں اس پر حد کا اجراء ہوگا۔ انسانی تکریم اور عزت کے تحفظ کا یہ اہتمام اسلام کے علاوہ کسی نظام میں نظر نہیں آتا۔ قرآن حکیم نے آئندہ لیے جھوٹے اشخاص کی گواہی قبول کرنے پر بھی پابندی عائد کردی ہے۔ تاہم اگر وہ سچی توبہ کرلیں جس کا اظہار ان کے حسن عمل سے بھی ہو تو پھر ان کی شہادت پر عائد پابندی منسوخ ہوجائے گی۔

اس سخت احکامات کے بعد تہمت لگانے یا بدگمانی کا اظہار کرنے کی کوئی جرأت نہ کرسکتا تھا۔ لیکن اس کے نتیجہ میں ایک اور مسئلہ پیدا ہوگیا کہ اگر بیوی کو کسی غیر کے ساتھ ملوث دیکھ لے۔ تو کیا محض صبر کرے۔ بے غیرت بنا رہے کیونکہ جب تک شرعی حکم کے مطابق مشاہدے کے لیے چار گواہ پیش کیے جائیں گے تو مجرم فرار ہوچکا ہوگا۔

قرآن حکیم نے اس مسئلہ کا حل بھی پیش فرمایا ہے اور ایسی بدکار بیویوں سے علیحدہ ہونے کا جو طریقہ تجویز کیا اصطلاح میں اس کا نام "لعان" ہے۔ فرمان الہیٰ ہے۔

"اور جو لوگ اپنی بیویوں پر تہمت لگائیں اور ان کے پاس خود اپنے سوا دوسرے گواہ نہ ہوں تو ان میں سے ایک شخص کی شہادت یہ ہے کہ وہ چار مرتبہ اللہ کی قسم کھا کر گواہی دے کہ وہ (تہمت لگانے میں) واقعی سچا ہے اور پانچویں مرتبہ کہے کہ اس پر اللہ کی لعنت ہو اگر وہ (تہمت لگانے میں) جھوٹا ہو"۔ (ترجمہ النور 6-7) اس طرح پانچ قسمیں کھانے سے بیوی پر زنا کی سزا واجب ہوجائے گی۔ لیکن بیوی کو بھی موقع فراہم کیا گیا کہ وہ شوہر کی قسموں کے بعد خود کو اس طریقے سے پاک دامن ثابت کرسکتی ہے۔

"اور عورت سے سزا اس طرح دفع ہوسکتی ہے کہ وہ چار بار خدا کی قسم کھا کر یہ شہادت دے کہ یہ آدمی (تہمت لگانے میں) جھوٹا ہے۔ اور پانچویں بار کہے کہ اس (عورت) پر اللہ کا غضب نازل ہو اگر وہ (خاوند) سچا ہو۔ (النور 8-9)

جب عدالت میں فریقین قسم کھالیں تو ان پر طلاق بین ہوجائے گی۔ کیونکہ ان میں عناد پیدا ہوچکا ہے جس کی بنا پر وہ ایک دوسرے کے ساتھ خوشگوار اور پراعتماد زندگی بسر نہ کرسکیں گے۔

خواجہ سرکار مدظلہ العالی کی لندن روانگی

۵ر اکتوبر ۱۹۹۰ء بروز جمعۃ المبارک

کو حضور خواجۂ خواجگان امیرِ شریعت، رہبرِ طریقت، عالمی مبلغ اسلام

الحاج حضرت خواجہ **محمد معصوم** صاحب مدظلہ العالی،

سجادہ نشین دربارِ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ، نوابیہ، معصومیہ موہری شریف،

تحصیل کھاریاں ضلع گجرات،

اپنے تقریباً ایک ماہ کے تبلیغی و اصلاحی دورہ پر اسلام آباد سے لندن کے لیے روانہ ہوں گے، جہاں سے آپ جرمنی، ناروے، آسٹریلیا و دیگر ممالک کا دورہ فرماتے ہوئے واپسی پر عمرہ پاک و زیارت روضہ اطہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سعادت فرماتے ہوئے پاکستان جلوہ گر ہوں گے۔

marfat.com

ماہنامہ **المعصوم** کراچی

آپ کے شہر میں مندرجہ ذیل ڈسٹری بیوٹرز کے تعاون سے پہنچتا ہے،

شہر	ڈسٹری بیوٹرز	شہر	ڈسٹری بیوٹرز
کراچی	محمد حسین اینڈ برادرز فریئر مارکیٹ	ساہیوال	زمیندار نیوز ایجنسی
حیدرآباد	مہران نیوز ایجنسی، الیوسف چیمبرز اسٹیشن روڈ	وہاڑی	وہاڑی نیوز ایجنسی
لاہور	سلطان نیوز ایجنسی، اخبار مارکیٹ	وزیرآباد	شیخ عبدالحق صاحب ریلوے بکسٹال
راولپنڈی	رحمٰن کمپنی	تربت	پاک نیوز ایجنسی
ملتان	ملک نیوز ایجنسی، عظمت واسطی روڈ	کوہاٹ	عزیز نیوز ایجنسی
فیصل آباد	جاپان بکسٹال چوک گھنٹہ گھر	لیہ	ایم رشید، ایم نثار
سیالکوٹ	ملک اینڈ سنز ریلوے روڈ	ٹوبہ ٹیک سنگھ	ایم صابر، ایم نعیم
پشاور	رحمان نیوز ایجنسی جنگی اسٹریٹ	جھنگ	شیخ محمد حسین صاحب (صدر)
کوٹری	ریلوے بکسٹال	خانیوال	اختر علی صاحب ریلوے بکسٹال
بہاولپور	کیپٹل نیوز ایجنسی، شاہی بازار	ڈیرہ غازیخان	کالج کتاب گھر نیو کالج روڈ
سرگودھا	پاکستان اسٹینڈرڈ بکسٹال	اوکاڑہ	فردوس نیوز ایجنسی
میانوالی	نیازی نیوز ایجنسی	پاک پتن	کیپٹل نیوز ایجنسی بس اسٹاپ
خانپور	چوہدری بشیر امانت علی اینڈ برادرز	بورے والا	طاہر نیوز ایجنسی
رحیم یارخان	چوہدری امانت علی اینڈ سنز	کہروڑپکا	اقبال نیوز ایجنسی
نواب شاہ	ریلوے بکسٹال	لالہ موسیٰ	شاہین نیوز ایجنسی، مین بازار
گوجرانوالہ	اقبال پرویز نیوز ایجنسی	مدرسہ منڈی	اکمل نیوز ایجنسی
لاڑکانہ	پاکستان بک ڈپو	بہاولنگر	پاک نیوز ایجنسی
جہلم	بٹ نیوز ایجنسی	حاصل پور	اسلام الدین نیوز پیپر ایجنٹ
روہڑی	شیخ ممتاز حسن صاحب ریلوے بکسٹال	حاصل پور	شمس الدین نیوز پیپر ایجنٹ
عارف والا	اخبار گھر	چشتیاں	شیخ محمد سعید نیوز پیپر ایجنٹ
گجرات	سعید بکسٹال سرکلر روڈ	چشتیاں	شیخ عبدالقیوم نیوز پیپر ایجنٹ
کوئٹہ	ایم ایم ٹریڈرز کبیر بلڈنگ جناح روڈ	ہارون آباد	محمد حنیف نیوز پیپر ایجنٹ
صادق آباد	چوہدری برادرز	ڈھیرانوالہ	حافظ عبدالغنی نیوز پیپر ایجنٹ

پرچہ نہ ملنے پر براہ راست ہمیں خط لکھیں،

سرکولیشن منیجر

ماہنامہ **المعصوم** پوسٹ بکس نمبر ۵۸۶ کراچی۔

marfat.com

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ

تحریر: ضیاء تسنیم بلگرامی

خاموش طبع ہر وقت کسی فکر میں ڈوبا رہنے والا بچہ جب اپنی عمر کے پانچویں سال میں داخل ہوگیا تو بیوہ ماں کو اس کی تعلیم و تربیت کی فکر لاحق ہوگئی، گھر میں اللہ کا دیا بہت کچھ تھا زمانے کے دستور کے مطابق ایک طباق شیرینی اور چھواروں سے بھر کر غلام کو حکم دیا کہ بچے کو محلے کے مکتب میں داخل کرادو۔

طباق کاندھے پر رکھے اور ایک ہاتھ سے بچے کی انگلی پکڑے جب غلام گھر کی گلی سے ذرا آگے بڑھا تو ایک بزرگ نے اس کا راستہ روک لیا اور پوچھا "اس بچے کو کہاں لیے جارہے ہو؟"

غلام نے جواب دیا۔ "مکتب میں داخل کرانے۔"

اجنبی بزرگ نے جواب دیا۔ "اس بچے کو بھلا مکتب کا مولوی کیا پڑھا سکے گا۔ میرے ساتھ آؤ میں اس بچے کو اس کے استاد کے پاس پہنچادوں جو منجانب اللہ مقرر ہوا ہے۔"

غلام سراسیمہ اور سہما سہما ان بزرگ کے ساتھ ہولیا تھوڑی دیر بعد یہ لوگ مشہور بزرگ اور عالم باعمل ابوحفصؒ کے گھر پہنچ گئے اور اجنبی بزرگ نے بچے کو اُن کی خدمت میں پیش کرتے ہوئے فرمایا۔ "ابوحفصؒ! اس بچے کو خوب پہچان لے اور جی جان سے اس کی تعلیم و تربیت کر۔"

وہ بزرگ یہ کہہ کر چلتے بنے اور ابوحفصؒ نے بچے کو احترام کے ساتھ اپنے پاس بٹھایا۔ پھر غلام سے پوچھا۔

"یہ بزرگ کون تھے؟"

غلام نے شیرینی اور چھواروں کا طباق ابوحفص کے روبرو رکھ کر پورا قصہ سُنا دیا اور آخر میں کہا "میں انہیں بالکل نہیں جانتا۔"

ابوحفص نے رمز میں ڈوبی ہوئی مسکراہٹ سے کہا۔ "ہاں تم کیا جانو، یہ خضر علیہ السلام تھے۔"

غلام ہکا بکا پاگلوں کی طرح ابوحفص کی صورت دیکھتا رہ گیا۔

ابوحفص کے قریب ہی رحل پر قرآن پاک رکھا ہوا تھا۔ بچے کے ہاتھ میں تختی تھی، استاد نے قلم سیاہی میں ڈبویا اور پھر تختی کی طرف بڑھاتے ہوئے بچے سے دریافت کیا "ہاں بیٹے! کہاں سے تمہاری تعلیم کا آغاز کیا جائے؟"

بچے نے سادگی سے جواب دیا۔ "لکھیئے سبحان الذی اسری..."

استاد نے حیرت سے ہاتھ کھینچ لیا اور کہا۔ "لیکن یہ تو پندرہویں پارے میں ہے اور اس سے پہلے کے چودہ پارے؟"

بچے نے سادگی سے جواب دیا "جب میں شکم مادر میں تھا انھوں نے چودہ پارے ختم کر لیے تھے وہ سارے مجھے حفظ ہوچکے ہیں پندرہواں شروع کیا تھا کہ میری ولادت ہوگئی۔"

ابوحفص نے امتحاناً کہا۔ "اچھا انہیں سناؤ۔"

بچے نے بے جھجک الف لام میم سے لے کر ربما یود الذین (چودہویں پارے) کے آخر تک سُنا دیا۔

غلام کے ہوش و حواس جاتے رہے لیکن استاد کا دل جذبۂ فخر انبساط سے سرشار ہوگیا کہ پوری زندگی میں ایک عظیم الشان بچے کی استادی کا شرف حاصل ہوگیا تھا۔

بچے نے بقیہ سولہ پارے بھی حفظ کر لیے۔

علوم ظاہری و باطنی کی تکمیل ہوچکی تھی اب وہ جوانی میں قدم رکھ کر قطب الدین کے نام سے معروف ہوچکا تھا۔ نوجوانی کے آغاز ہی میں مجاہدے اور ریاضت کا یہ عالم تھا کہ نماز اور تلاوت کلام کے مسلسل عمل اور اوراد و وظائف کی شدید محنت کے بعد جب بستر سے پشت لگاتے تو ہزاروں بار درود شریف کا ورد کرتے۔

قطب الدین کی بزرگی اور ولایت کا دُور دُور شہرہ ہوچکا تھا آس پاس کے لوگ ان کے مرید ہوچکے تھے۔

آپ وطن چھوڑ کر بغداد کے لیے روانہ ہوگئے۔ جب رات ہوگئی تو ایک مسجد میں قیام کیا۔ نماز کے بعد آپ وظیفے میں مشغول ہوگئے اسی عالم میں انہیں اپنا بچپنا یاد آیا، وہ دن جب کسی اجنبی بزرگ نے انہیں استاد ابوحفص کی خدمت میں پہنچا دیا تھا اور جس کی بابت استاد ابوحفص نے یہ ارشاد فرمایا تھا کہ وہ اجنبی بزرگ خضرؑ تھے جو تمہاری رہنمائی کو حاضر ہوئے تھے۔ قطب الدین نے سوچا کہ خضر علیہ السلام کی ضرورت آج کہیں زیادہ ہے۔ لیکن ایک خوبصورت لڑکے نے مسجد میں داخل ہو کر ان کے انہماک کا سلسلہ توڑ دیا۔ اس نے پوچھا:

"یہاں کیا کر رہے ہو؟"

قطب الدین نے جواب دیا۔ "ذکر و فکر۔"

لڑکے نے کہا "ذکر کی حد تک تو بات ٹھیک ہے لیکن یہ فکر کس کی کر رہے ہو؟"

نوجوان قطب الدین کے منہ سے بے اختیار نکل گیا۔ "خضر علیہ السلام کی۔"

لڑکے نے حیرت سے قطب الدین کو دیکھا اور پوچھا۔ "وہ کس لیے؟ دین کے لیے یا دُنیا کے لیے"؟

قطب الدین نے بے نیازی سے جواب دیا۔ "بندے کو دونوں سے مطلب نہیں، میں صرف اللہ کے واسطے اُن سے ملنا چاہتا ہوں۔"

لڑکے نے کہا "خوب! جس خضر کی تو آرزو رکھتا ہے وہ خود تیری ہی طرح سرگرداں ہے۔"

marfat.com

اسی لمحے مسجد کے ایک گوشے سے ایک عمر رسیدہ شخص ان کے قریب آگیا اور پوچھا۔ "کیا بات ہے؟ تم دونوں کس بات پر اُلجھ رہے ہو؟"

لڑکے نے ہنس کر کہا۔ "یہ نوجوان کہتا ہے کہ مجھے نہ تو دین چاہیئے اور نہ دُنیا۔ پھر بھی خضر کی ضرورت محسوس کرتا ہے۔"

مسجد کے ٹمٹماتے دیئے کی روشنی میں نوجوان قطب الدین نے ان بزرگ کو دیکھا اور ان کے حافظے میں بچپن کے اُس اجنبی بزرگ کی شبیہہ اُبھر آئی جس نے انہیں استاد ابوحفص کی خدمت میں پہنچایا تھا قطب الدین نے کچھ پوچھنے کے لیے حیرت زدہ انداز میں لڑکے کی طرف دیکھا لیکن لڑکا وہاں موجود نہ تھا اس کے فوراً بعد ہی وہ اجنبی بزرگ کی طرف مڑے لیکن ادھر بھی کوئی نہ تھا۔ حیرت، ٹمٹماتا دیا، رات کا سناٹا اور جھینگروں کے ساز و آواز کے سوا وہاں کچھ بھی نہ تھا۔

یہ سترہ سالہ نوجوان جب شیخ شہاب الدین سہروردی، شیخ احد الدین کرمانی، شیخ برہان الدین چشتی اور شیخ محمود اصفہانی جیسے بزرگ جید صوفیاء کرام کی صحبت میں داخل ہوا تو اس مادر زاد ولی کی ولایت پر سبھی رشک کرنے لگے۔ حضرت خواجہ معین الدین سے یہیں ملاقات ہوگئی اور نوجوان قطب الدین نے والہانہ فرمایا "یا حضرت! اب تاب صبر نہیں اس ناچیز کی شرفِ غلامی سے سرفراز فرمائیں۔"

حضرت خواجہ معین الدین نے تبسم فرمایا اور امام ابواللیث سمرقندی کی مسجد میں مذکورہ بالا صوفیائے کرام کے روبرو قطب الدین کو شرف مریدی بخش کر بختیار کا خطاب عطا فرمایا اور اپنی خلافت بھی بخش دی دونوں حضرات ایک بار پھر جُدا ہوگئے۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی سلطان الہند ہو کر اجمیر چلے گئے اور نوجوان قطب الدین ایران اور عرب کی سیر و سیاحت میں مصروف ہوگئے عرصے بعد جب انہیں اپنے مُرشد کی اجمیر میں موجودگی کا علم ہوا تو نوجوان مُرید اپنے مرشد سے ملنے کے لیے ہندوستان چل پڑا ملتان میں حضرت بہاء الدین زکریا سے ملاقات ہوئی۔

آپ ملتان سے چل کر دہلی میں داخل ہوگئے۔ یہاں آپ نے مشہور زمانے بزرگ قاضی حمید الدین ناگوری کے یہاں قیام فرمایا، حمید الدین ناگوری ہر اعتبار سے حضرت بختیار کے مرشد معلوم ہوتے تھے لیکن حفظ مراتب کی ادائیگی کچھ اس طرح عمل میں آئی کہ نوجوان بختیار کی عزت اور احترام حمید الدین ناگوری مریدوں کی طرح کرتے لوگ چہ میگوئیاں کرتے۔

"عجب بات ہے کہ قاضی حمید الدین جیسا بزرگ کامل اس نوعمر بختیار کا اس طرح احترام کرتا ہے جیسے کوئی مرید کسی مرشد کا کرے۔"

ایک رمز شناس نے جواب دیا۔ تم لوگ کیا جانو! حضرت قطب الدین بختیار اپنی نوعمری کے باوجود قطب المشائخ ہیں اور فضل و کمال میں حضرت حمید الدین ناگوری سے فائق ہیں"۔

دہلی سے حضرت بختیار نے اپنے مرشد خواجہ چشتی کو لکھا۔ "غلام بختیار دہلی تک آچکا ہے اور آپ کی زیارت کا خواہاں ہے آپ کی اشارت یا بشارت کے ملتے ہی قدم بوسی کا شرف حاصل کرے گا۔"

چند دنوں بعد حضرت خواجہ چشتی کا جواب آگیا، آپ نے لکھا تھا "بختیار! تم دہلی میں ٹھیرے رہو اللہ نے وہاں کی ولایت تمہارے سپرد کردی ہے تمہیں میرا قرب روحانی حاصل ہے جس میں بُعد مکانی حائل نہیں ہوسکتا، چند دنوں بعد یہ فقیر بھی وہیں پہنچے گا اور ہم دونوں کی ظاہری ملاقات بھی ہوجائے گی۔"

حضرت بختیار دہلی میں قیام فرما ہوگئے۔ روز بروز ہجوم بڑھنے لگا پھر پورا شہر آپ کا معتقد ہوگیا، آپ اس ہجوم سے تنگ آکر کہیں چلے جانا چاہتے تھے لیکن حضرت خواجہ چشتی نے یہیں ٹھیرے رہنے کا حکم جو دیا تھا۔

سلطان شمس الدین التمش بھی ہفتے میں دو دن حاضری دینے لگا اس نے آپ کو کچھ مرحمت فرمانا چاہا لیکن آپ نے لینے سے انکار کردیا تھا پھر التمش کا حاجب (سیکرٹری) بہت سارا نقد لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اسے بطور نذر پیش کرنا چاہا لیکن آپ نے اسے قبول نہ کیا اور فرمایا کہ فقیر کو ان کی کوئی حاجت نہیں۔

اسی دوران سرکاری شیخ الاسلام کا انتقال ہوگیا۔ التمش نے یہ عہدہ حضرت بختیار کو پیش کیا لیکن آپ نے انکار کردیا۔ مجبوراً یہ منصب ایک دوسرے بزرگ نجم الدین صغریٰ کو پیش کیا گیا انہوں نے اسے قبول کرلیا، وہ شیخ الاسلام تو ضرور بن گئے لیکن اپنے روحانی مرتبے سے نیچے آگئے۔ ان کے دل میں حضرت بختیار کے خلاف حسد پیدا ہوگیا کچھ دنوں بعد جب حضرت خواجہ چشتی دہلی پہنچے تو حضرت بختیار سے مل کر شیخ الاسلام سے ملنے بھی گئے اُس وقت نجم الدین صغریٰ اپنے مکان کے بعض حصّوں کی تعمیر کرا رہے تھے انہوں نے حضرت خواجہ چشتی کو کنکھیوں سے دیکھا اور نظر انداز کرگئے حضرت خواجہ شیخ الاسلام کی سرمہری سے آزردہ خاطر ہوئے اور انہیں مخاطب کرکے فرمایا۔ "نجم الدین۔ یہ تجھے ہوکیا گیا ہے کہ شیخ اسلامی کے منصب نے تیرے دل میں غرور پیدا کردیا ہے؟ اگر ایسا ہے تو تو گویا چاہ ہلاکت میں گرا۔

شیخ الاسلام نے تکدر آمیز لہجے میں جواب دیا۔ حضرت! میں تو آپ کا اس حد تک مخلص اور تابعدار ہوں کہ جہاں آپ قدم رکھتے تھے وہاں میں اپنے سر رکھ دیتا تھا لیکن اب مجھے آپ سے یہ شکایت ہوگئی ہے کہ آپ نے اپنے مُرید قطب الدین بختیار کو دہلی کی ولایت عطا فرما دی ہے اور اجمیر سے تشریف لاکر آپ نے شرف مہمان نوازی بھی اپنے اسی مُرید کو بخشا ہے ان تمام باتوں اور آپ کی عنایتوں کا یہ نتیجہ نکلا ہے کہ یہاں کی ساری خلقت اسی در پر حاضری دینے لگی ہے اور میں جو شیخ الاسلام ہوں، اس حد تک بے وقعت ہوچکا ہوں کہ ایک شخص بھی مجھے پان تک سے نہیں نوازتا، میں خود کو حقیر محسوس کرنے لگا ہوں۔"

marfat.com

حضرت خواجہ نے افسوس سے جواب دیا۔ "اچھا شیخ! تو خاطر جمع رکھ ہم قطب الدین کو اپنے ہمراہ اجمیر لے جائیں گے۔"

حضرت خواجہ بختیار کے پاس پہنچے اور آزردگی سے فرمایا "قطب الدین! اس شہر میں تجھ سے حسد کیا جاتا ہے اور بعض تیرے شاکی ہیں تو ہمارے ساتھ اجمیر چل، ہم وہاں تجھے مرید شیوخت پر بٹھا کر تیرے رو برو حاضری دیا کریں گے اور تیری خدمت کیا کریں گے۔"

نوجوان مرید آبدیدہ ہوگیا اور دلدوز لہجے میں جواب دیا۔ "جو کچھ حضور نے فرمایا ہے کہ آپ کی بندہ نوازی ہے غلام تو بس اتنی ہی حیثیت رکھتا ہے کہ آپ کے روبرو دست بستہ کھڑا رہے اس کی کیا مجال کہ سامنے بیٹھ بھی سکے۔"

سامان سفر تیار ہوگیا تو بادشاہ کے نمائندے نے حضرت خواجہ سے عرض کیا حضور بادشاہ کی خواہش ہے کہ آپ قطب الدین کو اجمیر نہ لے جائیں"۔

لیکن یہ قافلہ اجمیر روانہ ہوگیا۔ دہلی میں صفِ ماتم بچھ گئی لوگ زار وقطار رونے لگے اور شہریوں کا جم غفیر ان کے پیچھے ہولیا، یہ لوگ رو رو کر واپسی کی درخواستیں کر رہے تھے۔ حضرت خواجہ کا دل پسیج گیا آپ نے سفر کا ارادہ ترک کردیا اور فرمایا۔ "قطب الدین بختیار لوگ تیری مفارقت سے پریشان اور آزردہ خاطر ہیں اتنے بہت سارے قلوب کی خرابی اور خستہ حالی ہمارے لیے ناقابل برداشت ہے تم دہلی ہی میں بودوباش رکھو اور ہم یہ شہر اور تمہیں خدا کی حفظ و امان میں چھوڑتے ہیں۔

جب حضرت خواجہ تنہا اجمیر جانے لگے تو ایک بار پھر شیخ الاسلام سے ملنے گئے۔ انہوں نے ایک بار پھر ناک بھوں چڑھائی حضرت خواجہ نے غصے میں فرمایا۔ "نجم الدین! شیخ الاسلامی نے تیرا دماغ خراب کردیا ہے تجھے رسوائی سے کوئی بھی نہیں بچا سکتا۔

یہ کہہ کر آپ اجمیر شریف چلے گئے۔

سلطان شمس الدین التمش کی انتہائی دلی آرزو تھی کہ حضرت بختیار کاکی اس کے پاس تشریف لائیں حضرت بختیار کاکی بھی سلطان کے زہد وتقوے کے بہت قائل تھے ایک دن اچانک سلطان کے روبرو پہنچ گئے التمش کی خوشی کی انتہا نہ رہی اسی وقت اس مجلس خاص میں حاکم اودھ رکن الدین حلوائی بھی حاضر ہوا یہ ذات کا حلوائی سیاست اور حکومت کے میدان میں آکر بہت اچھا منتظم اور حاکم ثابت ہوا تھا اور اسے سلطان نے اودھ کی حکومت بخش دی تھی، یہ شخص حضرت بختیار کاکی کے مرتبے سے واقف نہ تھا مجلس خاص میں اپنی نشست کے لیے ایسی جگہ پسند کی جو حضرت بختیار کاکی کی نشست گاہ سے قدرے بلند تھی سلطان اس بے ادبی کو برداشت نہ کرسکا وہ رکن الدین حلوائی کے خلاف کوئی حکم صادر فرمانے ہی والا تھا کہ حضرت بختیار کاکی بھی اصل حقیقت سے آگاہ ہوگئے آپ نے حاکم اودھ حلوائی پر ایک اچٹتی سی نظر ڈالی، پھر سلطان سے فرمایا۔ "رکن الدین نے اپنے لیے صحیح جگہ کا انتخاب کیا ہے۔ میں کاکی ہوں تو یہ حلوا ہے اور حلوا ہمیشہ روٹی کے اوپر ہی رہتا ہے۔"

سلطان حضرت بختیار کاکی کی منشا سے آگاہ ہوگیا اور اس نے رکن الدین حلوائی کو کچھ بھی نہ کہا۔

عرصے بعد سلطان اپنے سپاہیوں کے ساتھ حضرت کاکی کی خدمت میں حاضر ہوا۔ سپاہ حجرے سے دُور رہی اور سلطان آپ کی خدمت میں دست بستہ کھڑا ہوگیا۔

حضرت کاکی کے ایک طرف حمید الدین ناگوری بیٹھے تھے دوسری طرف سلطان کا بھانجا سعد الدین موجود تھا سلطان نے حضرت کاکی سے کہا۔ "حضرت کچھ اشتہا ہورہی ہے کھانا مرحمت فرمائیں۔"

آپ نے اسی وقت گرما گرم کاک پیش کردیں سلطان نے پوچھا۔ "کیا خالی روٹیاں؟ انہیں کس چیز سے کھاؤں؟

حضرت کاکی نے حمید الدین ناگوری کو اشارہ کیا وہ اُٹھے اور وضو گاہ سے کپڑا اٹھا لائے اور اسے روٹی پر رکھ دیا، غور سے دیکھنے اور کھانے پر پتہ چلا کہ وہ تو لذیذ ترین حلوہ ہے سلطان ان کرامتوں سے بہت متحیر ہوا اور اپنے بھانجے سعد الدین سے مخاطب ہوا "کیوں سعد الدین! تو جو اتنے دنوں سے یہاں حاضری دے رہا ہے تو نے بھی ان سے کچھ حاصل کیا یا یوں ہی وقت ضائع کر رہا ہے۔

سعد الدین نے اپنی گردن جھکا لی اور ایک ہاتھ اپنی بغل میں دے دیا۔ جب سلطان روٹی کھا چکا تو سعد الدین نے بغل سے ہاتھ اپنے ماموں التمش کی طرف بڑھا دیا، اس میں تازہ ترین پان کا بیڑا تھا سلطان پان کھا کر بہت خوش ہوا اور حضرت بختیار کاکی سے درخواست کی کہ ہمارے سپاہی بھی بھوکے ہیں اسی طرح انہیں بھی نوازا جائے"۔

حضرت بختیار کاکی نے اسی طرح پورے لشکر کی دعوت کی اور سعدالدین نے اسی طرح سب کو پان پیش کردیے اور وہیں سے سعدالدین تنبولی کے نام سے مشہور ہوئے۔

گھر میں سوائے روٹیوں کے ہر شے کی تنگی تھی حضرت بختیار کاکی کا آٹھ دس سالہ بیٹا اس تنگی ترشی سے پریشان تھا اپنے ایک پڑوسی سے اس کا اظہار کردیا اس مخلص عقیدت مند نے بہت سارا سامان خرید کر آپ کی خدمت میں پیش کردیا اور لجاجت سے کہنے لگا۔ "اس غلام کو آپ کی پریشانی کا ذرا علم نہ تھا ورنہ حضرت کو اتنی پریشانی نہ اٹھانی پڑتی"۔

آپؒ نے یہ سامان اسی وقت واپس کردیا اور انتہائی کرب میں فرمایا۔ "خدایا! تو اس شخص کی گردن توڑ دے جس نے ہمارے گھر کا راز فاش کردیا"۔

شام کو خبر آئی کہ حضرت کاکی کے صاحبزادے چھت سے گر کر ہلاک ہوگئے یہ صاحبزادے سر کے بل گرے تھے جس سے ان کا منکا ڈھل گیا تھا اور گردن ٹوٹ گئی تھی.... آپ نے اس خبر پر یہ تبصرہ کیا۔ اچھا تو وہ یہ تھا لیکن بخدا مجھے اگر پہلے سے ہی حقیقت کا صحیح علم ہوتا تو شاید میں ایسی بات زبان سے نہ نکالتا لیکن

marfat.com

اب تو جو ہونا تھا ہو چکا"۔

آپ کو سماع کا بے حد شوق تھا۔ خدا معلوم، شیخ الاسلام کے اشارے پر یا خود ہی قاضی صادق اور مفتی عماد نے آپ کو منع کیا کہ "موسیقی شرعاً ناجائز ہے آپ سماع سے پرہیز کریں"۔

آپ نے جواب دیا۔ "ہمارے دو معزز مہمان زکریا ملتان اور جلال الدین تبریزی دہلی آئے ہوئے ہیں ہم نے ان کے لیے محفل سماع کا انتظام کیا ہے تم دونوں بھی آجانا ہم وہیں تمہیں شیخ الاسلام سے سماع سننے کا اجازت دلوادیں گے"۔

قاضی اور مفتی جز بز ہوئے اور انہوں نے سختی سے کہا۔ "ہم اپنے سپاہیوں کی ایک بڑی تعداد متعین کردیں گے اور دیکھیں گے آپ کس طرح سماع منعقد کرتے ہیں اور لوگ اس میں کس طرح داخل ہوتے ہیں"۔

آپ کے منہ سے بے اختیار نکل گیا۔ "معلوم ہوتا ہے کہ تم دونوں کو بہت جلد زیر زمین چلا جانا ہے"۔

حمید الدین ناگوری نے منہ پر ہاتھ رکھ دیا لیکن آپ کو جو کچھ کہنا تھا کہہ چکے تھے۔

قاضی اور مفتی اپنے اختیارات کام میں لائے اور مشرقی اور جنوبی دروازے پر پہرے دار سپاہی کھڑے کردیے اور انہیں یہ حکم دیا کہ بلالحاظ مرتبہ و منصب کسی کو بھی محفل سماع میں نہ جانے دیا جائے۔

لیکن اسی عالم میں حضرت بہاالدین زکریا ملتانی مشرقی دروازے سے اور حضرت جلال الدین تبریزی جنوبی دروازے سے محفل سماع میں داخل ہوگئے ان کے پیچھے اور بہت سے لوگ بھی اندر آگئے اور پہرے دار سپاہی اندھوں کی طرح پہرا ہی دیتے رہ گئے۔ جب قاضی اور مفتی کو اس بات کا علم ہوا تو دونوں دل میں بے حد شرمندہ ہوئے اور دونوں خود بھی محفل سماع میں پہنچ گئے اور سماع سے ان پر ایسی وجدانی کیفیت طاری ہوئی کہ بے حال ہوگئے۔ اسی شب رسول مقبول نے انہیں مطلع کیا کہ انہیں بختیار کی محفل سماع میں شرکت کرنی چاہیئے۔

دونوں نادم و شرمسار جب محفل سے نکلے تو سلطان نے انہیں برخاست کردیا اور اس کا ان کے دلوں پر ایسا اثر ہوا کہ اس صدمے اور خجالت نے ان دونوں کی جان لے لی۔

حضرت خواجہ چشتی کو وصال فرمائے دو سال گزر چکے تھے بختیار کاکی اداس اداس رہتے تھے اسی عالم میں عید آگئی نماز ادا کرکے واپس ہوئے تو ایک جگہ رک کر کچھ سونگھنے لگے کسی نے پوچھا "یا حضرت! کیا سونگھ رہے ہیں؟"

آپ نے فرمایا۔ "ہمیں یہاں کے زمین سے بوئے عشق محسوس ہو رہی ہے، پھر اس زمین کے مالک کو طلب کیا اور اس سے یہ زمین خریدلی اور مریدوں سے فرمایا کہ ہمیں یہیں دفن کیا جائے۔

محفل سماع گرم تھی قوال پر بھی وجدان کی کیفیت طاری تھی اس نے لہرا کر یہ شعر ادا کیا:

کشتگان خنجر تسلیم را
ہر زماں از غیب جانے دیگر است

حضرت بختیار کاکی کی حالت غیر ہوگئی آپ بے ہوش ہوگئے شعر کی تکرار ہوتی رہی اور آپ کا حال متغیر ہوتا رہا پھر تین دن تک یہی کیفیت رہی، جب آخری بار ہوش میں آئے تو اس وقت آپ کا سر حمید الدین ناگوری کے زانو پر تھا اور پیر بدرالدین غزنوی کے آغوش میں۔ آپ نے خرچہ خلافت اپنے غیر حاضر مرید حضرت بابا فریدالدین گنج شکر کو پہنچانے کا حکم دیا اور وصال فرما گئے۔ چاروں طرف کہرام برپا ہوگیا۔

جب آپ کا جسد مبارک نماز کے لیے سامنے رکھا گیا تو خواجہ ابوسعید نامی ایک محرم راز نے باآواز بلند یہ اعلان کیا کہ حضرت بختیار کاکی نے یہ وصیت فرمائی ہے کہ ان کے جنازے کی امامت وہ شخص کرے گا جس نے تمام عمر حرام نہ کیا ہو اور عصر کی سنت اور تکبیر اولی کو کبھی ترک نہ کیا ہو۔

یہ ایک ایسا اعلان تھا جس نے سب کو گونگا کردیا بڑے بڑے بزرگ اور شیوخ موجود تھے لیکن ان میں ایک بھی ایسا نہ تھا جو حضرت بختیار کاکی کی شرط وصیت پر پورا اترتا ہو پھر ایک شخص مجمع سے علیحدہ ہوگیا اور آہستہ آہستہ بوجھل قدموں سے چل کر جنازے کے سامنے کھڑا ہوگیا اس نے رک رک کے لہجے اور رسوا ہو جانے کے احساس سے اپنی زبان کھولی۔

"لوگو! ہمیں بے حد دکھ اور افسوس ہے کہ جس راز کو ہم پوشیدہ رکھنا چاہتے تھے حضرت بختیار نہیں چاہتے کہ وہ پوشیدہ رہے ہم ان کی وصیت اور حکم کی تعمیل میں اعلان کرنے پر مجبور ہوگئے ہیں"۔

یہ آواز شہنشاہ ہند شمس الدین التمش کی تھی جس کے لیے بعد میں پتہ چلا کہ حضرت بختیار کے خلفا میں اس کا نام بھی شامل ہے۔

دہلی کی جامع مسجد سے تقریباً گیارہ میل دور قصبہ مہرولی میں حضرت بختیار آرام فرما رہے ہیں اور ان کی وجہ سے لوگ اس جگہ کو قطب صاحب کہتے ہیں۔ 582ھ میں پیدا ہونے والے اس ماوراالنہری قطب نے جب 634ھ میں دہلی میں وصال فرمایا تو اس وقت آپ کی عمر باون سال کی تھی اور اس مختصر سی مدت میں آپ نے وہ بلند مرتبہ حاصل کرلیا تھا جو ان کے ہمعصر لمبی لمبی عمریں گزار کر بھی نہ حاصل کرسکے۔

بدرالدین غزنوی جن کی آغوش میں آخری لمحات میں آپ کے پیر تھے لوگوں کو بتایا کہ وصال سے ذرا پہلے مجھ پر غنودگی سے طاری ہوئی اسی عالم میں دیکھا کہ حضرت بختیار اپنے حجرے سے نکل کر متبسم آسمان کی طرف محو پرواز ہیں جب ہم دونوں کی نظریں ملیں تو انہوں نے فرمایا "بدرالدین! اللہ کے دوستوں کو موت نہیں آتی وہ جہاں چاہتے ہیں چلے جاتے ہیں"۔ پھر جب میری آنکھ کھلی تو حضرت بختیار کاکی وصال فرما چکے تھے۔

ooooo

marfat.com

محبوبِ سبحانی، قطبِ ربّانی، غوثِ صمدانی، مطلع انوار ربانی، شہباز لامکانی،
شیخ المشائخ، قبلہ عالم زرین زر بخت سُلطان اولیاء،

الحاج خواجہ صوفی نواب دین موہڑوی قدس سرہٗ

محمد صادق قصوری صاحب کی کتاب "تذکرہ نقشبندیہ خیریہ" میں قبلۂ عالم صوفی نواب الدینؒ کی سوانح حیات کو اختصار کر کے یہ مضمون تیار کیا گیا ہے۔

حضرت خواجہ صوفی محمد نواب الدین کی ولادت باسعادت 28 صفر المظفر 1319ھ بمطابق یکم فروری 1901ء بروز جمعتہ المبارک موضع کھمباہ، ریاست جموں و کشمیر میں ہوئی۔ والد گرامی کا اسم مبارک بابا احمد دین تھا۔ آپ کی ولادت کے وقت بابا احمد دین سیر کرنے کے لیے جنگل گئے تھے۔

واپسی پر راستے میں اس علاقہ کے ایک مشہور مجذوب بزرگ نے بابا احمد دین کو مبارک باد دی اور فرمایا کہ "اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک سعید و صالح فرزندِ ارجمند عطا فرمایا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے مقبول بندوں میں سے ہو گا اور ایک جہان کو نور ایمان سے منور کرے گا"۔ بچپن میں یہ حالت تھی کہ گھنٹوں آسمان کی طرف دیکھتے رہتے اور کبھی تفکرات میں ایسے کھو جاتے کہ ماحول کی کچھ خبر نہ رہتی۔ چھ سال کی عمر میں آپ کی ملاقات ابدالِ زمانہ حضرت سید ولایت شاہ رحمتہ اللہ علیہ سے ہوئی جنھوں نے آپ کی باطنی تربیت فرمائی اور اس طرح بچپن ہی میں آپ سے آثارِ ولایت رونما ہونا شروع ہو گئے تھے۔

بالائے سرش ز ہوش مندی
می تافت ستارۂ بلندی

آپ کی ولادت مبارک کے کچھ عرصہ بعد آپ کے والد ماجد بابا احمد دین نے موضع کھمباہ ریاست جموں و کشمیر سے نقل مکانی کر کے قصبہ موہڑی شریف تحصیل کھاریاں ضلع گجرات (پنجاب) میں سکونت اختیار کر لی۔ اور پھر یہیں کے ہی ہو کر رہ گئے۔ اور پھر آپ کے وجودِ مسعود سے موہڑی شریف کو جو شہرت و عزت ملی وہ اظہر من الشمس ہے۔

29 سال کی عمر مبارک میں آپ نے آفتابِ ولایت غوثِ زماں قطبِ دوراں حضرت حافظ محمد عبدالکریمؒ (راولپنڈی) کی خدمت بابرکت میں حاضر ہو کر شرفِ بیعت حاصل کیا۔ یہ 15 اپریل 1929ء کا واقعہ ہے۔ حلقہ ارادت میں آتے ہی آپ کی قلبی کیفیت بدل گئی۔ چونکہ طالبِ صادق تھے، اس لیے مرشدِ کامل کی برقی توجہ نے آپ کا کام بہت جلد بنا دیا۔ ایک ہی بار ہوئیں وجۂ گرفتاریٔ دل التفات ان کی نظروں نے دوبارہ نہ کیا آپ حضرت حافظ محمد عبدالکریم کے گروہِ خاصاں میں شامل ہو گئے اور جلوت و خلوت میں 9 ماہ تک حاضر خدمت رہ کر منازل سلوک طے کیں۔ 7 مارچ 1931ء کو مرشد کامل نے آپ کو اجازت و خلافت سے نواز کر خلقِ خدا کی روحانی رہنمائی کا حکم دیا تو آپ نے دست بستہ عرض کیا کہ "حضور! بندہ اس مقصد (خلافت و اجازت) کے حصول کے لیے قدموں میں نہیں آیا تھا۔ مجھے آپ کی غلامی میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا ہی کافی ہے"۔ صدق و اخلاص سے لبریز اور عقیدت و محبت سے بھرپور ان الفاظ نے جامِ محبت کو چھلکا دیا اور حضرت حافظ صاحب جوش میں آ گئے۔ تین بار دستِ اقدس زمین پر مارا اور فرمایا، "بیٹا! تمہاری سعادت اسی میں ہے۔ فقیر حکم کا بندہ ہے، اپنی مرضی نہیں کرتا۔ میں نے آج تک جتنی نفلی عبادت کی ہے، سب تجھے بخشتا ہوں" اور فرمایا کہ تمہارا دوست میرا دوست اور تمہارا دشمن میرا دشمن ہے اور جہاں تم ہو گے وہاں میں ہوں گا، تمہاری اور میری توجہ میں کوئی فرق نہ ہوگا" حضرت قبلہ حافظ صاحب کے ان مشفقانہ اور پیار بھرے الفاظ اور الطاف و اکرام نے آپ کے قلب کو روحانیت اور نورِ ولایت کی عظیم دولت سے منور کر دیا۔

آنکھوں ہی آنکھوں میں اشارے ہو گئے
تم ہمارے اور ہم تمہارے ہو گئے

قیامِ راولپنڈی کے دوران ایک واقعہ ظہور پذیر ہوا کہ عیدگاہ شریف کے قریب گندگی اور کوڑا کرکٹ کے بہت بڑے ڈھیر تھے۔ کسی شخص نے بلدیہ راولپنڈی کو رپورٹ

marfat.com

marfat.com

کی کہ عیدگاہ کے قریب گندگی اور کوڑا کرکٹ دس پندرہ ٹرالی کے قریب پڑا ہوا ہے جس سے بیماریاں پھیلنے کا اندیشہ ہے بلدیہ کے افسران نے اگلے دن موقعہ دیکھنا تھا کہ رات کو حضرت حافظ محمد عبدالکریم رحمتہ للہ علیہ کو اس بات کا علم ہوگیا۔ آپ نے حاضر خدمت دوستوں سے فرمایا کہ "تم میں سے کوئی ایسا بندہ ہے جو راتوں رات ہی تمام گندگی اٹھا کر باہر پھینک دے"۔ تمام دوست خاموش رہے۔ آپ (خواجہ نواب دین) نے موقع کو غنیمت جان کر دست بستہ عرض کی کہ "حضور! مجھے ہی بندہ بنالیا جائے" اور پھر ایک دوست کو ساتھ لے کر کہا کہ تم گندگی، کوڑا کرکٹ ٹوکری میں ڈال کر میرے سر پر رکھواتے جاؤ اور میں باہر جا کر پھینکتا جاؤں گا"۔

آپ نے راتوں رات تمام گندگی اٹھا کر باہر پھینک دی اور جگہ بالکل صاف کر دی۔ صبح بلدیہ کے افسران نے معائنہ کیا تو جگہ بالکل صاف تھی۔ یہ دیکھ کر حضرت حافظ صاحب کا دریائے جودوکرم جوش میں آگیا اور گھر سے نہانے کے لیے لسّی اور صابن لا کر دیا اور فرمایا کہ "اچھی طرح نہالو"۔ آپ (حضرت خواجہ نواب الدین) فرمایا کرتے تھے کہ جب میں غسل کر کے فارغ ہوا تو تعمیل حکم شیخ اور نگاہِ کریمی کے انوارات کچھ ایسے تھے کہ اسی وقت میرے جسم سے عطر، عنبر وحنا کی بھینی بھینی خوشبو آنے لگی اور مجھے جسم کا ہر حصہ گوشت و پوست عطر و گلاب سے معطر محسوس ہونے لگا۔

آپ کا ہر قول، ہر فعل
سنتِ نبوی ﷺ کا آئینہ دار تھا

اجازت و خلافت کے بعد آپ نے برصغیر پاک وہند کا تبلیغی اور روحانی سفر شروع کر دیا۔ ہزاروں کی تعداد میں لوگ آپ کے حلقہ میں داخل ہونا شروع ہو گئے جو بھی آپ کی پاک مجلس میں آتا، اٹھنے کا نام نہ لیتا کیونکہ بقول حکیم الامت رحمتہ اللہ علیہ:

ہجوم کیوں ہے زیادہ شراب خانے میں
فقط یہ بات کہ پیر مغاں ہے خلیق

پاکستان کے طول و عرض اور اطراف و اکناف میں آپ کی روحانیت کے ڈنکے بجے اور لوگ جوق در جوق آپ کے دامنِ عقیدت سے وابستہ ہونے لگے۔ ہر وقت مریدوں کا ہجوم رہنے لگا۔ جو شخص بھی آپ کی زیارت سے مشرف ہوتا وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اسیر ہو جاتا کیونکہ آپ کی زیارت سے تجلیاتِ الٰہیہ کا ظہور ہوتا تھا جن کا اظہار ان اشعار سے ہوتا ہے۔

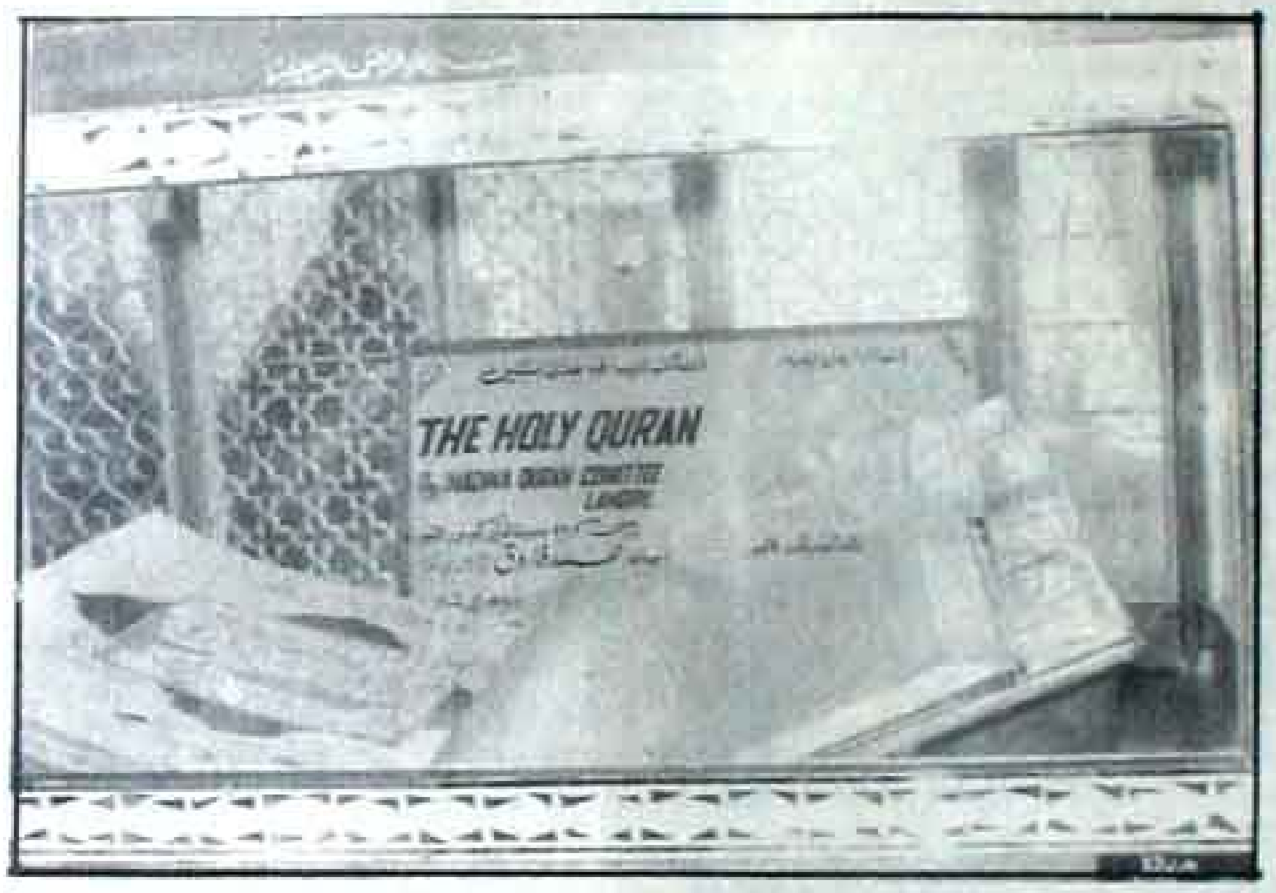

رحم فرما از طفیلِ ہادیٔ دین متیں
صاحب نور بصیرت خواجہ نواب دیں
جن کا سینہ دولتِ توحید کا گنجینہ ہے
قلب صافی جن کا، حسن طور کا آئینہ ہے
جن کی پیشانی کتاب اللہ کی تفسیر ہے
جن کے آئین خودی میں گرمیٔ شبیر ہے

طالبوں کی تربیت کرنے میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو بڑی شفقت اور مہربانی عنایت فرمائی تھی۔ کند ذہن اور بے ہمت لوگ بھی آپ کی خصوصی توجہ سے معرفت کی بلندیوں پر پہنچ جاتے تھے اور ہر ایک دوست کی ہدایت میں یوں محنت فرماتے کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے، دوستوں کی بڑی قدر کرتے اور انہیں اپنی اولاد اور جان کی طرح عزیز جانتے تھے۔

1375ھ/1956ء میں آپ بذریعہ ٹرانسپورٹ فریضۂ حج کی ادائیگی کے لیے تشریف لے گئے۔ جب قافلہ لاہور پہنچا تو آپ حضرت داتا گنج بخش قدس سرہ کے مزار پُرانوار پر حاضر ہوئے۔ پھر جب قافلہ بصرہ پہنچا تو آپ نے زبیر نامی گاؤں میں پہنچ کر اصحاب رسولؐ، حضرت زبیرؓ، حضرت طلحہؓ، حضرت انس بن مالکؓ، کے مزارات پر حاضری دے کر فیوض و برکات کے خزانے لوٹے۔ حضرت حسن بصریؒ کے مزار اقدس پر بھی حاضر ہوئے۔ بصرہ سے روانہ ہو کر کویت، مدینۃ القریہ، ماقلہ، روماہ اور مرات ہوتے ہوئے سہل پہنچے۔ جہاں پر تمام قافلہ نے احرام باندھا۔ اس یک رنگی سے آپ کے دل پر عجب رقت طاری ہوئی۔ جس طرف نگاہ اٹھتی یہی معلوم ہوتا تھا کہ گویا آج آسمان و زمین والوں نے احرام باندھا ہوا ہے۔ دوسری صبح روانگی ہوئی تو جوں جوں مکہ معظمہ قریب آتا تھا۔ طبیعت میں رقت بڑھتی جاتی تھی۔ بیت اللہ شریف پر نظر پڑتے ہی لطائف اپنے اپنے مقام پر جگمگ جگمگ کرنے لگے۔ آپ نے ہر ایک لطیفۂ نور کا علیحدہ علیحدہ مشاہدہ کیا۔ مناسکِ حج کے دوران جب آپ میدان عرفات میں پہنچے تو نماز ظہر کے بعد نماز تسبیح میں مشغول ہو گئے۔ جب بدن مبارک میں تھکاوٹ محسوس ہوئی تو استراحت کے لیے لیٹ گئے۔ خواب میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم معہ انبیاء و اولیاء کرام جبلِ رحمت پر جلوہ افروز ہیں۔ اور فرما رہے ہیں کہ:

"نواب الدین! آپ کو غوثیت اور قطبیت مبارک ہو۔ اس سال تمہارا اور دوسرے سب حاجیوں کا حج قبول ہے"۔

marfat.com

مکہ مکرمہ سے روانہ ہو کر مدینہ شریف پہنچے تو گنبدِ خضریٰ پر نظر پڑتے ہی آنکھوں سے اشک جاری ہو گئے اور حضرت حکیم الامت قدس سرہ کی زبان میں بے ساختہ پکار اٹھے:

مراں از در کہ مشتاق حضوریم
ازاں در دے کہ وادی ناصبوریم

میرے آقا! میں آپ کی دید کا مشتاق ہوں- مجھے اپنے در سے دور نہ کیجیے- کیونکہ آپ نے جو درد دیا ہے اس کی سرشت ناصبوری ہے-

بہ فرما ہر چہ خواہی بجز صبر
کہ ما از وی دو صد سنگ دوریم

آپ ہر حکم دیں، بجز صبر کہ اس کی تلقین عاشقِ جنوں پیشہ کے لیے پہاڑ سے کم نہیں ہے-

جب روضہ اطہر کے قریب پہنچے تو آپ کی حالت دیدنی تھی- زبان سے درود وسلام کے نذرانے پیش کیے جا رہے تھے- دل و دماغ پر ایک عجیب کیفیت طاری تھی- آنکھوں سے اشکوں کا سیل رواں جاری تھا-

اور آنسو کیوں نہ بہتے کہ:
"بہتے ہوئے آنسو ہی میری تسلی وتشفی کا ذریعہ ہیں"-

دیوانوں کی طرح مجمع کو چیرتے پھاڑتے روضے کے قریب پہنچے اور رک گئے آگے بڑھنے کی جرأت نہ ہوئی- شوق اور ادب میں ایک کشمکش جاری تھی اور آپ دونوں کی آماجگاہ بنے ہوئے تھے، کبھی ادھر جاتے اور کبھی اُدھر- زائرین کے دھکوں کا بھی مزہ لوٹتے رہے اور روحانی دھکوں کا بھی لطف لیتے رہے- روئے، چیخے، تڑپے، اشکِ ندامت سے تر کر کے صلوۃ و سلام کی ڈالی پیش کی- کیا بتایا جائے کہ ان پر کیا کیفیت طاری تھی؟ اس سے بڑھ کر کوئی سعادت نہیں اس بے خودی کے عالم میں کس کس طرف گئے، یاد نہیں- کیا دعائیں کیں یہ بھی یاد نہیں- یہ ایک کیف تھا جس نے انہیں سب کچھ بھلا دیا تھا-

کچھ ہوش نہیں کہ ہوں میں کس عالم میں
ساقی نے یہ کیا پلا دیا ہے مجھ کو!

جب وصل و دیدار کے ایام پورے ہوئے تو آہوں اور سسکیوں کے ساتھ یہ قافلہ بروز ہفتہ 4 اگست 1956ء کو واپس روانہ ہوا- راستے میں آپ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ، حضرت ایوب علیہ السلام، حضرت امام مسلم بن عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت یونس علیہ السلام، حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کے مزاراتِ مقدسہ کی بھی زیارت کی- پھر آپ نے جمعتہ المبارک کی نماز سے پہلے حضرت غوث الاعظم رحمتہ اللہ علیہ کے مزار پاک کی زیارت کی- نماز جمعہ کے بعد کاظمین شریف تشریف لے گئے اور حضرت امام موسیٰ کاظم، حضرت امام تقی، حضرت امام ابو یوسف، حضرت جنید بغدادی، حضرت سری سقطی، حضرت یوشع، حضرت معروف کرخی اور حضرت امام غزالی کے مزارات کی زیارات بھی کیں- پھر یہ قافلہ 29 اگست کو ایران پہنچا جہاں بہت سے لوگ آپ کے حلقہ میں داخل ہو کر تائب ہوئے اور پھر یہ قافلہ شاداں و فرحاں دربار عالیہ موہری شریف پہنچ گیا-

آپ کی تمام زندگی عبادت و ریاضت، زہد و تقویٰ اور عشق و محبت سے عبارت ہے- پنج گانہ نماز باجماعت کے علاوہ اشراق، چاشت، اوابین اور صلوۃ التسبیح سے بھی خاص رغبت تھی- حزب البحر، ختم خواجگان، صبح و شام مراقبہ اور قرآن خوانی آپ کے عزیز ترین مشاغل تھے- رمضان المبارک میں پورے ماہ کا جامع مسجد میں اعتکاف کرنا آپ کا معمول تھا- گویا آپ کا ہر قول ہر فعل سنت نبویؐ کا آئینہ دار تھا- عشقِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کا سرمایۂ حیات تھا اور راتوں کو درد ہجر میں تڑپ تڑپ کر فریاد کرنا ان کا وظیفۂ زندگی-

فانی کو یا جنوں ہے یا تیری آرزو ہے
کل نام لے کر تیرا دیوانہ وار رویا

آپ کی وفات حسرت آیات 12 ربیع الاول 1385ھ/12 جولائی 1965ء بروز پیروار بروز سعید عید میلاد نبی صلی اللہ علیہ وسلم دن کے وقت کلمہ طیبہ کا ورد کرتے ہوئے ہوئی- موہری شریف میں آخری آرام گاہ بنی، مزار مقدس مرجع خاص وعام ہے-

آپ کی وفات پر بہت سے شعراء حضرات نے قطعات تاریخ لکھے-

آپ کے صاحبزادے حضرت خواجہ محمد معصوم صاحب مدظلہ العالیٰ قبلہ آپ کے سجادہ نشین ہیں جو آسمانِ شریعت کے آفتاب و ماہتاب ہیں-

ارشادات قدسیہ:-

(1) سب سے بڑی کرامت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی ہے-

(2) اپنی قدر کرو، خدا تعالیٰ تمہاری قدر کرے گا- قدر سے مراد یہ ہے کہ معمولی سے معمولی گناہوں پر اپنے آپ کو نہ بیچ دیا جائے-

(3) کرامت کی خواہش نہ کرو بلکہ خود کار آمد بنو-

(4) استقامت حاصل کرو، تمہارا ہر کام کرامت بن جائے گا-

(5) مجلس میں صفائی، پاکیزگی اور طہارت کو مدنظر رکھیں تاکہ حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح توجہ مبارک سے فیض یاب ہوں-

(6) دنیا میں جس کا کسی ولی کامل سے تعلق نہیں ہے، اس کو اطمینانِ قلب حاصل نہیں ہو سکتا-

(7) یاد خدا سے کبھی غافل نہ ہو-

(8) نفسِ امارہ کی مخالفت پر ڈٹے رہو-

(9) تاجدارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر ہمیشہ قائم رہو-

(10) اگر جلد ہی منازل تصوف طے کرنا چاہتے ہو تو مخلصین کے دل میں ڈیرے ڈال دو-

marfat.com

خصوصی رپورٹ
حضرت صوفی محمد اسلام خان لودھی
خلیفہ مجاز دربارِ عالیہ موہری شریف (کراچی)

۱۳ رواں سالانہ

عرسِ پاک

سلطان العارفین، المخدوم السید علی ہجویری حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ
و
امامِ ربانی حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ

زیرِ صدارت: حضور خواجۂ خواجگان امیر شریعت شہبازِ طریقت عالمی مبلغ اسلام الحاج حضرت خواجہ محمد معصوم صاحب مدظلہ العالی

حضور خواجۂ خواجگان امیر شریعت شہباز طریقت عالمی مبلغ اسلام الحاج حضرت خواجہ محمد معصوم صاحب مدظلہ العالی سجادہ نشین دربار عالیہ موہری شریف تحصیل کھاریاں کی زیرِ صدارت و سرپرستی

ماشاءاللہ ۹ رستمبر بروز اتوار بعد نماز عشاء بمقام آستانہ معصومیہ ڈیرہ اللہ ہو والا چوک نقشبندیہ سلطان پورہ لاہور، زیرِ اہتمام محترم حضرت صوفی اللہ دتہ بٹ خلیفہ مجاز دربارِ عالیہ (موہری شریف) لاہور، سالانہ عرس پاک سلطان العارفین زبدۃ السالکین، حجۃ الکاملین، سندۃ الواصلین، المخدوم السید علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ المعروف حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ لاہور اور امام ربانی قندیلِ نورانی شہباز لامکانی، خزینۃ الرحمۃ حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ گذشتہ بارہ برسوں کی طرح امسال بھی نہایت شان و شوکت سے منایا گیا۔ جس میں ملک کے نامور علماء اکرام، مشائخ عظام، قراء حضرات و نعت خواں حضرات نے شرکت فرمائی۔

دربار عالیہ موہری شریف کے خدام ماشاءاللہ ملک کے ہر گوشے سے ذوق شوق سے اپنے اپنے علاقے کے خلفاء عظام کی معیت میں ذکر الٰہی کرتے ہوئے سلطان پورہ لاہور پہنچے کراچی سے (راقم الحروف) صوفی محمد اسلام لودھی خلیفہ مجاز دربار عالیہ موہری شریف کراچی کی قیادت میں احباب جن میں محمد ہاشم صاحب گھانچی، محمد اسلم صاحب، معین احمد صدیقی، حافظ محمد اسد شامل تھے، ۹ رستمبر بروز اتوار شام ۴ بجے بذریعہ تیز گام لاہور پہنچے سلطان پورہ لاہور ماشاءاللہ خوب سجایا ہوا تھا۔ ہر قسم کا انتظام و انصرام تھا۔ دوستوں کے قافلے ذکر الٰہی کرتے ہوئے پنڈال میں جمع ہو رہے تھے۔ محترم حضرت صوفی اللہ دتہ بٹ صاحب ہر قافلے کا نہایت جوش و خروش سے استقبال فرما رہے تھے۔ ٹھیک ساڑھے نو بجے رات خواجہ سرکار مدظلہ العالی کی آمد ہوئی۔ ہزاروں دوستوں نے ذکر الٰہی سے سرکار مدظلہ العالی کا استقبال کیا۔ سرکار اسٹیج پر جلوہ گر ہوئے۔ تو ذکرِ الٰہی سے فضا گونج اٹھی۔ حضور خواجہ سرکار مدظلہ العالی کے برابر مخدوم المقام حضرت صاحبزادہ محمد حفیظ الرحمٰن صاحب جلوہ گر تھے۔

عرس پاک کی کارروائی باقاعدہ شروع کی گئی۔ ختم خواجگان سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ نوابیہ، معصومیہ، شجرۂ طیبہ قاری نذیر احمد صاحب لاہوری نے پڑھا۔ تلاوت کلام پاک محترم قاری عبدالمجید اجمال صاحب و قاری ضیاء الدین صاحب نے فرمائی۔ نعت پاک کا نذرانہ بارگاہِ بحضور سرورِ کائنات حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم، محترم صوفی حشمت علی لاہوری، راشد محمود صاحب نے پیش کیا۔ اس کے بعد علماء اکرام نے انتہائی قلیل وقت میں نہایت مدلل اور مفصل طور پر حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ اور بارگاہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی حیات طیبہ پر روشنی ڈالی اور شانِ ولایت بیان فرما کر مخلوق خدا کے ایمان کو تازہ کر دیا۔

حضرت علامہ مولانا محمد مقصود صاحب مدظلہ العالی خطیب اعظم دربار حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے اور حضور خواجہ سرکار مدظلہ العالی کی خدمت میں حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ کے عرس پاک کی تقریب سعید میں شرکت اور صدارت فرمانے کی دعوت دی۔ جس کو آپ نے شرف قبولیت بخشتے ہوئے محترم حضرت علامہ محمد مقصود صاحب خطیب اعظم دربار حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ کو خطابت کی دعوت دی۔ لہذا خطیب اعظم دربار حضور داتا گنج بخش نے مختصر خطاب فرمایا اور اجازت لے کر واپس تشریف لے آئے۔ چند لمحے بعد محترم المقام جناب پیر مختار احمد جان سرہندی صاحب مدظلہ العالی رونق افروز ہوئے تو حضور خواجہ سرکار نے پیر سرہندی صاحب کا تعارف کرایا اور انہیں خطاب کا موقع عطا فرمایا لہذا پیر

marfat.com

عرس پاک حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ و حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ
بمقام ڈیرہ اللہ ھو چوک نقشبندیہ
سلطان پورہ لاھور کی تصویری جھلکیاں

سرہندی صاحب نے اپنے مخصوص جذباتی انداز میں حضرت مجدد پاک رحمۃ اللہ علیہ اور حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں نذرانۂ عقیدت پیش کیا۔

بعدہٗ جناب محترم علامہ مولانا حضرت حمزہ علی صاحب قادری مدظلہ العالی، محترم خطیبِ اہلسنت جناب سعید احمد طاہر صاحب، محترم جناب محمد افضل صاحب شیر پنجاب، خطیبِ پاکستان جناب محمد عارف صاحب نوری مدظلہ العالی نے خطابات فرمائے۔ عرس پاک کی کارروائی مکمل ہونے پر محترم المقام حضرت صاحبزادہ محمد حفیظ الرحمٰن مدظلہ العالی نے اعلان فرمایا کہ حضور خواجہ خواجگان مدظلہ العالی منگل ۱۰ ستمبر کو صبح ۸ بجے لاہور سے بذریعہ ہوائی جہاز ملتان تشریف لے جائیں گے تاکہ ملتان میں محترم ملک رشید اصغر کھوکھر صاحب کی والدہ ماجدہ کے چالیسویں اور محترم صوفی اللہ بخش کے جواں سال صاحبزادہ کے تقریب قل میں شرکت فرما سکیں۔ بعد میں انشاءاللہ تعالیٰ ۱۰ ستمبر بروز منگل شام ۶ بجے ملتان سے بذریعہ ہوائی جہاز روانہ ہو کر لاہور شام ۷ بجے جلوہ افروز ہوں گے۔ اس اعلان کے بعد حضور خواجہ سرکار مدظلہ العالی نے خصوصی دعا فرمائی اور تمام دوستوں کو بعد لنگر اجازت عام ہوئی۔

۱۰ ستمبر بروز منگل شام ۷ بجے تمام حلقہ احباب لاہور و کراچی، محترم پیر مختار احمد جان سرہندی صاحب، حضرت صوفی اللہ دتہ بٹ صاحب اور راقم الحروف کی قیادت میں ایئرپورٹ لاہور پہنچے۔ حضور خواجہ سرکار مدظلہ العالی ٹھیک سات بجکر چالیس منٹ پر ائیرپورٹ سے باہر تشریف لائے۔ احباب نے ذکر الٰہی سے استقبال کیا۔ اور کاروں کے ذریعے جلوس کی شکل میں حضور خواجہ سرکار فیکٹری خواجہ محمد انور سعید صاحب بند روڈ نزد شیران فیکٹری پہنچے۔ یہاں پر محفل ذکر و ختم خواجگان صلوٰۃ و سلام کے بعد لنگر عام کا اہتمام کیا گیا اور احباب کو اجازت عام دی گئی۔

۱۱ ستمبر بروز منگل حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کا ۹۴۶ واں سالانہ عرسِ پاک آپ خواجہ سرکار مدظلہ العالی کی زیر صدارت داتا دربار لاہور میں انتہائی مذہبی عقیدت و احترام سے منعقد ہوا۔

ماشاءاللہ صبح ۸ بجے سے ہی حلقہ احباب موہری شریف جو ملک کے مختلف علاقوں سے لاہور آئے تھے، اپنے پیر و مرشد کی زیر صدارت عرس پاک حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے فیوض و برکات سے مالا مال ہونے جوق در جوق داتا حضور کے صدر دروازہ پر جمع ہو رہے تھے اور ذکر الٰہی کر رہے تھے۔ حضور خواجہ سرکار ۹ بجے جلوہ گر ہوئے تو تمام احباب نے نہایت پرجوش نعروں سے خواجہ سرکار کا استقبال کیا اور آپ کی معیت میں حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پُرانوار پر چادر

marfat.com

پڑھائی گئی ۔ اور حضور خواجہ سرکار مسندِ صدارت پر جلوہ گر ہوئے ۔ کچھ ہی دیر بعد سجادہ نشین دربارِ عالیہ حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ جناب چن پیر صاحب تشریف لائے جو اس تقریب سعید میں مہمان خصوصی تھے ۔

کارروائی باقاعدہ تلاوتِ کلام پاک سے شروع ہوئی ۔ ملک کے نامور علماء کرام اور نعت خواں حضرات نے حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں اپنے اپنے انداز میں نذرانۂ عقیدت پیش کیے ۔ بعد صلوٰۃ و سلام حضور خواجۂ خواجگان حضرت خواجہ محمد معصوم صاحب مدظلہ العالی نے خصوصی دعا فرمائی اور اجازت عام ہوئی ۔

۱۱ ستمبر ۱۹۹۰ء بروز منگل
بوقت دن کے ایک بجے
بمقام ناصر نصیر پیلس نصیر اسٹریٹ

ملک پارک بلال گنج لاہور میں حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کا عرس مبارک خواجہ سرکار مدظلہ العالی کی زیرِ صدارت و قیادت نہایت ہی تزک و احتشام سے منایا گیا جس میں ملک کے نامور علمائے کرام، مشائخ عظام، قراء حضرات اور نعت خواں حضرات نے شرکت کی ۔ ملک کے ہر علاقے سے حلقۂ معصومی کے خدام لاہور آ کر ان تمام محفلوں میں شریک ہو کر فیوض و برکات سے مالا مال ہوئے ۔ اس کے بعد ختم خواجگان، حلقہ ذکر، شجرہ طیبہ، نعت خوانی علماء کرام کے ایمان افروز بیانات سے مستفیض ہونے کے بعد صلوٰۃ و سلام اور لنگر عام کے بعد اجازت عام ہوئی ۔

۱۱ ستمبر بروز منگل شام ۶ بجے

خواجہ سرکار مدظلہ العالی معہ احباب اپنے ایک مخلص سنگی محمد یونس صاحب کی استدعا پر دعا کے لیے ان کے مکان نمبر اے ۔ ۳۰۱ واقع گلشن راوی سمن آباد موڑ پر تشریف لے گئے ۔ بعد دعائے خیر حضور خواجہ سرکار مدظلہ العالی یہاں سے سیدھے ائیرپورٹ تشریف لے گئے اور ۷ بجے شام بذریعہ ہوائی جہاز اسلام آباد اور یہاں سے کوہ مری واپس رہائش گاہ اکرم لاج کشمیر پوائنٹ رات ۱۰ بجے جلوہ افروز ہوئے ۔

۱۴ ستمبر ۱۹۹۰ء بروز جمعہ

کوہ مری میں یوم حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ حضور خواجہ سرکار مدظلہ العالی کی زیرِ صدارت انتہائی عقیدت و احترام سے منایا گیا ۔ جس میں کوہ مری کے گردونواح سے بے شمار حضرات تشریف لائے اور پاکستان بھر سے حلقہ معصومیہ کے بے شمار سنگی شریک ہوئے ۔

علماء اکرام، نعت خواں حضرات اور عالم اسلام کی نامور شخصیت قاری حضرت خوشی محمد صاحب الازہری بھی تشریف لائے اور تلاوتِ کلام پاک کے بعد حضور خواجہ سرکار مدظلہ العالی کی خصوصی فرمائش پر نعت پاک سنائی ۔

۱۴ ستمبر ۱۹۹۰ء بعد نماز جمعہ

حضور خواجہ خواجگان اعلیٰ حضرت خواجہ محمد معصوم صاحب مدظلہ العالی نے اپنے دست مبارک سے مرکزی جامع مسجد معصومیہ کشمیر پوائنٹ کا سنگ بنیاد رکھا ۔ بے شمار دوستوں اور کوہ مری کے معزز شہریوں نے شرکت فرمائی ۔ راجہ اشفاق سرور صاحب وزیر محنت پنجاب بھی اس تقریب سعید میں موجود تھے ۔ ذکرِ الٰہی کی گونج میں پہلے خواجہ سرکار مدظلہ العالی نے ایک بکرا صدقہ دیا بعدہٗ اپنے دستِ مبارک سے سنگ بنیاد رکھا اور تمام احباب میں مٹھائی تقسیم کی گئی ۔

اس عظیم جامع مسجد کا ماڈل محترم جناب چوہدری وارث صاحب (پنڈی) نے بنوا کر پیش کیا جس کی تمام حاضرین نے زیارت کی یہ تین منزلہ مسجد انشاء اللہ حضور خواجہ سرکار کی اپنی پسند کے مطابق تیار ہو رہی ہے جو کہ بفضل خدا اس علاقے میں اپنی نظیر آپ ہو گی ۔ حضور خواجہ سرکار نے تمام آنے والے دوستوں کے لیے اور بالخصوص جن دوستوں نے مسجد کی تعمیر میں تعاون فرمایا ہے خصوصی دعائیں فرمائیں بعد لنگر تمام احباب کو اجازتِ عام ہوئی ۔

اظہارِ تعزیت

حضرت صوفی محمد اسلام خان لودھی خلیفہ مجاز دربارِ عالیہ موہری شریف کراچی کے بڑے بھائی محترم صوفی انور شیر خان لودھی نمبردار چک نمبر ٹو ایل ۲۸ ر، اوکاڑہ اور ریٹائرڈ ڈپٹی چیف کنٹرولر پاکستان ریلوے ۱۳ ستمبر ۱۹۹۰ء بروز جمعرات بقضائے الٰہی چند روز کی علالت کے بعد رحلت فرما گئے ۔ اِنّا للہ و انّا الیہ راجعون

ادارہ المعصوم کے تمام اراکین اور حلقہ احباب معصومی کراچی کے جملہ احباب حضرتِ لودھی صاحب کے غم میں برابر کے شریک ہیں اور دعاگو ہیں خداوندِ قدوس مرحوم کو جوارِ رحمت میں جگہ عنایت فرمائے آمین ۔

مرحوم حضور خواجہ سرکار مدظلہ العالی کے خادم خاص تھے ۔ ۱۹۶۶ء میں حضرت لودھی صاحب کے توسط سے حضور کے حلقۂ غلامی میں داخل ہوئے ۔ حضور خواجۂ خواجگان امیرِ شریعت، شہبازِ طریقت قیوم زمانی محبوب ربانی الحاج حضرت خواجہ محمد معصوم صاحب مدظلہ العالی سجادہ نشین دربارِ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ نوابیہ معصومیہ ۲۳ ستمبر بروز اتوار مع خدام بہ نفسِ نفیس چک نمبر ۲۸ ر ٹو ایل اوکاڑہ جلوہ افروز ہوئے اور مرحوم کے ایصال ثواب کے لیے محفل پاک منعقد فرمائی اور خصوصی دعائے مغفرت فرمائی کراچی سے حضرت صوفی محمد لودھی مع احباب حضور خواجہ سرکار کے استقبال کے لیے ایک روز پیشتر چک ۲۸ ر ٹو ایل اوکاڑہ پہنچے تھے ۔

(ادارہ)

marfat.com

عرس مبارک

حضور داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ

بمقام داتا دربار لاہور
کی تصویری جھلکیاں

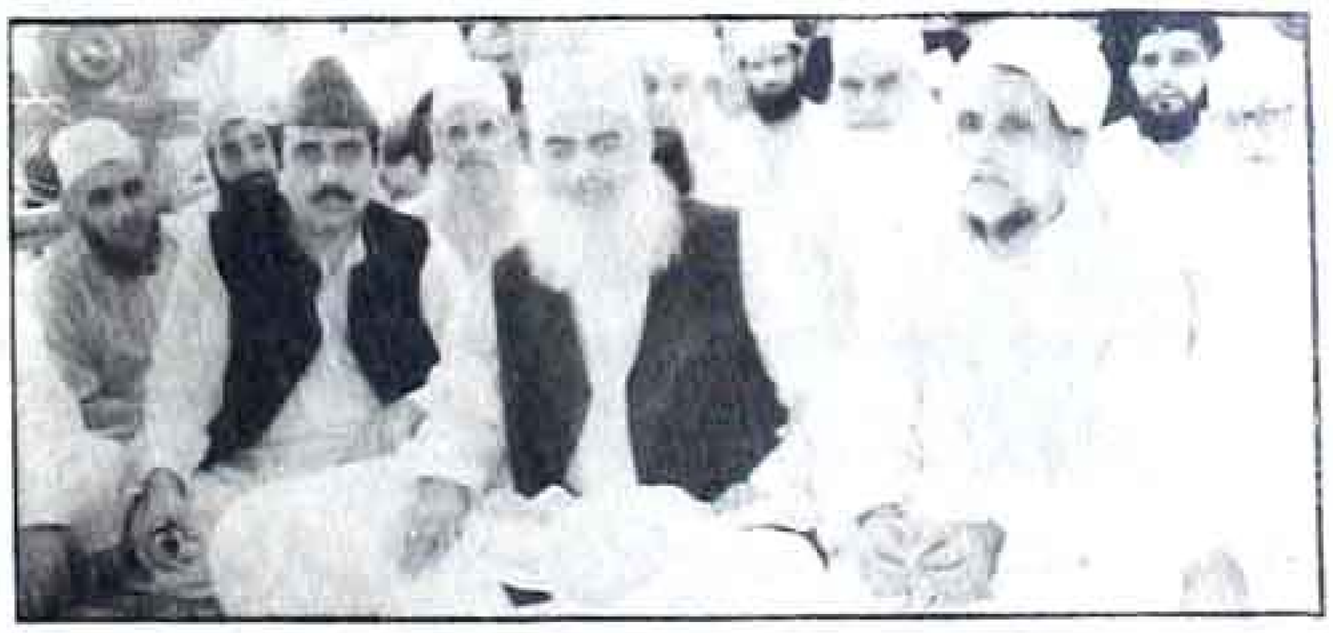

marfat.com

فقیر کی صدا

مرسلہ : سیّد مزمّل احمد شاہ

گر قوم کی خدمت کرتا ہے — احسان تو کس پر دھرتا ہے
کیوں غیرت کا دم بھرتا ہے — کیوں خوف کے مارے مرتا ہے
اِس ہاٹ کا یہ ہی پرتا ہے — کچھ گانٹھ سے دے تب تا ہے
اُٹھ باندھ کمر کیا ڈرتا ہے
پھر دیکھ خدا کیا کرتا ہے

جو عمر یں مفت گنوائے گا — وہ آخر کو پچھتائے گا
کچھ بیٹھے ہاتھ نہ آئے گا — جو ڈھونڈے گا وہ پائے گا
تو کب تک دیر لگائے گا — یہ وقت بھی آخر جائے گا
اُٹھ باندھ کمر کیا ڈرتا ہے
پھر دیکھ خدا کیا کرتا ہے

جو موقع پا کر کھوئے گا — وہ اشکوں سے مُنہ دھوئیگا
جو سوئے گا وہ روئے گا — اور کاٹے گا جو بوئے گا
تو غافل کب تک سوئے گا — جو ہونا ہوگا ہوئے گا
اُٹھ باندھ کمر کیا ڈرتا ہے
پھر دیکھ خدا کیا کرتا ہے

اب دنیا کا وہ رنگ نہیں — وہ طرزِ صلح و جنگ نہیں
اغیار کا تو پاسنگ نہیں — کیا تجھ کو شرم و ننگ نہیں
گو تاج نہیں اورنگ نہیں — پر ملک خدا کا تنگ نہیں
اُٹھ باندھ کمر کیا ڈرتا ہے
پھر دیکھ خدا کیا کرتا ہے

یہ دنیا آخر فانی ہے — اور جان بھی اک دن جانی ہے
پھر تجھ کو کیوں حیرانی ہے — کر ڈال جو دل میں ٹھانی ہے
جب ہمت کی جولانی ہے — تو پتھر بھی پھر پانی ہے
اُٹھ باندھ کمر کیا ڈرتا ہے
پھر دیکھ خدا کیا کرتا ہے

marfat.com

قائدِ ملت لیاقت علی خان

کریم بخش خالد

آزادی کی جدوجہد اور تحریکِ پاکستان میں جن شخصیتوں نے مثبت اور یادگار کردار ادا کیا، ان میں نوابزادہ لیاقت علی خان خاص اہمیت کے حامل ہیں۔ وہ قائداعظم محمد علی جناحؒ کے جانثار ساتھی، سچے محب وطن اور عوام کے محبوب رہنما تھے۔

لیاقت علی خان صاحب پہلی اکتوبر ۱۸۹۵ء کو اپنی آبائی ریاست کرنال (مشرقی پنجاب) میں پیدا ہوئے۔ آپ رکن الدولہ شمشیر جنگ نواب رستم علی خان کے منجھلے

marfat.com

بیٹے تھے۔ گو یہ ایک چھوٹی سی ریاست تھی لیکن دوسرے والیانِ ریاست کی طرح برطانوی ہند میں اُسے بڑی قدر و منزلت حاصل تھی۔ آپ کا خاندان تقریباً ۵ سو سال پیشتر ایران سے ہندوستان آیا تھا اور شاہِ ایران نوشیرواں عادل کی اولاد میں سے ہونے کا داعی تھا۔ اس زمانے کے رواج کے مطابق رئیس و شریف گھرانوں میں ان کے بچوں کو گھر پر ہی تعلیم دی جاتی تھی کیونکہ وہ عام بچوں کی صحبت میں تعلیم دلانا باعثِ فخر نہیں سمجھتے تھے چنانچہ لیاقت علی خان نے ابتدائی تعلیم گھر پر ہی حاصل کی۔ اس کے بعد علی گڑھ سے میٹرک کرنے کے بعد ۱۹۱۵ء میں ایم اے او کالج میں داخلہ لیا ۱۹۱۹ء میں بی اے کی ڈگری نمایاں پوزیشن کے ساتھ حاصل کی۔ کالج میں اچھے مقرر اور ذہین طالب علم ہونے کے ساتھ ساتھ آپ قومی سیاست سے بھی دلچسپی رکھتے تھے۔

۱۹۱۹ء میں اعلیٰ تعلیم کے لیے برطانیہ روانہ ہوئے جہاں آکسفورڈ کے ایکسٹر کالج سے ۱۹۲۱ء میں ایم اے کی ڈگری حاصل کی۔ آپ آکسفورڈ یونیورسٹی میں ہندوستانی طلبا کی انجمن "انڈین مجلس" کے خزانچی منتخب ہوئے۔ ۱۹۲۲ء میں بیرسٹری کی سند حاصل کی۔

سیاسی سرگرمیاں:

۱۹۲۳ء میں جب وطن واپس آئے تو آپ کے سامنے عملی زندگی کی بہت سی راہیں کھلی ہوئی تھیں۔ وہ جدھر رُخ کرتے عزّت و حشمت ان کے جلو میں چلتی اور کامیابی ان کے قدم چومتی۔ وہ چاہتے تو ریاست کی سیاست میں حصّہ لیتے اور والیانِ ریاست کی ہم نشینی حاصل کر لیتے لیکن انھوں نے اپنی سیاسی زندگی کا آغاز اپنے وطن میں تعلیمی، معاشرتی اور سیاسی سرگرمیوں میں حصّہ لینے سے کیا۔ مسلمان عوام کی زوال پذیر حالت انھیں بے چین کرتی رہی۔ چنانچہ جونہی آپ نے محسوس کیا کہ مسلمانانِ ہند کا روشن مستقبل مسلم لیگ سے ہی وابستہ ہے تو آپ نے ۱۹۲۳ء میں کل ہند مسلم لیگ میں شمولیت اختیار کی۔ مسلم لیگ اگرچہ اس وقت شہنشاہِ معظم کے ہمنوا دوستوں اور عافیت پسندوں کی جماعت تھی اور عوامی مسائل سے اس کا کوئی تعلق نہ تھا لیکن لیاقت علی خان نے عوام کے نچلے طبقے میں تعلیم کے رواج، معاشرتی اصلاح اور سماجی خدمت کی ایک نئی روایت قائم کی۔

۱۹۲۶ء میں آپ یو پی کی مجلسِ قانون ساز کے ممبر منتخب ہوئے اور اس حیثیت سے ۱۹۴۰ء تک مسلمانوں کی خدمت کرتے رہے۔ یہاں انھوں نے ڈیموکریٹک پارٹی بنا ڈالی اور پارلیمنٹری سیاست میں رہنمایانہ کردار ادا کیا۔

۱۹۳۱ء میں کانپور کے ہندو مسلم فسادات کی تحقیقاتی کمیٹی کے رکن مقرر ہوئے۔ ۱۹۳۶ء میں آپ کو کل ہند مسلم لیگ کا جنرل سیکرٹری مقرر کیا گیا۔ اکتوبر ۱۹۳۸ء میں قائدِ اعظم کے ہمراہ کراچی تشریف لائے اور سندھ صوبائی مسلم لیگ کے اس تاریخی اجلاس میں شرکت کی جس میں پہلی بار وضاحت سے پاکستان کا مطالبہ کیا گیا تھا۔

مرکزی مجلسِ قانون ساز میں بھی آپ کا موٴثر کردار رہا۔ ۱۹۳۶ء میں آپ کو میر غلام بھیک نیرنگ کے بعد مسلم لیگ پارٹی کا ڈپٹی لیڈر منتخب کیا گیا اور ۱۹۴۳ء میں آپ کو لیڈر چُنا گیا۔ ۱۹۴۵ء میں انتخابات کے سلسلے میں آپ نے سندھ کا دورہ کیا اور اسی سال مسلم لیگ پارلیمنٹری بورڈ کے صدر منتخب ہوئے۔ دسمبر ۱۹۴۵ء میں آپ نے آگرہ مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کے سالانہ اجلاس کی صدارت کی۔

۱۹۴۶ء میں آپ وائسرائے کی ایگزیکٹیو کونسل کے ممبر بنے اور سندھ اسمبلی کے الیکشن کے سلسلے میں سندھ کا دوسرا دورہ کیا۔ ہندوستان کے سیاسی مسئلہ کے تصفیہ کے لیے شملہ میں ۱۹۴۵ء اور ۱۹۴۶ء میں جو کانفرنسیں منعقد ہوئیں ان کے دوران انھیں اپنے جوہر دکھانے کا موقع ملا۔ دسمبر ۱۹۴۶ء میں آپ قائدِ اعظمؒ کے ہمراہ مسلمانانِ ہند کی نمائندگی کرنے کے لیے انگلستان گئے تھے۔

غریبوں کے ہمدرد:

۱۹۴۶ء میں عبوری حکومت کا قیام عمل میں آیا اور وزارتوں کی تقسیم ہوئی تو مالی امور کا قلمدان وزارتِ مسلم لیگ کے سپرد ہوا۔ لیاقت علی خان نے اس ذمّے داری کو قبول کر لیا اور وزارتِ مالیات کے چند مسلمان محبِ وطن افسروں کی مدد اور تعاون سے، کانگریس کی توقع کے خلاف نہایت متوازن بجٹ (۱۹۴۶ء ۱۹۴۷ء) پیش کیا اور ملک کے نامور ماہرین اقتصادیات و مالیات سے خراجِ تحسین وصول کیا۔

مولانا ابوالکلام آزاد نے 'انڈیا ونس فریڈم' (آزادیٔ ہند) میں لکھا ہے کہ پٹیل کو جلد ہی احساس ہو گیا کہ انھوں محکمۂ مالیات مسلم لیگ کے سپرد کر کے غلطی کی ہے۔ اب انھیں مالیات کے محکمہ کی اہمیت کا اندازہ ہوا اور اپنی بے دست پائی کا تجربہ بھی ہوا کیونکہ وہ اور کوئی بھی دوسرا محکمہ وزارتِ مالیات کی منظوری کے بغیر ایک چپراسی تک بھی نہ رکھ سکتے تھے۔

علاوہ ازیں لیاقت علی خاں نے ایسا متوازن بجٹ پیش کیا تھا جس سے ملک کے عوام اور سفید پوش طبقہ بہت خوش ہوا البتہ کانگریس کو سرمایہ فراہم کرنے والے برلا، ٹاٹا اور دوسرے ساہوکار اور سرمایہ دار سخت پریشان ہو گئے کیونکہ وہی ٹیکسوں کی زد میں آرہے تھے۔ اس بجٹ کو آج تک 'غریب آدمی کا بجٹ' کہا جاتا ہے۔

محافظِ پاکستان:

۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو پاکستان کے پہلے وزیرِ اعظم کی حیثیت سے ان کی زندگی کا ایک اہم دور شروع ہوتا ہے وزارتِ عظمیٰ کی ذمّہ داری کے ساتھ وزارتِ امورِ دفاع کی ذمّہ داری بھی ان کے کاندھوں پر تھی اور امورِ خارجہ کا قلمدان تو ایک دوسرے وزیر کو دے دیا لیکن ملک کے دفاع کی ذمّے داری ان کی وفات تک ان ہی پر رہی۔ پاکستان کے ابتدائی چند سال پاکستان کی زندگی کا انتہائی نازک دور تھا۔ پاکستان کے وسائل محدود اور مسائل لامحدود تھے۔ مشکلات بے انتہا اور حل ناکافی، مصائب صبر آزما اور ہمتیں پست۔ آزادی کی حقیقی منزل دور تھی اور حوصلوں نے جواب دیا تھا۔ سیلاب آرہا تھا اور بچاؤ کی کوئی صورت نہ تھی۔ ملک کے نظم و نسق پر قابو نہ تھا اور دشمن کمزوریوں سے فائدہ اٹھانے کی تاک میں تھا لیکن لیاقت علی خان مایوس نہیں تھے۔ انھوں نے ملکی استحکام اور قومی ترقّی کے وسائل ڈھونڈے۔ مشکلات کا حل تلاش کیا۔ مصائب کا مردانہ وار مقابلہ کیا۔ حوصلوں کو بلند رکھا، سیلابِ حوادث میں قدم پیچھے نہ ہٹایا، ملک کے نظم و نسق پر قابو پا کر دشمن کو اس کے ارادوں میں ناکام بنایا۔ لیاقت علی خاں کی قیادت میں ملّت نے خطرات کا جس حوصلے اور مردانگی سے مقابلہ کیا اور ملک نے جو شاندار ترقی کی وہ تاریخِ پاکستان اور ملّتِ پاکستان کا ایک شاندار باب اور عظیم کارنامہ ہے جس کا اعتراف نہ صرف دوستوں بلکہ دشمنوں نے بھی کیا۔

بے مثال تدبّر:

قائدِ ملّت کی بلند پایہ شخصیت کا سب سے نمایاں پہلو یہی ہے کہ انھوں نے قول و فعل میں کبھی تضاد پیدا نہ ہونے دیا، کبھی کوئی ایسی بات نہ کی جسے واپس لینا پڑا ہو جس کی تاویل یا جس کے لیے معذرت

marfat.com

کرنا پڑی ہو۔ مسلم لیگ کی تنظیم اور قیامِ پاکستان کی عظیم جد و جہد کے سلسلے میں قائدِ ملت نے قائدِ اعظمؒ کے دوش بدوش ان کے دستِ راست کی حیثیت سے حصّہ لیا اور قائدِ اعظمؒ کے بعد اپنی غیر محدود صلاحیتوں، بے مثل تدبّر، دیانت اور ایثار کی بدولت ملک کی ترقّی و استحکام کے اہم ترین فرائض انجام دیے، قومی کردار اور ملک و قوم کے وقار کو زندہ و پائیدار حقیقت بنا دیا۔ دنیا پاکستان کی عظمت کی معترف ہوئی اور پاکستان، ایمان، اتحاد اور اطاعت کی جیتی جاگتی عمارت بن کر نقشۂ عالم پر مجلّٰی نظر آنے لگا۔

قائدِ اعظمؒ کی جدائی پر قوم کو پیغام دیتے ہوئے آپ نے فرمایا تھا:۔

”اب جب کہ قائدِ اعظم ہم میں نہیں ہیں تو ہمارا فرض ہے کہ ہم اسی صراطِ مستقیم پر چلیں جو وہ ہمیں دکھا گئے ہیں تاکہ ایک دن ہم اپنی منزلِ مقصود پر پہنچ سکیں جو لوگ ہمت اور استقامت سے کام لیتے ہیں خدا کی مدد ان کے شاملِ حال ہوتی ہے۔ ہمارا فرض ہے کہ جس عظیم عمارت کی بنیاد قائدِ اعظمؒ نے اخوّت، مساوات اور آزادی کے اسلامی اصولوں پر رکھی ہے اس کو ہم آسمان تک لے جائیں گے۔“

قائدِ ملّت نے ملکی بقا و سلامتی اور ملّی تنظیم کی خاطر بے نظیر قربانیاں دیں۔ اراکینِ وزارت، عمّالِ حکومت و افرادِ ملّت سب ہی کا ان پر کامل اعتماد تھا ان کی ذات و صفات نے عوام و خواص دونوں میں یکساں طور پر درجۂ مقبولیت و محبوبیت حاصل کر لیا۔ ان کی زندگی کا ایک ایک لمحہ ملکی و ملّی فلاح و بہبود اور دفاعِ ملک کی خاطر فکر و عمل کی نذر تھا۔

قائدِ ملت پر مسئلۂ کشمیر کی بھاری ذمّہ داریوں کا بوجھ تھا جنہیں انتہائی خوش اسلوبی سے سہارا دیا اور تمام امور کو بہ احسن وجوہ سر انجام دیا۔ خطۂ کشمیر میں جو جنگ ستمبر ۱۹۴۸ء میں شروع ہوئی تو قائدِ ملّت کی حکمتِ عملی سے کامرانی کے ساتھ یکم جنوری ۱۹۴۹ء کو بند ہو گئی۔

قبضۂ کشمیر کے سلسلہ میں بھارتی پروپیگنڈے کی وجہ سے پاکستان کے منصفانہ نظریے سے دنیا ناواقف تھی لیکن قائدِ ملت کی رہنمائی میں بالآخر عالمی رائے پاکستان کے مؤقف کی قائل ہو گئی اور دنیا کے ہر گوشہ نیز اقوامِ متحدہ میں پاکستان کے حق میں صدائیں بلند ہوئیں۔

قراردادِ مقاصد:

۷ مارچ ۱۹۴۹ء کو پاکستان کی پہلی آئین ساز اسمبلی کے اجلاس میں قائدِ ملّت نے قراردادِ مقاصد پیش کی جو صحیح معنوں میں پاکستانی عوام کے جذبات کی ترجمانی تھی اور ان خوابوں کی تعبیر تھی جو وطنِ عزیز کے حصول کے وقت دیکھے گئے تھے۔ اس قرارداد میں پاکستان کے آئین کو جمہوریت اور اسلامی نظریے کے مطابق ڈھالنے کا عزم کیا گیا تھا۔

آپ نے اپنی تقریر میں فرمایا:۔

”جنابِ والا! میں آپ کی توجہ اس امر کی طرف مبذول کراتا ہوں کہ قراردادِ مقاصد میں جمہوریت، حرّیت، مساوات، رواداری اور عدلِ عمرانی کے اصولوں پر زور دیا گیا ہے اور اس کی مزید صراحت یہ کہہ کر کر دی گئی ہے کہ دستورِ مملکت میں ان اصولوں کو اس تشریح کے مطابق ملحوظ رکھا جائے جو ان الفاظ کی اسلام نے کی ہے۔ ان الفاظ کی صراحت کی ضرورت اس لیے پیش آئی کہ بالعموم مبہم طور پر استعمال کیے جاتے ہیں۔ مثلاً مغربی حکومتیں اور اشتراکی روس دونوں ہی اس امر کا دعویٰ کرتے ہیں کہ ان کے نظامِ حکومت جمہوریت پر مبنی ہیں اس لیے یہ ضروری سمجھا گیا کہ ان الفاظ کے مفہوم کا تعیّن کر دیا جائے تاکہ ہر شخص کے ذہن میں ان کا مفہوم آ جائے۔ جس وقت ہم جمہوریت کا لفظ اسلامی مفہوم میں استعمال کرتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ جمہوریت ہماری زندگی کے تمام پہلوؤں پر حاوی ہے اور اس کا اطلاق جتنا ہمارے نظامِ حکومت پر حاوی ہے اتنا ہی ہمارے معاشرے پر بھی ہے کیونکہ اسلام نے دنیا کو جن عظیم الشان صفتوں سے مالا مال کیا ہے کہ ان میں ایک عام انسانوں کی مساوات ہے۔ اسلام نسل، رنگ اور نسب کے امتیازات کو تسلیم نہیں کرتا۔

”صاحبِ صدر! بعض حقوق کے تحفظ کا یقین دلانا بھی ایک رسم سی ہو گئی ہے لیکن میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ہمارا مقصد ہرگز یہ نہیں کہ ہم ایک ہاتھ سے حقوق دیں اور دوسرے ہاتھ سے انہیں

marfat.com

واپس لے لیں۔ "میں اس بات کے ثبوت میں بہت کچھ کہہ چکا ہوں کہ ہم حقیقی معنوں میں ایک وسیع الخیال حکومت بنانا چاہتے ہیں جس کے تمام ارکان کو زیادہ سے زیادہ آزادی حاصل ہوگی۔ قانون کی نظر میں سب برابر ہوں گے لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ان کے پرسنل لا کا تحفظ نہیں کیا جائے گا۔ حیثیت اور عدل کے معاملے میں مساوات ہمارا عقیدہ ہے۔ یہ ہمارا پختہ یقین ہے اور ہم نے اکثر جگہ اس بات کا اعلان کیا ہے کہ پاکستان مفاد پرستوں اور مال دار طبقوں کے لیے نہیں بنایا گیا ہے۔ ہمارا مقصد اقتصادی نظام کو اسلام کے بنیادی اصولوں پر تعمیر کرنا ہے کیونکہ یہ دولت کی بہترین تقسیم میں اور ناداری کو دفع کرنے میں مدد دیتے ہیں۔

"جہاں تک سیاسی حقوق کا تعلق ہے حکومت کے پیش نظر حکمت عملی کا تعین اور حکومت چلانے کے لیے ان ارکان کو انتخاب کرنے میں ہر شخص کو دخل ہو گا تا کہ وہ اپنا کام عوام کے مفاد کا خیال رکھ کر کریں چونکہ ہمیں یقین ہے کہ خیالات پر کوئی پابندی عائد نہیں کی جا سکتی اس لیے ہم نہیں چاہتے کہ کسی شخص کو اس کے خیالات کے اظہار سے باز رکھیں اور نہ ہم کسی کو جائز و اخلاقی مقاصد کے پیش نظر ربط و انتساب سے روکنا چاہتے ہیں۔ مختصر یہ کہ اپنے نظام حکومت کی بنیاد آزادی، ترقی اور عدل عمرانی پر رکھنا چاہتے ہیں۔"

اسلامی اتحاد کے داعی: قائد ملت کی ذات گرامی وہ پہلی شخصیت تھی جس نے قیام پاکستان کے ابتدائی دور میں دو اسلامی مملکتوں کے سربراہوں سابق شہنشاہ ایران (مرحوم) محمد رضا شاہ پہلوی اور سابق صدر انڈونیشیا جناب عبدالرحیم شکارنو (مرحوم)، کو پاکستان بلا کر نہ صرف اسلامی اخوت کو تازہ کیا بلکہ ۱۹۴۹ء میں کراچی میں سب سے پہلی مؤتمر عالم اسلامی کانفرنس منعقد کرا کے مسلم حکومتوں کے باہم برادرانہ تعلقات اور اسلامی اتحاد کی بنیادوں کو مزید استحکام حاصل کرنے کی راہ ہموار کی۔

اسی طرح ۳۰ نومبر ۱۹۴۹ء کو کراچی میں بین الاقوامی اقتصادی کانفرنس منعقد ہوئی، جس کا مقصد قائد ملت کی افتتاحی تقریر سے واضح ہوتا ہے۔ آپ نے کہا تھا کہ "پاکستان بھی ایک اور صرف ایک ہی آرزو رکھتا ہے اور وہ آرزو ہے خدمت اسلام اور خدمت بنی نوع انسان۔ میرا یہ محکم یقین ہے کہ آج دنیا جن مشکل مسائل سے دوچار ہے ان کو صرف اسلام ہی حل کر سکتا ہے کیونکہ اسلام انسانی زندگی کو دو حصوں میں تقسیم کر کے، ایک کو مذہب کے اور دوسرے کو دنیا کے حوالے نہیں کرتا وہ اپنے پیروؤں کی پوری زندگی۔ انفرادی اور اجتماعی اپنے احاطے میں لیے ہوئے ہے۔ وہ ایک مکمل نظام زندگی ہے، اپنے آپ کو خدا کے حوالے کر دینا اس کی تعلیم ہے۔"

عوامی لیڈر: ۱۹۵۰ء میں مسلم لیگ کی صدارت بھی آپ کو سنبھالنی پڑی جس کی وجہ سے آپ کی پبلک زندگی برائے نام رہ گئی لیکن آپ نے ملک کے سربراہ کے لیے پبلک زندگی اور عوام سے قربت کی اہمیت کو فراموش نہیں کیا۔ وہ خوب جانتے تھے کہ سیاسی زندگی کے لیے حیات تازہ عوام کی قربت ہی سے حاصل ہوتی ہے کیونکہ عرصۂ دراز تک انھیں عوام کے ساتھ مل کر کام کرنے کا موقع ملا تھا۔ وہ عوام کے نبض شناس اور مزاج شناس ہونے کے ساتھ عوام کے سچے خیرخواہ تھے اور ان کی مرضی کو اقتدار پر مقدم سمجھتے تھے۔ انہوں نے سخت اور نازک سے نازک موقع پر بھی قوم کی خدمت سے منہ نہ موڑا اور اپنی جان کی پرواہ تک نہ کی۔

مارچ ۱۹۵۰ء میں مغربی و مشرقی بنگال میں فرقہ وارانہ حالات انتہائی سنگین صورت اختیار کر گئے تھے۔ اس موقع پر قائد ملت پنڈت نہرو سے مذاکرات کے لیے دہلی تشریف لے گئے اور اپریل ۱۹۵۰ء کو پاک و ہند اقلیتی معاہدہ طے پایا جس میں دونوں ملکوں کی اقلیتوں کو ان کے حقوق کے تحفظ کا یقین دلایا گیا اور ایک دوسرے کے خلاف معاندانہ پروپیگنڈے سے احتراز کرنے کا معاہدہ کیا گیا۔ آپ کے اس دانشمندانہ اقدام سے دونوں ملکوں کے درمیان جنگ کا خطرہ ٹل گیا اور اس سے دنیا کی نظر میں پاکستان اور قائد ملت کی وقعت اور زیادہ بڑھ گئی۔

اسی سال مئی اور جون دو ماہ کے لیے قائد ملت بیگم رعنا لیاقت علی کے ہمراہ امریکہ، کینیڈا اور لندن تشریف لے گئے جہاں انھوں نے اپنے اخباری بیانات اور تقریروں کے ذریعے پاکستان کے نظریات اور اسلامی جمہوریت کے اصول واضح کیے جن کی بنا پر مملکت پاکستان کا آئین تیار ہونا تھا۔ اس دورے کے زمانے میں بیگم رعنا لیاقت علی خاں نے مختلف زنانہ اداروں میں تقریریں کیں اور خواتین پاکستان کے وقار و منزلت کو دنیا سے متعارف کرایا۔

امریکی کانگریس میں لیاقت علی خاں کی تقریر کے دو ہفتے بعد ساؤتھ امبوائے نیو جرسی میں رکھا ہوا اسلحہ پاکستان کو بھیج دیا گیا۔

اس دورہ کی تقاریر کا مجموعہ "پاکستان ایشیا کا دل" کے نام سے ۱۹۵۰ء میں ہی شائع ہوا تھا جسے ۱۹۷۶ء میں نیشنل بک فاؤنڈیشن نے دوبارہ شائع کیا ہے۔

قومی اتحاد کے علمبردار: اگست ۱۹۵۱ء میں ہندوستان نے ہماری سرحدوں پر فوجی نقل و حرکت شروع کی تو پاکستان نے بھی اپنی سرحدوں پر فوج بھیج دی۔ اس کے بعد بھارت نے بہت بڑی تعداد میں فوج لا کر پاکستانی سرحدوں پر کھڑی کر دی۔ اس پر لیاقت علی خاں نے ریڈیو پاکستان پر قوم سے خطاب کرتے ہوئے کہا تھا کہ "پنڈت جی! ہم نے تو صرف ایک بٹالین فوج سرحد پر بھیجی تھی تو آپ نے اپنی نوے فیصد فوج سرحدوں پر لا کھڑی کی ہے اگر ہم دو بٹالین فوج سرحد پر بھیج دیتے تو مہاراج آپ کا کیا حشر ہوتا ---؟"

یہ تقریر خود اعتمادی اور عوام پر مکمل بھروسہ کی غمازی کرتی ہے۔ قائد ملت نے صرف اسی بیان پر اکتفا نہیں کیا بلکہ بھارتی جارحیت کا جواب اس تاریخی "مکے" سے دیا جس سے

> ان کی حب الوطنی وسعت نظر، وسعت قلب سب کے لیے مشعل راہ ہے۔

سیاسی مبصروں کے مطابق پنڈت جی کا راج سنگھاسن لرز گیا تھا۔ یہ مکا فرد واحد کا مکا نہ تھا بلکہ اس وقت کے دس کروڑ عوام کے عزم اور جذبۂ ایمانی کا نشان تھا۔

بھارتی جارحیت کے خطرے کا مقابلہ کرنے کے لیے آپ نے جو اقدامات کیے وہ ستمبر ۶۵ میں کارآمد ثابت ہوئے۔ لاہور کی بی آر بی لنک نہر جو آج "غازی نہر" کہلاتی ہے آپ ہی کی ہدایت پر کھودی گئی تھی۔

زندگی کی تمنا: لیاقت علی خان نے آزادی کی چوتھی سالگرہ پر ۱۴ اگست ۱۹۵۱ء کو کراچی کے جلسۂ عام میں کہا تھا کہ "دولت میرے پاس نہیں، جائیداد کا میں مالک نہیں، اور خدا کا شکر ہے کہ میرے پاس کچھ نہیں ہے۔ کیونکہ یہی چیزیں ہیں جو انسان کے ایمان میں خلل پیدا کرتی ہیں،

marfat.com

اس کے عقیدے کو کمزور کرتی ہیں۔ صرف ایک جان میرے پاس ہے وہ بھی چار برس سے پاکستان کے لیے وقف ہے۔ اب آپ کو کیا دوں! اس محبت اور عقیدت کے بدلے میں صرف یہ وعدہ کرتا ہوں کہ اگر پاکستان کی حفاظت کے لیے، پاکستان کی بقاء کے لیے، پاکستان کی عزت کے لیے قوم کو خون بہانا پڑا تو لیاقت کا خون بھی اس میں شامل ہوگا۔

شہیدِ ملت: تاریخ شاہد ہے کہ اس مردِ حق آگاہ نے اپنا یہ عہد صحیح معنوں میں پورا کر دکھایا۔ دنیا نے دیکھ لیا کہ یہ محض جوشِ بیانی میں کیا ہوا فرضی وعدہ یا عوام کی نفسیات سے کھیلنے کا سرِعام تماشا نہ تھا بلکہ اس وعدہ کے دو ماہ بعد ۱۶ اکتوبر ۱۹۵۱ء کو اس مردِ مجاہد نے قوم سے کیا ہوا وعدہ وفا کیا۔

لیاقت باغ راولپنڈی کے پرشکوہ جلسۂ عام میں، ابھی قائدِ ملت کے ہونٹوں سے وہی الفاظ ادا ہوئے تھے۔ میرے بھائیو! اسلام علیکم۔ کہ یکایک دو گولیوں کے یکے بعد دیگرے چلنے کی آوازیں آئیں۔ قوم کے اس فدائی نے نہایت اطمینان سے اپنے خالقِ اکبر کو یاد کیا۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ الرَّسُولُ اللہ۔ پھر دعا کی "خدا پاکستان کی حفاظت کرے"۔ اور اس کے ساتھ ہی اپنی جان جانِ آفریں کے سپرد کر دی۔

پاکستانی قوم شہیدِ ملت کی خدمات کو کبھی فراموش نہیں کر سکتی۔ شہیدِ ملت نوابزادہ لیاقت علی خان ایک سیاسی رہنما ہی نہیں تھے۔ ہمدردِ انسان اور عمیق نظر مفکر بھی تھے آپ کی ذاتی خوبیوں میں دیانتداری، خلوص اور بے غرضی سرِفہرست تھیں۔ دنیا سے رخصت ہوتے وقت آپ نے کوئی اثاثہ نہیں چھوڑا۔ مشرقی پنجاب میں ہزاروں ایکڑ اراضی اور بہت بڑی جائیداد چھوڑ کر آئے تھے لیکن اس کے معاوضے میں کوئی کارخانہ حاصل نہیں کیا، مکان الاٹ نہیں کرایا اور کوئی زمین قبضے میں نہیں کی۔ آپ کی زندگی صحیح معنوں میں ایک مردِ مومن کی زندگی تھی۔ آپ کا دل فقر و استغنا کا خزانہ اور طبیعت درویشانہ تھی۔

صلۂ شہید کیا ہے تب و تاب جاودانہ

قائدِ ملت لیاقت علی خان

ایک تاثر

از: شہیدِ ملت لیاقت علی خان

قائدِ اعظمؒ زندگی بھر حصولِ آزادی کے لیے برسرِپیکار رہے لیکن چونکہ ان کا مقصد نام آزادی نہیں، حقیقی آزادی تھا۔ اس لیے نعروں یا دل خوش کن الفاظ قسم کی کوئی چیز نہ ان کی نگاہ نکتہ رسا کو دھوکہ دے سکی نہ حقائق پر ان کی گرفت کو کمزور کر سکی۔

عرصہ دراز تک وہ برصغیر ہند و پاک کے مختلف لوگوں کو متحد کر کے ایک زبردست قوم بنانے کی سرتوڑ کوشش کرتے رہے مگر جس طرح وہ ان لوگوں میں سب سے آگے تھے جنہوں نے حصولِ آزادی کے لیے سرفروشانہ جدوجہد کی تھی۔ اس طرح وہ پہلے شخص تھے جس نے حقائق کی بے پناہ منطق کا احساس کیا اور وقت آنے پر انتہائی بے باکی سے اعلان کر دیا کہ برطانوی ہند کے لوگ رشتۂ غلامی میں منسلک ہونے کے لحاظ سے ایک ہوں مگر حقیقتاً وہ ایک قوم نہیں۔ بلکہ دو الگ الگ قومیں ہیں اور دس کروڑ مسلمانوں کو دائمی طور پر ایک سیاسی اقلیت کی حیثیت ہرگز نہیں دی جا سکتی۔ انہوں نے کہہ دیا کہ ہندو اور مسلمان دو قوموں کو ایک اتنی بڑی مملکت میں رہنے پر مجبور کرنا جمہوریت کے بالکل منافی ہوگا۔ اس سے ایک ایسا غیر متوازن اور غیر مطمئن علاقہ ظہور میں آ جائے گا جس کی دنیا بھر میں کوئی مثال نہیں ملے گی۔

یہ زبردست حقیقت ہے جس کا اعلان حضرت قائدِ اعظمؒ نے کیا اتنی سادہ تھی کہ لوگ حیرت میں آ گئے حتیٰ کہ قائدِ اعظمؒ کے بعض قریبی دوست اور ساتھی بھی عرصہ دراز تک اسے روح پرور محسوس کرنے کے باوجود عجیب خیال کرتے رہے۔ مگر دس کروڑ مظلوم مسلمانوں نے دل ہی دل میں محسوس کر لیا کہ جو کچھ انہوں نے کہا وہ ایک مربوط اور توانا طریقے پر ان کے دبے ہوئے خاموش احساسات ہی کی ترجمانی ہے۔ چنانچہ جب ۱۵ اگست ۱۹۴۷ء کو کراچی کی فضا میں ہمارا قومی پرچم لہرایا تو آٹھ کروڑ مسلمانوں نے بارگاہِ ایزدی میں سجدۂ شکر ادا کیا کہ حضرت قائدِ اعظمؒ نے خود اپنے خواب کو پورا ہوتے دیکھ لیا اور جب وہ ہم سے رخصت ہو کر خداوند تعالیٰ سے جا ملے جس کی عظمت کا بول بالا کرنے کے لیے انہوں نے اپنی زندگی وقف کر دی تھی تو ہم جانتے تھے کہ اپنے عظیم الشان کام کی تکمیل وہ ہمارے لیے چھوڑ گئے ہیں۔ پاکستان کا جھنڈا چاہے کسی جگہ بھی لہرائے اس کا دارالسلطنت زمین کا وہ ٹکڑا ہے کہ جس کی آغوش میں حضرت قائدِ اعظم آسودہ ہیں۔

رپورٹ: عابد حسین صدیقی

سوشل راؤنڈ اپ

روحانی، ادبی، سماجی سرگرمیوں کی رپورٹ

انور شیر خان لودھی انتقال کر گئے

۱۳ر ستمبر بروز جمعرات رات ۹ بجے حضور خواجہ سرکار مدظلہ العالیٰ کی خدمت میں (کوہ مری میں) اوکاڑہ سے فون کے ذریعے پیغام ملا کہ آپ کا ایک دیرینہ اور نہایت مخلص خادم حاجی انور شیر خان لودھی چک ۲۸ ٹو ایل ریٹائرڈ ڈپٹی چیف کنٹرولر پاکستان ریلوے جو راقم الحروف کے بڑے بھائی ہیں، بقضائے الٰہی وفات پاگئے ہیں (انا للہ وانا الیہ راجعون) حضور خواجہ سرکار یہ پیغام سن کر بے حد مغموم ہوئے۔ اور فرمایا کہ مجھے بے حد افسوس ہے کہ میں نماز جنازہ میں شریک نہیں ہو سکتا۔ چونکہ جمعۃ المبارک کو جامع مسجد معصومیہ کا سنگ بنیاد رکھنے کا پروگرام طے ہو چکا ہے۔ دوسرے یوم حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ منانے کا پروگرام ترتیب دیا جا چکا ہے۔ جس میں شرکت کے لیے ملک بھر سے کافی مہمان گرامی آرہے ہیں لہذا میں دعا کرتا ہوں اور عنقریب خود آ کر دعائے مغفرت کروں گا۔ لہذا حضور خواجہ سرکار مدظلہ العالی نے راقم الحروف، جو کوہ مری حاضر تھے۔ انہیں ہدایت کی کہ آپ اوکاڑہ جا کر میری طرف سے فاتحہ خوانی کریں۔ اور ۲۳ر ستمبر بروز اتوار چک ۲۸ ٹو ایل اوکاڑہ میری آمد کا انتظار کریں۔ لہذا حضور کے حکم کی تعمیل ہوئی۔ حضور ۲۳ر ستمبر بروز اتوار چک ۲۸ ٹو ایل اوکاڑہ جلوہ افروز ہوئے اور محفل ذکر ختم خواجگان صلوٰۃ و سلام برائے ایصال ثواب حاجی انور شیر خان لودھی دعائے مغفرت فرمائی اور شام ۶ بجے برائے قصور جہاں حضور کی زیر صدارت جامع مسجد نور قصور میں محفل میلاد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم بعد نماز عشاء اہتمام کیا گیا ہے، تشریف لے گئے۔

حضرت خواجۂ خواجگان امیر شریعت شہباز طریقت الحاج خواجہ محمد معصوم صاحب مدظلہ العالی سجادہ نشین دربار عالیہ موہری شریف، برابر میں محترم انور شیر خان لودھی مرحوم ڈپٹی کنٹرولر ریلوے (ریٹائرڈ) برادر بزرگوار حضرت صوفی محمد اسلام خان لودھی خلیفہ مجاز دربار عالیہ موہری شریف (کراچی) محترم شیر خان لودھی کا ۱۳ر ستمبر ۱۹۹۰ء کو بقضائے الٰہی انتقال ہو گیا۔

نونہال شہر کا قیام

ہمدرد فاؤنڈیشن (وقف) پاکستان کے زیر اہتمام ۱۸ر ستمبر ۱۹۹۰ء بروز منگل مدینۃ الحکمت میں نونہال شہر کی تقریب سنگ بنیاد منعقد ہوئی۔ یہ تقریب بچوں کے ہفتہ کی تقریبات کا ایک حصہ تھی۔ سندھ کے گورنر محمود اے ہارون تقریب کے مہمان خصوصی تھے۔ پروقار تقریب سے مہمان خصوصی نے اپنے خطاب میں معاشرے کے صاحب حیثیت، متمول اور مخیر حضرات پر زور دیتے ہوئے کہا کہ وہ ان تمام افراد اور اداروں کے ساتھ بھرپور تعاون کریں جو نئی نسل کی تعلیم و تربیت میں ہمہ تن مصروف ہیں۔ انہوں نے کہا کہ آج کے بچے کل کے معمار اور پاکستان کا مستقبل ہیں لہذا ان کی بہتر تربیت کا ایک منظم نظام مرتب کیا جانا چاہیے۔ جوان کو مستقبل کی ذمہ داریاں نبھانے کے لیے مکمل طور پر تیار کر سکے۔ گورنر سندھ نے ہمدرد فاؤنڈیشن اور ان کے سربراہ حکیم محمد سعید کی تعلیمی و رفاہی اور اسلامی خدمات و سرگرمیوں کو سراہتے ہوئے کہا کہ انہوں نے قوم کی اصل بیماری کو صحیح معنوں میں پہچان لیا ہے۔ اور اس کو ختم کرنے کے لیے تن من دھن سے شب و روز کوشاں ہیں اور انہی کوششوں کو اپنا شعار بنا لیا ہے۔ آخر میں مہمان خصوصی نے اس امر کا یقین دلایا کہ وہ اور ان کی حکومت ان مسائل پر توجہ دے گی۔ جن کا مدینۃ الحکمت کو سامنا ہے اور انہوں نے

marfat.com

سوشل راؤنڈ اپ

روحانی، ادبی، سماجی سرگرمیوں کی رپورٹ

مدینۃ الحکمت کو شہر سے ملانے والی سڑک کی خراب حالت کا تذکرہ کرتے ہوئے اس بات کی مکمل یقین دہانی کرائی کہ سڑک کی تعمیر و توسیع پر فوری توجہ دی جائے گی۔ اور اس کو جلد از جلد تکمیل پذیر کیا جائے گا۔ مدینۃ الحکمت کے بانی اور صدر حکیم محمد سعید نے خطبۂ استقبالیہ میں کہا کہ بچوں کی تعلیم و تربیت کی ان کوششوں کو جو ہمدرد فاؤنڈیشن کر رہی ہے، عالمی سطح پر سراہا جا رہا ہے۔ یونیسکو، یونیسف اور عالمی ادارہ صحت ہمدرد کے ساتھ ہر ممکن تعاون کر رہے ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ مدینۃ الحکمت میں "نونہال شہر" تعلیم بذریعہ تفریح کے اصولوں پر قائم کیا جا رہا ہے۔ جس کے لیے ۲۰ ایکڑ زمین مخصوص کی گئی ہے۔ بعد ازاں مہمانِ خصوصی گورنر سندھ محمود اے ہارون نے نونہال شہر کا سنگ بنیاد رکھا اور ہمدرد پبلک اسکول، ہمدرد یونیورسٹی اور ریسرچ لائبریری کا دورہ کیا۔ تقریب میں سفارت کاروں اور دوسری اہم شخصیات کے علاوہ بچوں کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔

پروفیسر کرار حسین اور حکیم محمد سعید شام ہمدرد سے خطاب کر رہے ہیں

شامِ ہمدرد

ہمدرد فاؤنڈیشن (وقف) پاکستان کے زیر اہتمام 13 ستمبر 1990ء بروز جمعرات کراچی کے مقامی ہوٹل میں ایک تقریب "شام ہمدرد" کے عنوان سے منعقد ہوئی۔ تقریب کا مقصد تعلیم سائنس، ثقافت اور تہذیب و تمدن کے میدانوں میں فکر امروز برائے فکر فردا تھا شام ہمدرد میں فاؤنڈیشن کے چیئرمین جناب حکیم محمد سعید بھی موجود تھے۔ صدر محفل پروفیسر کرار حسین اور مہمانِ خصوصی مہتاب اکبر راشدی تھیں۔ تقریب کا آغاز حسب روایت تلاوتِ قرآن پاک سے ہوا۔ محترمہ مہتاب اکبر راشدی نے اپنی بصیرت افروز اور مدلل و مفصل تقریر میں قومی ورثہ، ثقافت اور تہذیب و تمدن پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ موجودہ دور میں ضرورت اس بات کی ہے کہ اپنے قومی ورثہ اور ثقافت سے اپنی قوم کو روشناس کرائیں اور اس کی اہمیت کو اجاگر کرنے کے لیے قومی ورثہ کو تحفظ اور اپنی ثقافت کو فروغ دیں۔ انہوں نے کہا کہ ہم آج دوسرے ملکوں اور قوموں کی ثقافت اور تاریخی ورثہ کی تو باتیں کرتے ہیں، لیکن کبھی اپنی تہذیب اور ورثہ کی بات نہیں کرتے۔ بلکہ ہم نے اس نازک ترین اور حساس چیز کو سیاست میں ملوث کر کے فساد اور جھگڑے کا حصہ بنا دیا جبکہ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ اس کو زیادہ سے زیادہ فروغ دینے کے لیے ہمہ تن کوشاں ہو جاتے لیکن افسوس کہ ایسا نہیں ہوا۔ انہوں نے کہا ہم میوزیم میں جا کر اپنے ورثہ، تاریخی چیزوں کو دیکھ کر واہ واہ تو ضرور کرتے ہیں لیکن ان کی اہمیت سے ایک فیصد لوگ بھی واقف نہیں، محترمہ مہتاب راشدی نے کہا کہ کتنی مضحکہ خیز بات ہے کہ ہمارے بچوں کو یہ بھی

marfat.com

نہیں معلوم کہ کراچی میوزیم کہاں ہے اور انتہائی افسوس کی بات یہ ہے آج پاکستان کو آزاد ہوئے 42 برس بیت چکے ہیں اس کے باوجود ہم لوگ قومی ورثہ، ثقافت اور تہذیب و تمدن میں پیدا ہونے والے خلا کو آج تک نہیں پاٹ سکے۔ آخر میں انہوں نے کہا تہذیب و تمدن ثقافت اور ورثہ کے بغیر قوم کی کوئی شناخت نہیں ہوتی۔ اگر ہمیں اپنی شناخت چاہیے اور دنیا میں پاکستانی قوم کے وقار کو بلند کرنا ہے تو ہمیں اپنی قومی ورثہ ثقافت اور کلچر کا تحفظ کرنا ہوگا اور اس کو فروغ دینا ہوگا۔

محترمہ مہتاب اکبر راشدی کی تقریر کے بعد سوالات و جوابات کا سلسلہ شروع ہوا بعد ازاں صدر محفل پروفیسر کرار حسین نے تقریب سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ہم اپنی سماجی اور انفرادی زندگی بسر کر رہے ہیں ان کے رسم و رواج تہذیب و تمدن اور نظریات جو ہیں اس کا اثر ورثہ پر پڑ رہا ہے یا فائن آرٹ پر پڑتا ہے انہوں نے کہا کہ کلچر گرا نہیں جاتا خود بنتا ہے مثال کے طور پر ملک میں تعلیمی نظام ناقص ہونے کے باعث جاہل کلچر بنے گا جیسا آپ چاہیں اور جیسے آپ کے عمل ہوں گے کلچر بن جائے گا آپ کے یہاں کلاشنکوف کی بہتات ہوگئی کلاشنکوف کلچر بن گیا۔ ہیروئن آئی تو ہیروئن کلچر بن گیا، یہ آپ پر اور آپ کے عمل پر ہے ترقی یافتہ قوموں میں اخلاقیات ہے تعلیم ہے تو وہاں کا کلچر دوسرا ہے۔ جب کلچر ایسا ہو تو ورثہ کی فروغ بھی ایسے ہی ملے گا۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں دیکھنا ہے کہ کلچر بنانے کے لیے وہ کون سے مواقع تھے جو ہم نے کھو دیئے ہیں انہوں نے کہا کہ دین کلچر نہیں ہوتا بلکہ ہماری زندگیوں پر دین کا جو اثر ہوتا ہے اس سے کلچر بنتا ہے دین ایک محرک ہے کلچر پیدا کرنے کا۔

آخر میں پروفیسر کرار حسین نے کہا کہ بابرین جو ہوتے ہیں وہ تاریخی شواہد مٹا دیتے ہیں لیکن مہذب قومیں اس کو قائم رکھتی ہیں اب یہ ہمارے اوپر ہے کہ ہم اس میں کیا کردار ادا کرتے ہیں ہمیں چاہیے کہ مہذب قوم ہونے کا ثبوت دیں اور اپنے تاریخی شواہد اور ورثہ کو قائم رکھیں اختتام میں جناب حکیم محمد سعید نے حاضرین سے درخواست کی کہ آئندہ وقت کی پابندی ضرور کریں کیونکہ وقت جن قوموں کو پیچھے چھوڑ جاتا ہے وہ کبھی ترقی نہیں کر پاتیں لہذا وقت کو اپنی گرفت میں رکھیں اور ہمیشہ وقت کی پابندی کریں۔

الفلاح سوسائٹی میں

"یومِ دفاع کی تقریبات"

پاکستان یوتھ ایسوسی ایشن نے ۶ ستمبر کی اہمیت اور افادیت کو اجاگر کرنے کے لیے الفلاح سوسائٹی شاہ فیصل کالونی میں ایک خوبصورت اور پروقار تقریب کا اہتمام کیا جس کی صدارت علاقے کی ممتاز شخصیت جناب عبدالقادر نے کی جبکہ اسٹیج سیکرٹری کے فرائض راقم الحروف نے انجام دیے۔ کمسن طالب علم محمد عرفان نے تلاوت کلام پاک اور ترجمے سے کارروائی کا آغاز کیا۔ راقم الحروف نے ایسوسی ایشن کے اغراض و مقاصد بیان کیے اور نوجوانوں میں پوشیدہ صلاحیتوں کو اجاگر کرنے کے لیے طلباء و طالبات کے لیے موافق تعلیمی ماحول پیدا کرنے پر زور دیا۔

یہ تقریب رات آٹھ بجے شروع ہوئی جس میں کثیر تعداد میں اہلِ محلہ اور معززینِ شہر نے شرکت کی اور کمسن و ذہین طالبعلموں کی صلاحیتوں کا مظاہرہ دیکھا۔ یوم دفاع پاکستان کی مناسبت سے بچوں کے درمیان کوئز کا مقابلہ ہوا جس میں شیراز، حنا، حمیرا، شازیہ اور ذیشان نے حصہ لیا۔ محمد سعید نے کمپیئرنگ کے فرائض انجام دیئے۔ دوسرے مرحلے میں تقریری مقابلہ ہوا جس میں ذیشان، مفسر، عرفان، شازیہ، سلمان اور مبشر نے شرکت کی۔ دونوں مقابلے شازیہ قادر نے جیتے جبکہ کوئز میں حمیرا زیب دوسرے اور شیراز تیسرے نمبر پر آئے۔ تقریری مقابلے میں عرفان اعوان نے دوسرا جبکہ مفسر اور ذیشان قادر نے تیسرا انعام جیتا۔ تقریری مقابلے کے جج صاحبان عطاء الرحمان طاہر اور ضیاء الدین تھے۔ پروگرام کو خوبصورت ملی نغموں سے مزین کیا گیا تھا سعدیہ، بینا، حنا، فریحہ، شیبا، سمیرا، اویس اور ذیشان نے خوبصورت ملی نغمے پیش کیے راقم الحروف نے ہارمونیم پر موسیقی دی۔ اس موقعہ پر شائقین کے اصرار پر تیمور، ابرار، عظیم، طارق اور شہزاد نے ولولہ انگیز گیت "پاکستانی فوج کے جوان" پیش کیا۔ شازیہ نے پیانو پر ملی نغموں کی دھنیں بجائیں اور شائقین سے داد وصول کی۔

آخر میں صدر مجلس جناب عبدالقادر نے حاضرینِ مجلس سے خطاب کیا اور اوّل دوم و سوم آنے والے طلباء و طالبات میں انعامات تقسیم کیے

حاضرینِ مجلس نے پاکستان یوتھ ایسوسی ایشن کے قیام کی حوصلہ افزائی کی اور انہیں اپنے نیک عزائم پر عمل پیرا رہنے کی تلقین کرتے ہوئے مبارکباد پیش کی۔

جبکہ 11 ستمبر 1990ء کو یوم وفات حضرت قائداعظم محمد علی جناح کے موقع پر پاکستان یوتھ ایسوسی ایشن کے زیر اہتمام قرآن خوانی اور فاتحہ خوانی کی گئی۔

ooooo

marfat.com

اکتوبر کے خاص واقعات

یکم اکتوبر 1892ء پاکستان کے پہلے وزیراعظم لیاقت علی خان کرنال میں پیدا ہوئے۔

یکم اکتوبر 1906ء کو نواب وقار الملک نے سر آغا خان کی سر کردگی میں 35 مسلمانوں کے وفد کے ساتھ لارڈ منٹو سے ملاقات کی۔

یکم اکتوبر 1935ء کو قائداعظم نے سب سے پہلے جناح کیپ استعمال کی۔

یکم اکتوبر 1969ء کو ماوزے تنگ نے چین کا اقتدار سنبھالا۔

یکم اکتوبر 1978ء کو براعظم آسٹریلیا کے ملک جزائر "توالو" کو خود مختاری حاصل ہوئی۔

2 اکتوبر 1869ء کو مہاتما گاندھی پیدا ہوئے۔

3 اکتوبر 1952ء کو برطانیہ نے پہلا ایٹمی دھماکہ کیا۔

3 اکتوبر 971ء کو سلطان محمود غزنوی پیدا ہوئے۔

4 اکتوبر 1887ء کو سلطان صلاح الدین ایوبی نے بیت المقدس فتح کیا۔

4 اکتوبر 1930ء کو بیلجیم کو خود مختاری حاصل ہوئی۔

4 اکتوبر 1957ء کو روس نے پہلا مصنوعی سیارہ اسپوتنک اول خلا میں چھوڑا۔

5 اکتوبر 1910ء کو پرتگال نے آزادی حاصل کی۔

6 اکتوبر 1955ء کو اسکندر مرزا پاکستان کے گورنر جنرل بنے۔

7 اکتوبر 1949ء کو جرمن ڈیموکریٹک ریپبلک نے علیحدہ ملک کی حیثیت اختیار کر لی۔

7 اکتوبر 1954ء کو حکومت پاکستان کے وزیر خارجہ چوہدری ظفر اللہ خان بین الاقوامی عدالت کے جج مقرر ہوئے۔

8 اکتوبر 1954ء کو جنرل محمد ایوب خان نے مارشل لاء نافذ کیا۔

8 اکتوبر 1903ء کو جسٹس محمد رستم کیانی پیدا ہوئے۔

9 اکتوبر 1962ء کو یوگنڈا نے آزادی حاصل کی۔

9 اکتوبر 1970ء کو کمبوڈیا کو خود مختاری حاصل ہوئی۔

10 اکتوبر 1950ء کو لیاقت علی خان مسلم لیگ کے صدر بنے۔

10 اکتوبر 1960ء چاٹگام میں شدید آندھی اور طوفان باراں کے باعث تقریباً 12 ہزار افراد ہلاک ہوئے۔

10 اکتوبر 1974ء کو مشہور و معروف شاعر بہزاد لکھنوی کا انتقال ہوا۔

11 اکتوبر 1492ء کو کولمبس امریکہ پہنچا۔

11 اکتوبر 1970ء کو فجی نے آزادی حاصل کی۔

11 اکتوبر 1957ء کو پاکستان کے وزیراعظم حسین شہید سہروردی نے وزارت عظمیٰ سے استعفیٰ دیا۔

13 اکتوبر 1900ء کو مشہور ڈرامہ نگار سید امتیاز علی تاج کی ولادت ہوئی۔

13 اکتوبر 1924ء کو مشہور فرانسیسی ادیب اناطول فرانسیس کا انتقال ہوا۔

13 اکتوبر 1925ء برطانیہ کی وزیراعظم مسز مارگریٹ تھیچر کی پیدائش ہوئی۔

14 اکتوبر 1890ء کو امریکہ کے صدر آئزن ہاور پیدا ہوئے۔

15 اکتوبر 1953ء کو چرچل نے ادبیات کا نوبل انعام برائے 1953ء حاصل کیا۔

15 اکتوبر 1542ء کو جلال الدین اکبر کی ولادت ہوئی۔

15 اکتوبر 1912ء میں جنگ طرابلس اختتام پذیر ہوئی۔

15 اکتوبر 70 ق م کو روم کا مشہور شاعر ورجل اٹلی کے شمالی قصبہ میں پیدا ہوا۔

16 اکتوبر 1951ء میں پاکستان کے پہلے وزیراعظم لیاقت علی خان کو جلسہ عام میں گولی مار کر شہید کر دیا گیا۔

16 اکتوبر 1605ء میں جلال الدین اکبر کا انتقال ہوا۔

17 اکتوبر 1817ء میں سر سید احمد خان پیدا ہوئے۔

18 اکتوبر 1957ء کو ابراہیم علی اسمٰعیل علی (آئی آئی چندریگر) پاکستان کے وزیراعظم بنے۔

19 اکتوبر 1923ء کو کمال پاشا اتاترک نے ترکی کی صدارت کا عہدہ سنبھالا۔

20 اکتوبر 1284ء کو عرب کا سیرت نگار۔ مورخ و مصنف ابن خلکان کا انتقال ہوا۔

21 اکتوبر 1961ء میں صدر جنرل ایوب خان نے پاکستان کے پہلے اٹامک اینڈ ریسرچ ٹریننگ سینٹر کا افتتاح کیا۔

23 اکتوبر 1958ء کو جنرل محمد ایوب خان پاکستان کے صرف 5 روز کے لیے وزیراعظم بنے۔

23 اکتوبر 1942ء میں جنگ عظیم دوم کے دوران جنگ العلمین کے آغاز ہوا۔

24 اکتوبر 1964ء کو زمبیا آزاد ہوا۔

25 اکتوبر 1951ء میں چرچل برطانیہ کے وزیراعظم بنے۔

25 اکتوبر 1980ء کو مشہور اردو شاعر ساحر لدھیانوی کا انتقال ہوا۔

26 اکتوبر 1959ء کو جنرل محمد ایوب خان نے فیلڈ مارشل کا اعزاز قبول کیا۔

26 اکتوبر 1967ء کو شہنشاہ ایران کی تقریب تاج پوشی منعقد ہوئی۔

26 اکتوبر 1916ء کو فرانس کے صدر متراں پیدا ہوئے۔

29 اکتوبر 356 ق م کو سکندر اعظم کی ولادت ہوئی۔

30 اکتوبر 1949ء میں پاک روس سفارتی تعلقات قائم ہوئے۔

31 اکتوبر 1984ء کو بھارتی وزیراعظم اندرا گاندھی کو قتل کیا گیا۔

00000

marfat.com

نظمیں غزلیں

جس شخص کو دیکھو وہی سرگرم سفر ہے
دنیا کہیں ویران نہ ہو جائے یہ ڈر ہے

لائے گی کبھی رنگ ہواؤں کی محبت
ہم جس میں بسر کرتے ہیں وہ ریت کا گھر ہے

صحرا میں کسی سائے کی امید نہ ٹوٹی
حسرت کی نگاہوں میں بگولا بھی شجر ہے

نکلی ہے گمانوں سے یہی شکل یقیں کی
جس سمت اُڑے گرد وہی راہ گزر ہے

مہتاب تو نکلا ہی نہیں ڈوب کے فاخر
لیکن مرے دریا میں وہی مدّ و جزر ہے

احمد فاخر

ہو سکے آپ سے تو بتا دیجیے مجھے
یوں مسکرا کے اب نہ دغا دیجیے مجھے

کر دیجیے کوئی تعلق صحرا کا شجر کے ساتھ
سایہ کے لیے دھوپ میں لگا دیجیے مجھے

روز سہتا ہوں تازہ ستم آپ کا
کوئی احسان ہو تو جتا دیجیے مجھے

کوئی تو ہو ترکِ تعلق کا سبب رفیق
یوں اشتہارِ وفا نہ بنا دیجیے مجھے

یادوں کو خوشگوار جو کہہ سکوں کبھی
ایسا موقع تو ایک بار دیجیے مجھے

دیکھا ہے ایک خواب بھیانک تو کیا ہوا
تلاش تعبیر خواب میں لگا دیجیے مجھے

باقی بچے جو شب رو کر نہ گزاریئے
داستانِ غم کوئی نئی سنا دیجیے مجھے

محمد اشرف۔ ڈیرہ غازیخان

marfat.com

آپ کے خطوط

حضرت صاحبزادہ محمد حفیظ الرحمٰن معصومی مدظلہٗ زینت دربارِ عالیہ موہری شریف کی وساطت سے ماہنامہ المعصوم موصول ہوا۔ جب ٹائٹل پر نظر پڑی تو دل مچل گیا۔ ایمان تازہ ہوگیا۔ ایسے کیوں نہ ہوتا ٹائٹل پر حضور شیخ الاسلام حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رضی اللہ عنہ کے مبارک روضہ شریف کی مبارک شبیہہ تھی۔ کچھ دیر تو ٹائٹل کی ہی زیارت کرتا رہا پھر اوراق کی ورق گردانی شروع کی تو عالمی مبلغ اسلام حضرت خواجہ محمد معصوم مدظلہٗ کے دورۂ بھارت کی روئیداد پر نظر پڑی۔ روئیداد پڑھی۔ سکون اور فرحت محسوس کی۔ بلاشبہ حضرت خواجہ صاحب اس وقت پوری دنیا میں اللہ ہو کی ضربیں لگا کر عشاق کے دلوں کو گرما رہے ہیں۔ فقیر دعاگو ہے کہ خدائے بزرگ و برتر المعصوم کو مزید ترقی عطا فرمائے (آمین)۔

حافظ غلام حسین سیالوی۔ لالہ موسیٰ

آفتابِ نور کی ہر کرن صبح صادق کی دلیل ہے۔ المعصوم کا شمارہ جو تمام تر جہدِ مسلسل کے ساتھ ایسے پر آشوب دور میں فحاشی و بے راہروی سے نبرد آزما ہے۔ یہ صبح صادق کی ناقابل تردید دلیل ہے۔ جو سامانِ درد ایسے نازک زمانے میں ادارے کے افراد کو اٹھانا پڑ رہا ہوگا، اس سے سبھی واقف ہیں کیونکہ ہر پہلی کرن تاریکی کے اندھیاروں میں نحیف و نزار ہوتی ہے اور کبھی کبھار یہ کرن تاریکی کے سمندر میں ڈوب بھی جاتی ہے۔ امید ہے کہ یہ کرن جو المعصوم کے نام سے ظلمتوں کی انتہاہ تاریکیوں میں چراغِ حق روشن ہوا ہے، اسی طرح آب و تاب سے ماہ روشن کی طرح جگمگاتا رہے۔

عاطف حسین۔ کراچی

ستمبر کا نیا شمارہ اپنی نئی آب و تاب کے ساتھ جلوہ افروز ہوا۔ عرس مبارک کی مناسبت سے ہر بزرگ کے نہایت جامع مضامین تیار کیے گئے ہیں۔ رام پور کی رپورٹ بھی ایمان افروز تھی۔ ۶ ستمبر کی مناسبت سے فاطمہ ثریا بجیا کا مضمون قابلِ دید تھا۔ اور ۱۱ ستمبر کے مطابق قائداعظم کی وفات والا مضمون بڑا جگر سوز تھا۔ شمارے میں اب اغلاط کم سے کم ہو رہی ہیں جو بڑی خوش آئند بات ہے۔ امید ہے تمام غلطیوں پر جلد ہی قابو پالیا جائے گا اور بچوں کے لیے کوئی بہتر مضمون شروع کیا جائے گا۔

نفیس صدّیقی۔ لاہور

"المعصوم" کا تازہ شمارہ بکسٹال سے خرید کر پڑھا۔ اتنا خولصورت اسلامی پرچہ نکالنے پر میری طرف سے مبارکباد قبول کریں۔ ہر مضمون جامع تھا۔ آپ اپنے پرچے میں زیادہ سے زیادہ معاشرتی پہلو بھی اجاگر کریں۔ معاشرے کی برائی کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کے لیے کوئی مفید اور مفصل سلسلہ جاری کریں جس کے ذریعے معاشرے کے گندے ماحول کو یکسر تبدیل کیا جاسکے۔ اجازت دیجیے، آئندہ مفصل تبصرے کے ساتھ حاضر ہوں گا۔

غلام محی الدین۔ موسیٰ لین کراچی

ستمبر کا شمارہ پڑھنے کا شرف حاصل ہوا۔ کتاب و طباعت اور مضامین کا انتخاب قابلِ تعریف ہے۔ ایک سلام المعصوم کے لیے ارسال کر رہا ہوں اگر یہ کسی قابل سمجھیں تو میری خوش نصیبی ہوگی۔ اگر آپ اجازت دیں تو تصوف پر کچھ تھوڑا بہت ہر ماہ المعصوم کے واسطے لکھ کر آپ کو ارسال کرتا رہوں۔

حافظ صوفی محمد رئیس خان فیصل آباد

> محترم حافظ رئیس صاحب! آپ کا خط وقت موصول ہوا، پرچے کی تیاری تقریباً مکمل ہو چکی تھی لہٰذا سلام بحضورِ خیر الانعامؐ ان شاء اللہ آئندہ شمارے میں شاملِ اشاعت کر لی جائے گی۔ آپ لوگ بلا جھجک جو بھی لکھنا چاہیں یا بھیجنا چاہیں، بھیج دیں علیحدہ سے اجازت طلب کرنے کی ضرورت نہیں۔

"المعصوم" کا تازہ شمارہ نظر سے گزرا۔ پڑھ کر دل باغ باغ ہوگیا۔ میرے مرشد حضور خواجۂ خواجگان پیرِ طریقت، امیر شریعت اعلیٰ حضرت الحاج خواجہ محمد معصوم صاحب مدظلہ العالی سجادہ نشین دربارِ عالیہ موہری شریف تحصیل کھاریاں ضلع گجرات کا ذکر آیا تو میرے دل سے "اللہ ہو" "اللہ ہو" کی آوازیں آنے لگیں۔ دورۂ بھارت، ملتان اور ہمارے شہر بورے والا کے متعلق تحریریں آپ نے جمع کیں، بہت پسند آئیں۔ آپ سے گذارش ہے کہ اس میں زیادہ سے زیادہ اصلاحی مضامین کیے جائیں، آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے پیر و مرشد کی عمر دراز کرے اور ان کا سایہ ہمارے سروں پر تادیر قائم رہے اور ماہنامہ المعصوم دن دگنی رات چوگنی ترقی کرے (آمین)۔

مرزا محمد اسلم شاہد۔ بورے والا

اکتوبر کا شمارہ کچھ تاخیر سے ملا۔ البتہ مضامین و دیگر تحریروں اور رپورٹس نے انتظار کی کوفت کو ختم کر دیا۔ واقعی پرچے پر بہت زیادہ محنت کی گئی تھی۔

خالد محمود غزنوی۔ کراچی

marfat.com

"اسلامی معلومات" میں انعامات حاصل کرنے والے خوش نصیب

اسلامی معلومات پر مبنی سوالات و جوابات کے سلسلہ میں گذشتہ ماہ (ستمبر کے شمارے) کے سوالات کے صحیح جوابات مندرجہ ذیل ہیں :-

۱. حضور اکرم ص کے رشتہ کے چچا تھے۔
شجرہ : مصعب بن عمیر بن ہاشم بن عبدالمناف۔
۲. لالا لاجپت رائے
۳. حضرت عمرو رض اور حضرت عبداللہ بن حارث رض
۴. یہ مدینہ کے ان یہودی علماء میں سے ایک تھے جنہوں نے اسلام قبول کیا اور شرف صحابیت سے سرفراز ہوئے۔
۵. بعد از فتح مکہ
۶. حضرت زبیر بن العوام رض
۷. خارجہ بن کرز
۸. حضرت رافع بن مکیث اور جندب بن مکیث جہنی رض
۹. حضرت طفیل بن عمرو الدوسی رض
۱۰. ہند بنت عوف

ستمبر کے شمارے میں دیئے گئے تمام سوالات کے درست جوابات ارسال کرنے والوں کے نام مندرجہ ذیل ہیں :
فیصل محمود - کراچی ، شمیم اختر - لاہور ، جاوید اقبال - سیالکوٹ ، ڈاکٹر علی احمد - کراچی نصیر احمد گھانچی - کراچی ، گل خان - پشاور

۹ ، سوالات کے درست جوابات بھیجنے والوں کے نام یہ ہیں :
علی نواز حسن رضوی - کراچی ، محمد طارق - کراچی ، اسمٰعیل سومرو - ٹھٹھہ

۸ ، درست جوابات بھیجنے والوں کے نام کچھ یوں ہیں :
نازیہ شہزاد - لاہور ، شاہد خان - بکھر ، شاہد علی جمالی - کراچی ، گلزار احمد - کراچی ، ذوالفقار علی سومرو - حیدر آباد

قرعہ اندازی کے ذریعے مندرجہ ذیل خوش نصیب افراد کو انعام کا حقدار قرار دیا گیا۔

اوّل انعام :
گل خان - پشاور

دوئم انعام :
محمد طارق - کراچی

سوئم انعام :
نازیہ شہزاد - لاہور

ادارہ انعام حاصل کرنے والے ان خوش نصیبوں کو مبارکباد پیش کرتا ہے

FOR YOUR FLYING PLEASURE

TRAVEL TIPS

MOHAMMAD USMAN G.ALLANA ROAD,
KHARADAR KARACHI TEL: 205124 20515
CABLE: MOHINI

marfat.com

اسلامی معلومات

سوالات

۱. حضور اکرمؐ نے حجۃ الوداع سے واپسی کے وقت جحفہ سے ۳ میل دور کس تالاب پر قیام فرمایا ؟۔
۲. حضور اکرمؐ مسلمان شعراء کے علاوہ کس شاعر کے اشعار سننا پسند کرتے تھے ؟۔
۳. ایک حدیث میں "قطران" کا ذکر آیا ہے ، قطران کیا ہے ؟۔
۴. عمرو بن لحمی کون تھا ؟۔
۵. رسولِ اکرمؐ کی وہ سواری جس پر آپؐ بیٹھ کر مدینہ آئے کس صحابی نے اپنی ذمہ داری میں لے لی ؟
۶. رسول اکرمؐ کے کون سے چچا سید الشہداء کے لقب سے ملقب ہوئے ؟۔
۷. حضرت اسحٰق علیہ السلام کے وقتِ ہجرت جرار کا حکمران کون تھا ؟۔
۸. عربوں کی فصاحت و بلاغت کے جواب میں آپ کو کیا معجزہ عطا ہوا ؟۔
۹. حضرت یوسف علیہ السلام کو کنویں سے کن دو اشخاص نے نکالا ؟۔
۱۰. حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کتنی بار تجلی الٰہی کا مطالبہ کیا ؟۔

سامنے دیئے گئے سوالات کے جوابات
۲۰ / اکتوبر ۱۹۹۰ء تک درج ذیل پتے پر ارسال کردیں۔

تمام سوالات کے صحیح جوابات پر
اوّل انعام ——— ۶ / ماہ کیلئے ماھنامہ المعصوم
ایک غلطی کی صورت میں
دوسرا انعام ——— ۴ / ماہ کیلئے ماھنامہ المعصوم
دو غلطیوں کی صورت میں
تیسرا انعام ——— ۲ / ماہ کیلئے ماھنامہ المعصوم
ارسال کیا جائے گا۔

ایک سے زائد انعام کے حقدار قرار پائے جانے والوں کی صورت میں فیصلہ قرعہ اندازی کے ذریعے کیا جائے گا۔

جوابات ترتیب وار صفحہ کے ایک جانب واضح طور پر تحریر کرکے ارسال کریں۔
جوابات کے حل کے ساتھ نیچے دیا گیا کوپن آنا ضروری ہے ورنہ حل انعام یافتہ ہونے کی صورت میں بھی مسترد کر دیا جائے گا۔
حل اس پتہ پر ارسال کریں :
انچارج اسلامی معلومات
ماھنامہ المعصوم پوسٹ بکس نمبر ۵۸۶ پوسٹ کوڈ نمبر ۷۴۲۰۰ کراچی

برائے اکتوبر ۹۰ء — کوپن اسلامی معلومات

نام ____________________

پتہ ____________________

ماھنامہ المعصوم پوسٹ بکس نمبر ۵۸۶
پوسٹ کوڈ نمبر ۷۴۲۰۰ کراچی

marfat.com

ختمِ خواجگان

بعد از نماز مغرب جو سلسلہ عالیہ کا معمول ہے

سورۃ فاتحہ سات بار، درود شریف صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ سو بار، سورۃ الم نشرح اناسی (۷۹) بار سورۃ اخلاص ہزار بار، سورۃ فاتحہ سات بار، درود شریف سو بار آیت کریمہ پانچ سو بار، درود شریف سو بار، اس کے بعد یہ اسماء سو سو بار پڑھنے ہوں گے

١ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ — نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے
٢ یَا اَللّٰهُ — اے اللہ
٣ یَا عَزِیْزُ — اے پیارے
٤ یَا وَدُوْدُ — اے دوستی کرنے والے
٥ یَا کَرِیْمُ — اے کرم کرنے والے
٦ یَا وَهَّابُ — اے بخشش کرنے والے
٧ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ — اے ہمیشہ زندہ اور قائم رہنے والے
٨ حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ نِعْمَ الْمَوْلٰی وَنِعْمَ النَّصِیْرُ — کافی ہے ہم کو اللہ کیا ہی خوب کارساز ہے کیسا ہی خوب آقا ہے اور کیسا ہی خوب مددگار ہے
٩ یَا قَاضِیَ الْحَاجَاتِ — اے حاجتوں کو پورا کرنے والے
١٠ یَا دَافِعَ الْبَلِیَّاتِ — اے بلاؤں کو دور کرنے والے
١١ یَا حَلَّ الْمُشْکِلَاتِ — اے مشکلیں آسان کرنے والے
١٢ یَا کَافِیَ الْمُهِمَّاتِ — اے مہمات میں کفایت کرنے والے
١٣ یَا شَافِعَ الْاَمْرَاضِ — اے بیماریوں سے صحت دینے والے
١٤ یَا مُنَزِّلَ الْبَرَکَاتِ — اے برکتیں نازل فرمانے والے
١٥ یَا مُسَبِّبَ الْاَسْبَابِ — اے اسباب کو پیدا کرنے والے
١٦ یَا رَافِعَ الدَّرَجَاتِ — اے درجات کو بلند کرنے والے
١٧ یَا مُجِیْبَ الدَّعْوَاتِ — اے فریادوں کو سننے والے
١٨ یَا اَمَانَ الْخَائِفِیْنَ — اے خوفزدوں کو پناہ دینے والے
١٩ یَا خَیْرَ النَّاصِرِیْنَ — اے بہترین مددگار
٢٠ یَا دَلِیْلَ الْمُتَحَیِّرِیْنَ — اے حیرانوں کے رہنما
٢١ یَا غِیَاثَ الْمُسْتَغِیْثِیْنَ اَغِثْنَا — اے غم زدوں کو خوش کرنے والے
٢٢ یَا مُفَرِّحَ الْمَحْزُوْنِیْنَ — اے غمزدوں کو خوش کرنے والے
٢٣ رَبِّ اِنِّیْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ — اے اللہ میں ہار گیا ہوں میری مدد فرما
٢٤ یَا اَللّٰهُ یَا رَحْمٰنُ یَا رَحِیْمُ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ — اے اللہ اے مہربانی فرمانے والے اے سب مہربانوں سے زیادہ مہربانی فرمانے والے
٢٥ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَکْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ — پاک ہے اللہ اور تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں اور نہیں ہے کوئی معبود اللہ کے سوا اور اللہ بہت بڑا ہے اور نہیں ہے کوئی طاقت اور قوت مگر اللہ کی جو بلند اور عظمت والا ہے
٢٦ اَللّٰهُمَّ اسْتُرْنِیْ بِسِتْرِكَ الْجَمِیْلِ، درود شریف سو بار — اے اللہ مجھے اپنے خوبصورت پردے سے ڈھانپ لے

اٰمین
الٰہی قبول فرما

شجرہ شریف

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ
اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَکَانُوْا یَتَّقُوْنَ

اے خدا کرم اپنی کبریائی کے لئے — اور رسول پاک کی خیر الورائی کے لئے
بخش دے سب کی خطائیں انبیاء کے واسطے — خواجگان نقشبنداں با خدا کے واسطے
گو نہیں ہم لائق صد ابر اے رب غفور — ان بزرگوں کا وسیلہ لائے ہیں تیرے حضور
حضرت صدیق اکبر یار غار مصطفےٰ — حضرت سلمان فارس عاشق شاہ ہدیٰ
حضرت قاسم و حضرت جعفر صادق امام — بایزید برگزیدہ بوالحسن شاہ انام
بو علی فارمدی اور یوسف ہمدانوی — عبدالخالق مجدد وانی عارف ریوگری
خواجہ محمود فغناں شاہ عزیزاں باکمال — حضرت بابا سماسی حضرت میر کلالؒ
آفتاب نقشبنداں شاہ بہاؤالدین سخی — حضرت خواجہ علاؤالدین عطار ولی
شاہ یعقوب و عبیداللہ احرار زماں — شاہ زاہد اور درویش محمد والا شاں
خواجہ امکنگی حضرت باقی باللہ باخبر — قطب سرہندی مجدد الف ثانی نامور
خواجہ معصوم حضرت حجۃ اللہ باصفا — شاہ زبیر و خواجہ اشرف محمد پارسا
شاہ جمال اللہ اور عیسیٰ محمد اولیا — خواجہ فیض اللہ اور نور محمد باوفا
گرم باغیر محمد صاحب جنت نشاں — نور چشم پیر مرشد کہتے ہیں جن کو عالمیاں
وہ یحییٰ ابن سخی وہ صاحب لطف عمیم — ہادی دارین حضرت حافظ عبدالکریم
رحم فرما از طفیل ہادی دین مبین! — صاحب نور بصیرت خواجہ طالب الدین
جن کا سینہ دولت توحید کا گنجینہ ہے — قلب صافی ان کا حسن طور کا آئینہ ہے
جن کی پیشانی کتاب اللہ کی تفسیر ہے — جن کی آہیں خودی میں گرمی شبیر ہے
آج دنیا بھر کے لبوں میں نہیں جن کا جواب — بخشیں نوبخش ثانی اولیاء کا خطاب
از طفیل حضرت معصوم حسن ہے التجا — منزل مقصود تک ہم کو پہنچا دے اے خدا
چہرۂ انور دیکھو نور کی تفسیر ہے — ہر طرف بکھرا اجالا حسن کی تطہیر ہے
خوب جانے وہ شہر لیں جو طریقت کے رموز — رات دن ہو تیرے اسرار حقیقت کا ظہور
ان کے صدقے میں ہو عاجز دو جہاں میں سرخرو — ہر قرآن کی ہے خیال و دیں میں آبرو
جان ہو میری تصدق کیسا پیارا نام — ہر طرف دنیا میں جاری انکا فیض عام
خواجگان نقشبندی کی محبت کر عطا — حشر کو ہوں بھی خاندان ہی کے ساتھ اٹھا
یاالٰہی سب دعائیں لطف سے مقبول ہو — جب تک جیوں دنیا سے تیری یاد میں مشغول ہو
دور ہم سے سب خدایا از خیال غیر ہو — تیری الفت اور رضا میں خاتمہ بالخیر ہو

ہر دو ختم خواجگان کی دعا جو قبلہ حضرت صاحب مدظلہ کا معمول ہے وہ حسب ذیل ہے

دعاء یا اللہ پاک اس ختم خواجگان دا ثواب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام دی خدمت دے وچ ہدیہ پیش کیتا جاندا اے آپ دی طفیل جمیع الانبیاء، شہداء، صالحین، نقشبندیہ، سہروردیہ، چشتیہ، قادریہ، اولیسیہ خانداناں دے بزرگاں دیاں روحاں نوں پہنچاویں، جمیع المومنین، جمیع المومنات، جمیع المسلمین، جمیع المسلمات جو مسلمان مرد، جن، عورت ہو گزرے نے جو ہین جو ہوون گے سب دیاں روحاں نوں پہنچاویں۔ یا اللہ اس دی برکت دے نال کل مشکلاں آسان فرمائیں یا اللہ شر شیطان شر ظالماں تھیں محفوظ رکھیں شر نفس شر دنیا تھیں محفوظ رکھیں یا اللہ غیراں دے دروازے تھیں ہٹا کے اپنے ہی دروازے تے کھڑا رکھیں۔ یا اللہ جو دوست حاضر ہین، جو غائب ہین ساریاں نے اپنی منزل مقصود تے پہنچائیں یا اللہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام دی امت دی اصلاح فرمائیں اے مولا کریم اس بستی دے لوکاں نوں نیک فرمائیں۔ یا اللہ جو دوست دعائیں کراندے نے، خط لکھدے، فی اللہ خدمت کردے نے اور دور دراز تھیں سفر کرکے تیری رضا دے واسطے آندے نے اور جاندے نے ساریاں نوں ظاہری باطنی مالا مال فرمائیں!

اُنْصُرْنَا فَاِنَّكَ خَیْرُ النَّاصِرِیْنَ وَافْتَحْ لَنَا فَاِنَّكَ خَیْرُ الْفَاتِحِیْنَ وَاغْفِرْ لَنَا فَاِنَّكَ خَیْرُ الْغَافِرِیْنَ وَارْحَمْنَا فَاِنَّكَ خَیْرُ الرَّاحِمِیْنَ وَارْزُقْنَا فَاِنَّكَ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ وَاحْفَظْنَا فَاِنَّكَ خَیْرُ الْحَافِظِیْنَ وَاهْدِنَا وَنَجِّنَا مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِیْنَ وَصَلَّی اللّٰهُ عَلٰی حَبِیْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ

marfat.com

POLANI'S RELIGIOUS TOUR

COMBINE YOUR BUSINESS WITH PILGRIMAGE. SPIRITUALIZE YOUR MIND AND SOUL BY MAKING A TOUR OF:

- BAGHDAD – 5 DAYS
- BAGHDAD – 7 DAYS
- UMRA – 5 DAYS, 9 DAYS, 13 DAYS & 15 DAYS
- OTHER SPECIAL PILGRIMAGE TOURS ON VERY REASONABLE PRICES.

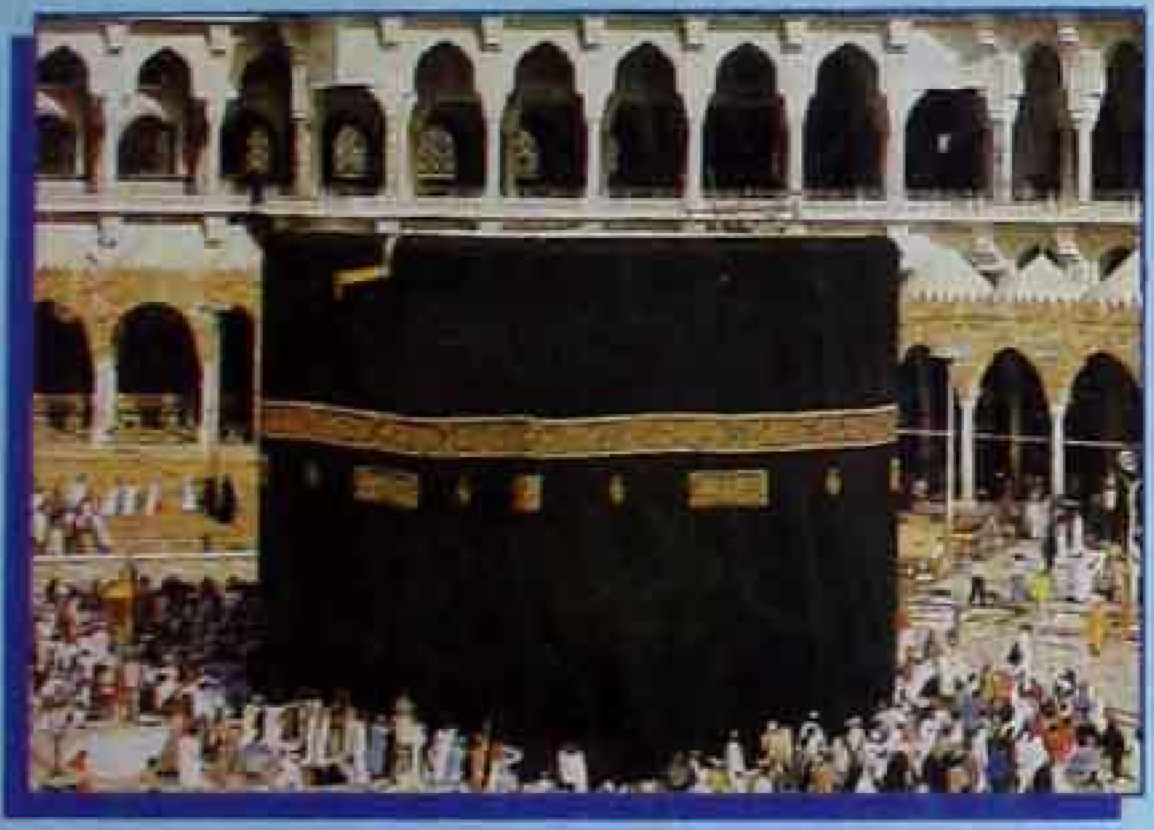

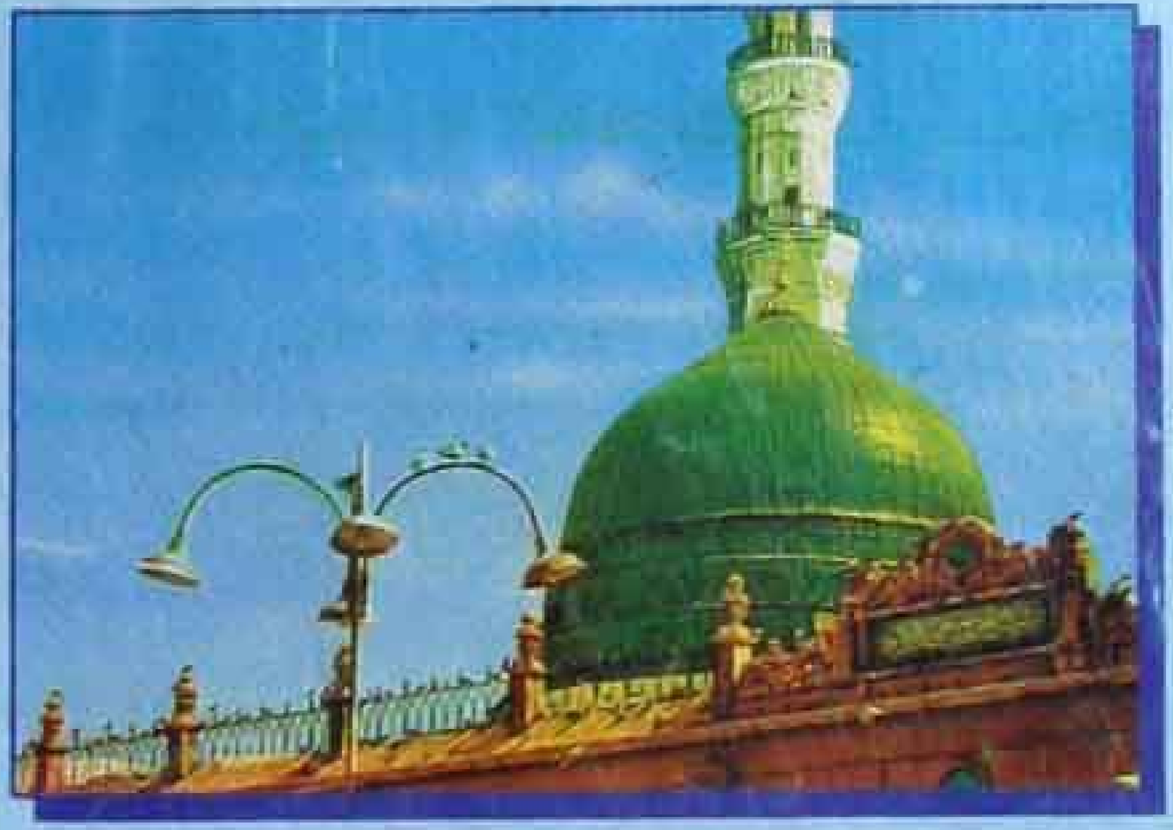

We also specialize in arranging Sales Confernces, Coventions, Exhibitions and other business/pleasure trips outside and inside Pakistan.

Come and join our package tours. For more information, please contact:

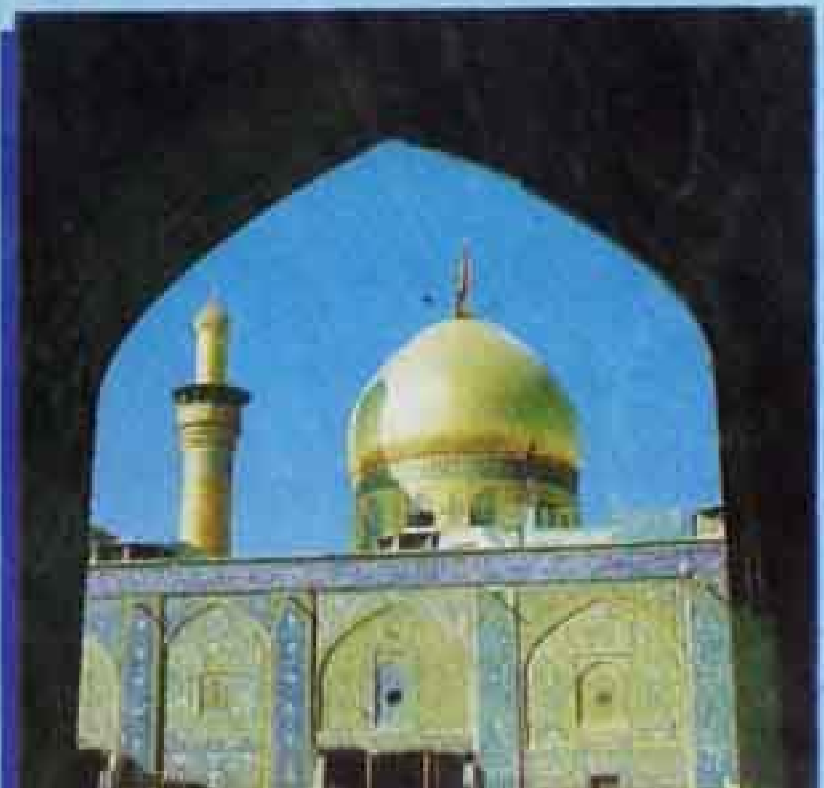

POLANI'S (PVT) LTD

Travel Agent and Tour Operator

46-47 Sindh Madresah-tul-Islam, Behind Mohammadi House, Hasrat Mohani Road, Karachi.
Phones: 2416201 (3 lines) 2415669 Fax: 92-21-241 9737
Direct: 2419054 Tlx: 24434 GAFAR PK & 23291 FAITH PK Cable: POLYFLY
Govt. Licence No. 1061